سرمایۂ رؤف امروہوی

انتخاب کلام رؤف امروہوی

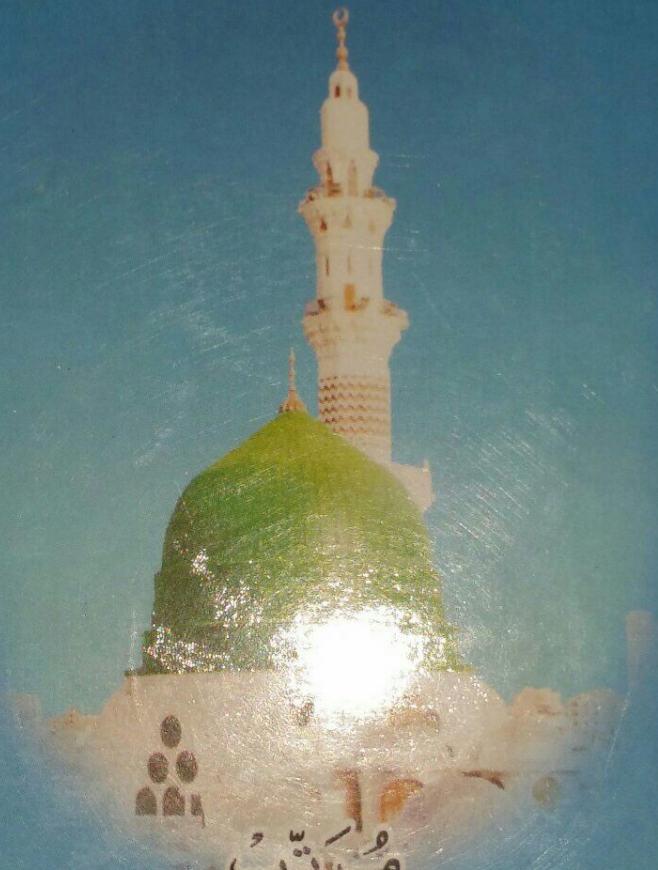

مرتب

حامد امروہوی

خلف حضرت الحاج رؤف امروہوی

سرمایۂ رؤفؔ امروہوی

انتخابِ کلامِ رؤفؔ امروہوی

مرتّب

حامدؔ امروہوی

خلف حضرت الحاج رؤفؔ امروہوی

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

Name of the Book	**Sarmaya -e- Rauf Amrohawi** **Intakhab -e- Kalam -i- Rauf Amrohawi**
Compiled By	Hamid Amrohawi Khalaf Hazrat Rauf Amrohawi
Edition	1428AH / 2007AD
Page	502
Price	350/-

نام کتاب	:	سرمایۂ رؤف امروہوی انتخابِ کلامِ رؤف امروہوی
نام مرتّب	:	حامد امروہوی خلف حضرت رؤف امروہوی
سن اشاعت	:	۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء
صفحات	:	۵۰۲
قیمت	:	۳۵۰ روپے
مطبع	:	ڈائمنڈ پرنٹرز، نئی دہلی - 9811126868

ملنے کا پتہ:

ہندوستان میں:

مرزا ساجد حسین ساجد امروہوی

محلّہ صدّو، امروہہ 244221

امریکہ میں:

Hamid M. Husain

135 - COMMON WEALTH DR

BOLING BROOK - IL- 60440-6181

U.S.A.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

☆ مصنف کا تعارف 21

☆ انتساب 25

☆ عرضِ مرتب 27

حمد

☆ اے کہ ہر شے میں تیرا جلوا ہے 33

☆ اے خدائے پاک بے ہمتا ہے تو 35

☆ اے خدا اے خالقِ کون و مکاں 37

☆ مالک الملک صناعِ کون و مکاں 39

نعت

☆ صبا اٹکھیلیاں کر آج موقع ہے مسرت کا 43

☆ کیا وصف لکھوں سید ابرار تمھارا 45

☆ میں نہ جنت کا ہوں شیدائی نہ طالب حور کا 46

☆ قیامت میں تشریف جب لائیے گا 47

☆ آنکھوں کو آج ہجر کے غم سے چھڑاؤں گا 48

☆ بسا دو تم اگر کاشانہ دل کا 49

☆ سینہ میں کہوں کیا اے ہمدم کون آگ لگائے جاتا ہے 50

☆ مرے نبیؐ پر نہ پوچھ ہمدم تھا مہرباں ذوالجلال کیسا 51

☆ یا نبیؐ جان سے جو آپ پر قرباں نہ ہوا 52

☆ مرحبا آج کی شب صلِ علیٰ آج کی رات 53

☆ اُٹھا رُخِ محبوب سے پردا شبِ معراج 54

☆ جو ہو جائے تمھارا یا محمدؐ 55

☆ ہے گردش میں اپنا ستارا محمدؐ 56

☆ رہے دل میں شوقِ لقائے محمدؐ 57

☆ دیتے ہیں جو مُرادِ دل صورتِ حال دیکھ کر 58

☆ کہنا صبا جو گزرے درِ یار کی طرف 59

☆ یہ دیکھا چاند کے دو ہو گئے اک دم ستاروں میں 60

☆ تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں 61

☆ نہیں درد کوئی جہان میں کہ درود جس کی دوا نہیں 62

☆ تمھاری یاد سے ناشاد دِل کو شاد کرتے ہیں 63

☆ سب دل سے سنیں سیدِ ابرار کی باتیں 64

☆ ہجرِ نبیؐ میں کاش اگر چشم تر کریں 65

☆ عشقِ احمد میں جو ہم نے داغ دل پر کھائے ہیں 66

☆ اللہ کی رضا ہے حضرتؐ کی بندگی میں 67

☆ مصیبتیں آ رہی ہیں مجھ پر غم والم کا شکار ہوں میں 68

☆ رحمت کبریا کی باتیں ہیں 9

☆ نبیؐ کا نور ہے ذرّوں میں چاند تاروں میں 70

☆ پردہ اٹھا دو شاہِ مدینہؐ 71

☆ دل ہو تو ہو اے کاش تمنائے مدینہ 72

☆ وہ دل ہے جاگزیں جس میں ہوئی اُلفت محمدؐ کی 73

☆ گرم ہے حشر کا میدان رسولِ عربیؐ 74
☆ نہیں قولِ اُدنُ مِنّی کسی اور کی زبانی 75
☆ رنج و محن سے کون نکالے تیری دہائی مدینہ والے 76
☆ ہر لحظہ شغلِ نعتِ شہہِ انسؐ و جاں رہے 77
☆ طالبِ جنّت سے کیا نسبت شہہِ بطحاؐ مجھے 78
☆ طیبہ کی یاد دِل میں رہ رہ کے آ رہی ہے 79
☆ بلاؤ طیبہ میں اب یا نبیؐ خدا کے لیے 80
☆ محبت آپ کی حسرت ہے دل کی 81
☆ یا رسول اللہؐ سن لو بندۂ ناشاد کی 82
☆ تم انیسِ بے کس و بے نوا مَیں اسیرِ دامِ بلا نبیؐ 83
☆ ملا کسی نبیؐ کو وہ مرتبہ جو خدا نے تم کو دیا نبیؐ 84
☆ اے شہِ دنیا و دیں میری مدد فرمایئے 85
☆ ہوں دل میں عشقِ ساقیٔ کوثرؐ لئے ہوئے 86
☆ وہ سر پاؤں، جو خاکِ کوچۂ دلدار ہو جائے 87
☆ قدم ایسے ملے کی جن سے سیرِ لامکاں تو نےؐ 88
☆ اپنا جلوہ دکھا دیا تو نےؐ 89
☆ محمدؐ کی وہ صورت ہے کہ جس پر جان قرباں ہے 90
☆ یا نبیؐ غم مجھے راحت ہے ملال اچھا ہے 91
☆ لکھوں کیا وصفِ شاہِ انس و جاں سے 92
☆ زمیں اِترا کے بولی آسماں سے 93
☆ آپؐ نے سب کی کل سنواری ہے 94
☆ تمھیں یا نبیؐ جلوہ گر دیکھ لیتے 95
☆ تمؐ نواز و تو اپنی ٹھوکر سے 96

☆ آقا بنے جو بندۂ سرکارؐ ہو گئے 97

☆ حوروں کی نہیں خواہش طالب نہیں جنت کے 98

☆ اک آہ نکلتی ہے بے ساختہ سینے سے 99

☆ میں یہ سمجھوں گا کہ سب کچھ ہو گیا حاصل مجھے 100

☆ اے صبا جس وقت بھی اُس گل کی یاد آجائے ہے 101

☆ کوئی دارا کوئی جم کوئی سکندر ہو جائے 102

☆ جس محفل میں جس مجلس میں سرکارؐ کی مدحت ہوتی ہے 103

☆ کیوں نہ مانگے مانگنے والا شہہِ ابرارؐ سے 104

☆ نہ قدر ہو تو نہ ہو میرے سر جھکانے کی 105

☆ اے نبیؐ اے افتخار اولین و آخریں 106

☆ اُن کو اللہ کی اللہ کو چاہت اُنؐ کی 108

☆ ادائے خاص سے مدحِ محمد مصطفیٰؐ کیجئے 109

☆ ذاتِ سرکارِ دو عالم دو جہاں کی جان ہے 111

☆ محشر میں تو یہ عالم سرکار ہے تمھارا 113

☆ شمس الضحیٰ محمدؐ بدر الدجیٰ محمدؐ 114

☆ یہ مانا کہ تم ایک بندے ہو لیکن ہے دیدارِ حق کا نظارا تمھارا 115

☆ ہے دل میں جوشِ مدحتِ سرکارِ مصطفیٰؐ 116

☆ مرنے سے پہلے طاعتِ سرکارِ مصطفیٰؐ 117

☆ رہِ منزلِ مصطفیٰؐ پوچھتا ہوں 118

☆ کعبۂ دل ہو، جائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم 119

☆ جو علوئے مرتبت ہے اور جو شانِ رسولؐ 120

☆ مرنے تری گلی میں نہ آؤں تو کیا کروں 121

☆ لطف و کرم کیجئے طالبِ دیدار ہوں 122

☆ کوئی آپ سا اے شہہِ ہر دوسراؐ نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا 123

☆ دفن کرنا کوچۂ دلدار میں 124

☆ حدِ وصفِ شہہِ انامؐ نہیں 125

☆ میں عاصی ہوں مگر دردِ معاصی کی دوا تم ہو 126

☆ ذرا اے ماہِ تابانِ مدینہؐ 127

☆ لکھتا نہیں جز مدحتِ سرکارِ مدینہؐ 128

☆ جہاں ذکرِ نبیؐ کی ابتدا کی 129

☆ بھروسا عاصیوں کا شافعِ روزِ جزاؐ پر ہے 131

☆ صدا آتی رہے صلِ علیٰ کی 132

☆ گرم ہے حشر کا میدان بڑی مشکل ہے 133

☆ غریبوں کے ملجا، یتیموں کے ماوا، دو عالم کے آقا لقب ہیں تمھارےؐ 134

☆ دل کا آئینہ اگر ہم صاف کر کر دیکھتے 135

☆ نبیؐ کا عشق دنیا ہی نئی معلوم ہوتی ہے 136

☆ تڑپتا ہے دل دیکھنے کو مدینہ درِ شہ پہ جانے کو جی چاہتا ہے 137

☆ مجھے مدِ نظر اُنؐ کی ثنا ہے 138

☆ نزع میں دیدِ شاہِ مدینہؐ 140

☆ نبیؐ کی جلوہ گاہِ ناز پرور دیکھنے والے 141

☆ میری نہ یہ مجال ہے میرا نہ یہ مقام ہے 142

☆ جماعت حاجیوں کی آ رہی ہے 143

☆ میرے نبیؐ محترم مہرِ سپہر برتری 144

☆ مجالِ نطق ہے جب تک مری زباں کے لیے 145

☆ خورشید شمائل ہو نہ تمؐ زہرہ جبیں ہو 146

☆ کیا شان ہے شانِ شہہِ ذیشانِ مدینہ 147

☆ گیا دورِ جہالت علم وحکمت کا نظام آیا 148

☆ جس کو زلفِ احمدِ مرسل کا سودا ہوگیا 149

☆ محمدؐ صدرِ بزمِ انبیا ہیں 150

☆ کیا کہوں کیسے تھے انداز وادائے مصطفیٰؐ 151

☆ کاش میری ناکامی میرے کام آجائے 152

☆ نہ کرتا خالقِ اکبر محمدؐ کو اگر پیدا 153

☆ خوفِ محشر ہے جانکاہ لیکن یا نبیؐ تم شفیع الوریٰؐ ہو 154

☆ ادائے خاص سے رسوائے عام آتا ہے 155

☆ زہے قسمت یہ بزمِ نعتِ سرکارِ رسالت ہے 156

☆ اللہ کے کرم کی اک شان ہیں محمدؐ 157

☆ صدیقؓ راہبر ہیں رسولِ خداؐ کے بعد 158

☆ دلوں کا چین آنکھوں کی ضیا ہیں 159

☆ ہر بے نوا کے گھر کا سامان ہیں محمدؐ 160

☆ جسے لگاتے ہی بندہ خدا سے ملتا ہے 161

☆ مئے عشقِ نبیؐ سے بھر کے دیدے ایک پیمانہ 162

☆ مالک جزو وکل بندۂ حق نما سرورِ انبیاؐ سرورِ انبیاؐ 164

☆ نمازِ پنج گانہ کا جو عامل ہو نہیں سکتا 166

☆ چشمِ گریاں انھیںؐ اس طرح منایا ہوتا 167

☆ آپؐ کی بندہ نوازی سے تو کچھ دور نہیں 168

☆ وہ جانِ کائنات وہ جانانِ کائنات 170

☆ وہ مشتِ خاک سے کہہ دیں تو دم میں زر ہو جائے 172

☆ محمدؐ کون ہیں کیا ہیں کوئی بتلا نہیں سکتا 173

☆ شہہِ دیں کا جس گھر میں چرچا نہیں ہے 174

☆ اللہ کے محبوبؐ کی الفت مرادیں ہے 176

مخمّسات

☆ تیرے کوچہ میں نہ رکھا بھول کر میں نے قدم 181
☆ حشر برپا ہے ہر اک کو اپنی اپنی ہے پڑی 182
☆ گرچہ پیدا ہوئے دنیا میں ہزاروں ہی نبی 183
☆ کوئی ہے مجرئی کوئی سلامی 185
☆ سینہ میں آہوں کا دھواں فریاد لب پر چشم نم 186
☆ کوئی کر سکتا نہیں دنیا میں تیری ہمسری 187
☆ خبر لے اے مسیحائے دو عالمؐ 189
☆ حجِ بیت اللہ کا سامان کب ہوگا بہم 190
☆ تو دلبرِ جن و بشر تو رحمۃ للعالمینؐ 191
☆ والشّمس روے حق نما واللیل زلفِ عنبریں 192
☆ کیسے بیاں کروں تریؐ ذرہ نوازیاں ہیں جو 193
☆ کچھ ایسی چھائی ہے تاریکیٔ شبِ ہجراں 195
☆ جس ادا جس ناز کا مظہر ہے تو اے نازنیں 197
☆ لفظ یٰسین ست یک نامِ سیادت جوئے تو 198
☆ زینتِ بزم جہاں بحرِ شرافت کا گہر 200
☆ یہ سر اور بیتِ ابروئے محمدؐ 201
☆ کہتا ہوں میں آہوش میں دیکھ اے دلِ ناداں سنبھل 203
☆ چل گئی ہو جس کے دل پر تیغِ ابروئے حبیب 204
☆ تیغِ ابرو ہے کہ ٹکڑے دل کے کر دیتی ہے دو 205
☆ کرتا ہے پریشاں دلِ مضطر کا تلون 206

☆ رواں ہیں چشمِ تر سے اشکِ پیہم یا رسول اللہؐ 207

☆ دلبر ہو تم کہیں دلِ خانہ خراب ہو 209

☆ اب تڑپ حد سے بڑھ گئی دل کی 210

☆ کس قدر کالی گھٹا اس غم کی دل پر چھائے ہے 211

☆ ہے گردش میں ستارا یا محمدؐ 212

☆ نہیں عرض کرنے کا یارا محمدؐ 214

☆ ان آنکھوں سے تم کو اگر دیکھ لیتے 216

☆ قیامت میں تشریف جب لائیے گا 218

☆ تڑپنا ہائے بیتابانہ دل کا 220

☆ کوئی بے امرِ حق ایمان اُن پر لا نہیں سکتا 221

☆ تجھ سا جہان بھر میں نہ پاؤں تو کیا کروں 223

☆ انبیاء بھی ہیں پریشان رسولِ عربیؐ 224

☆ نظر ہم خستہ حالوں کی حبیبِ کبریا پر ہے 225

☆ آپؐ کیا تشریف لائے ''سلام'' 227

☆ السلام اے سرورِ دنیا و دیں ''سلام'' 228

☆ تو بھی اب رخصت ہوا ماہِ صیام 229

☆ شریعت نام ہے جس کا رہِ رشد و ہدایت ہے 230

☆ چشم لب دنداں دہن پھر جسم جس میں جان ہے 232

☆ کرو توبہ ڈر و حق سے یہ سمجھو کل قیامت ہے 234

مناقب

منقبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ 237

☆ نبیؐ کے عشق کا ہے سلسلہ صدیق اکبرؓ سے 237

☆ تجھ سے افضل کوئی امت میں ہو کیوں کر صدیقؓ 238

☆ اگر دل ہے شیدائے صدیق اکبرؓ 239

☆ ہے مدفن جلوہ گاہ مصطفےٰ صدیقِ اکبرؓ کا 240

☆ یارِ غارِ مصطفےٰ کا ذکر میری جان ہے 241

☆ زباں پر آ گیا تھا واسطہ صدیقِ اکبرؓ کا 242

☆ پہنچے یوں منزلِ مقصد پہ گدائے صدیقؓ 243

☆ نبیؐ کے عشق کا ہے سلسلہ صدیقِ اکبرؓ سے 244

منقبت سیدنا عمر فاروقؓ 246

☆ چمک تیغِ بُرّانِ فاروقِ اعظمؓ 246

☆ بلا کے لائی ہے سب کو محبتِ فاروقؓ 247

☆ آج تک پہلو میں ہے پہلوئے جانانِ عمرؓ 249

☆ شورِ تکبیر عمرؓ پھر زورِ شمشیرِ عمرؓ 250

☆ لے رہا ہوں جب سے میں نامِ عمرؓ 252

☆ دل کے اندر ہو محبت حضرتِ فاروقؓ کی 253

منقبت سیدنا عثمان غنیؓ 254

☆ نامِ عثمان غنیؓ عالی گہر والا تبار 254

☆ حق آپ ثنا خواں ہوا عثمانِ غنیؓ کا 255

منقبت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ 256

☆ اے صبا آنے کو ہے گلشن میں کیا کوئی نگار 256

☆ بوتراب وحیدر و صفدر علیِ مرتضےٰؓ 259

☆ دیکھ کر دل کش ادائے بوترابؓ 260

☆ افتخارِ انبیا مولیٰ علی مشکل کشاؑ 261

منقبت حضرت سیدنا حسین بن علیؓ	263
☆ کرنی اگر ہے سیر گلستانِ اولیا	263
☆ یاد آرہی ہے آج شہادت حسینؓ کی	265
☆ حوریں فدائے حسنِ طرح دارِ کربلا	267
☆ پھر آئی یاد شاہِ کربلا کی	296
☆ یہ دل ہو اور حسرت وارمانِ کربلا	270
☆ اے ساکنانِ کوئے محبانِ اہل بیتؑ	271
منقبت حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانیؒ	272
☆ ہمارے پیشوا ہیں غوثِ اعظمؒ	272
☆ جہاں دیکھی ادائے دل ربائے شاہِ جیلانیؒ	273
☆ تری الفت مری ایمان یا غوثؒ	274
☆ سنو میری کہانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ	275
منقبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ	276
☆ جہاں دیکھا کسی نے جلوۂ رخسار خواجہ کا	276
☆ صوفیٔ باصفا غریب نوازؒ	277
☆ کسی کی ذات کا آئینہ دار ہے خواجہؒ	278
☆ ازل سے ہوں میں دیوانہ معین الدین چشتیؒ کا	279
منقبت حضرت شرف الدینؒ شاہ ولایتِ امروہہ	280
☆ یہ در ہو اور بندے کی جبیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ	280
منقبت حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ	281
☆ نہیں میں ہی ثنا خواں ہے زمانہ بدر چشتیؒ کا	281
منقبت حضرت شاہ قیام الدین چشتیؒ	282
☆ مرے والی قیام الدین چشتیؒ	282

حسنِ تغزّل

☆ گردشِ زمیں اپنی دَور آسماں اپنا 285

☆ آہ میں کیا اثر نہیں آتا 286

☆ ادا کا، ناز کا، غمزے کا، شوخی کا، شرارت کا 287

☆ نہ تھا جب عشق یہ ساماں کہاں تھا 288

☆ خوگر ہوں میں تو ہجر کے صدے اٹھاؤں گا 289

☆ اگر کوئی نالہ رسا ہو گیا 290

☆ جس طرف جس راہ سے اُن کا گزر ہونے لگا 291

☆ اس طرف کو بھی کوئی دور ہو پیمانے کا 292

☆ اگر میرا افسانہ سن پایئے گا 293

☆ کیا بتاؤں چارہ گر تجھ کو مجھے کیا ہو گیا 294

☆ صبا کی بات کا کیا اے دل اعتبار کیا 295

☆ لگ گیا انبار اب تو کشتگانِ ناز کا 296

☆ محرمِ راز نہ تھا واقفِ اَسرار نہ تھا 297

☆ اب تو کچھ چاہئے اس دل کا مداوا کرنا 298

☆ یہ سر تری چوکھٹ سے جدا ہو نہیں سکتا 299

☆ گل پریشاں شمع گریاں سوختہ پروانہ تھا 300

☆ عالم مری نگاہ میں ہے حسنِ یار کا 301

☆ اِسی شان سے مٹاتے مجھے تھا اگر مِٹانا 302

☆ یہ مانتا ہوں آپ سے آیا نہ جا سکا 303

☆ ہر شے کو اپنے نور سے معمور کر دیا 304

☆ داغِ جگر کو شمعِ شبستاں بنا دیا 305

☆ نکلنے کو ہے جانِ ناتواں اب 306

☆ اب چپ ہیں سب مساعیٔ لا انتہا کے بعد 307

☆ صحنِ گلشن سے اُٹھا جس وقت سامانِ بہار 308

☆ لطف تو جب ہے عشق کا اے غمِ جاں نوازِ عشق 309

☆ اس طرح نقاب اُٹھے رُخ سے یوں پیش کروں نذرانۂ دل 310

☆ تری راہ میں نقشِ پا ہو گئے ہم 311

☆ آپ کے در سے اگر جائیں گے ہم 312

☆ وعدہ کر کے جو کوئی چال وہ چل جاتے ہیں 313

☆ جادو ہے کون سا نگہۂ مستِ یار میں 314

☆ لے کے دل درد دیئے جاتے ہیں 315

☆ غیر کو شاد کئے جاتے ہیں 316

☆ کھایا جو داغ اُس مہِ خوبی کی چاہ میں 317

☆ ڈھونڈھے گا بعدِ مرگ مجھے نامہ بر کہاں 318

☆ میں عشق میں ہوں یکتا تم نازِ دلبری میں 319

☆ ہاں بادِ صبا پھر وہی دلدار کی باتیں 320

☆ محوِ حیرت بنا گئیں آنکھیں 321

☆ آپ کی راہِ محبت میں جو مر جاتا ہوں میں 322

☆ عاشقوں میں درد کی صورت نظر آتا ہوں میں 323

☆ کتابِ عشق میں فہم و خرد کے باب نہیں 324

☆ وہ ادا گل میں نہیں وہ ناز سوسن میں نہیں 325

☆ چھپنے کو چھپیں لیکن آخر چھپ کر بھی رہیں گے کہیں نہ کہیں 326

☆ لوگ کیوں سعیٔ عبث کرتے ہیں سمجھانے میں 327

☆ کون سا ذرہ ترے نور سے معمور نہیں 329

☆ زندگی اس کی ہے جس کو عشق کا آزار ہو 330

☆ کس طرح بھولوں گا اے زنداں تری تصویر کو 331

☆ کبھی تم نور افزائے نظر ہو 332

☆ کئے دیتا ہے تیرا دردِ فرقت نیم جاں مجھ کو 333

☆ ہیں ازل کے کشتۂ ناز ہم کوئی شوخ مائلِ ناز ہو 334

☆ جو کوئی بات پوچھو اس کے واقف کار سے پوچھو 335

☆ اشک آنکھوں میں نہ ہوں لب پر فغاں کوئی نہ ہو 336

☆ جو فعل بھی ہو از رہِ اخلاص و یقیں ہو 337

☆ محبت میں جب مبتلا ہو گئے وہ 338

☆ کوئی گردش تری ایسی بھی تو اے آسماں ہوتی 339

☆ دل کی حالت کیا بتاؤں چارہ گر کیا ہو گئی 340

☆ جو پوچھا کیوں محبت دل میں اے جانِ جہاں رکھ دی 341

☆ چارۂ عشق کیا کرے کوئی 342

☆ تمھیں دل دے کے ساری عمر حیرانی نہیں جاتی 343

☆ غم نہیں راہِ عشق میں جائے جو جانِ زار بھی 344

☆ جو عمر اُن کے در پر بسر ہو گئی 345

☆ کیسی بے درماں بلا یہ گردشِ تقدیر تھی 346

☆ اِدھر یہ دل جسے عادت ہے پیچ کھانے کی 347

☆ سیدھی ہوئی تو خوبیٔ تقدیر ہو گئی 348

☆ ہو گئے بدنام در در ٹھوکریں کھانے لگے 349

☆ داستانِ غمِ نہانی ہے 350

☆ پوچھا اِس غم کا کون بانی ہے 351

☆ جو خدنگِ ناز دیکھا کہا دل نے مرغ جاں سے 352

☆ نہ رقیبوں سے نہ اُن کی دوستی سے ۲۵۳

☆ تم کو تو خوف حق نہ تھا روزِ حساب سے ۲۵۴

☆ وہ سچے ہیں اور ان کا وعدہ بھی سچا ہے ۲۵۵

☆ اسیرِ دامِ الفت کا تمہارے حال کیا ہے ۲۵۶

☆ مقدر کے لکھے کو آج تک کس کس نے ٹالا ہے ۲۵۷

☆ جب تک کہ رونِ نغمہ میں آہنگ سوز ہے ۲۵۸

☆ تم سے اے شہِ خوباں یہ کہوں گلہ کیا ہے ۲۵۹

☆ مدِ نظر ہو تم تو بلا خانہ خراب سے ۲۶۰

☆ نہ یہ رنگِ سبزہ و نہ گل نہ یہ بوئے ۲۶۱

☆ اے آسمان ہے کاوشِ بیہودہ میرے خیال سے ۲۶۲

☆ تیرگیِ جہاں کا ہے منظر لئے ہوئے ۲۶۳

☆ سچ پوچھئے تو بس انھیں لوگوں نے جیا ہے ۲۶۴

☆ طور پر جلوہ دکھانا اور ہے ۲۶۵

☆ اے شمع رو خیال ہمارا نہ کیجئے ۲۶۶

☆ ترے وعدے پہ جیتا ہوں یہ میرا رشتۂ جاں ہے ۲۶۷

☆ نہ جنت سے غرض مجھ کو نہ مطلب حور و غلماں سے ۲۶۸

☆ نہ نرگس ہے نہ ریحاں ہے نہ لالہ ہے نہ سوسن ہے ۲۶۹

☆ ناز سے ٹھوکر لگاتے جایئے ۲۷۰

☆ کیا مصیبت ہوگئی یہ عشق کی منزل مجھے ۲۷۱

☆ غمزے کے، نزاکت کے، شوخی کے، شرارت کے ۲۷۲

☆ جب تک ہمارے پاس وہ جانِ جہاں رہے ۲۷۳

☆ اِک بلا جانے سے پہلے دوسری آجائے ہے ۲۷۴

☆ اے دلِ زار کیا کیا تو نے ۲۷۵

☆ دل محوِ خیالِ رخِ جانا نہ ہوا ہے 376

☆ اسے آنکھوں میں رکھو یا نکالو اپنی محفل سے 377

☆ اِک ایسا جام پلا مجھ کو جو ناقص کو کامل کر دے 378

☆ دل چیز ہی کیا جلوۂ رخسار کے بدلے 379

☆ بحرِ غم الفت میں یہ حال ہمارا ہے 380

☆ آنکھوں کا جو تمھاری بیمار ہو گیا ہے 381

☆ بنے تیرِ جفا کے ہم نشانے 382

☆ رکھتا نہیں امیدِ وفا اور کسی سے 383

☆ نہ مہر سے نہ کسی کی عطا سے ملتا ہے 384

☆ یہ آفتاب جو بالائے بام آتا ہے 385

☆ وہ ہے آزاد بالکل جو اسیرِ دامِ الفت ہے 386

☆ آنکھوں سے تو اوجھل ہے رگِ جاں سے قریں ہے 387

☆ جو اپنی ذات سے واقف کوئی بشر ہو جائے 388

☆ بتوں کی کج ادائی کا گِلہ کیا 389

☆ زمانہ کو غم سے چھڑاتا رہوں گا 390

☆ جو ترا طالبِ دیدار ہوا 391

☆ غیر کو آشنا سے کیا مطلب 392

☆ آنکھوں سے اشکِ غم نہ بہاؤں تو کیا کروں 393

☆ سنبل سے نہیں اُن کی زلفِ خمدار سے باتیں ہوتی ہیں 394

☆ اُن کے نقابِ رخ کو جو سرکا رہا ہوں میں 395

☆ نقاب اپنے رُخ سے ہٹاؤ تو جانیں 396

☆ دل آزما کے جگر آزما کے دیکھیں گے 397

☆ فلک کیوں ستانے کو جی چاہتا ہے 398

☆ اک جھلک سی روئے تاباں کی دکھا کر چل دیئے 399
☆ ارمان اُن کی دید کے تڑپا کے رہ گئے 400
☆ خیالِ روئے تاباں آرہا ہے 401
☆ جب نگاہِ لطف مجھ پر آپ کی ہو جائے گی 402
☆ مری میّت پہ رویا جارہا ہے 403
☆ مری حالت عجب ناگفتنی معلوم ہوتی ہے 404

مخمّسات

☆ میں ہی چاہوں تجھے اے روحِ روانِ عالم 407
☆ کیا پوچھتے ہو مجھ سے تھا کیا اک طرف کیا اک طرف 408
☆ ناشادِ زمانے سے اُٹھا ترا شیدائی 409
☆ کوئی یہ کہتا ہے کہ کعبہ میں وہ رشکِ قمر 410
☆ اِک بار ایسا ہو کہ مل جائے کہیں وہ شمع رو 411
☆ مدتوں صحرائے وحشت میں پھرا 412
☆ میں نے تو اپنی جان تک رخ پہ ترے قربان کی 413
☆ اشکِ غم تھمنے نہیں پاتے کہ دل گھبرائے ہے 414
☆ نہ ہوا نصیب حج ہی نہ زکوٰۃ یاد آئی 416
☆ ہر طرز انوکھی تری ہر شان نرالی 418
☆ کی نہ ہم نے کوئی نیکی نام کو 419
☆ ہر دم بفراق سوگواریم 420
☆ یہ کیا صورت ہوئی اللہ جانے 421
☆ سیکڑوں زخمی ہزاروں کو تڑپتا دیکھتے 423
☆ جاگنے ہی کو ہیں بیمارِ محبت کے نصیب 424

☆ بخت ہوتا ہے کسی کا جو پلٹ جانے کو 425
☆ اک قیامت ڈھا رہی ہے فرقتِ کوئے حبیب 426
☆ فتنوں کو خواب سے نہ جگاؤں تو کیا کروں 427
☆ رکھتے ہی ترے کوچہ میں قدم دنیا سے کنارا کرتے ہیں 428

متفرقات

☆ میں بظاہر جاہل مطلق پریشاں روزگار 431
☆ اے شہنشاہِ زمن اے رحمتِ پروردگار 433
☆ کیسا اہم مقام ہے یارانِ دیدہ ور 436

کلام رؤفؔ امروہوی پر اہل قلم کی رائے (اقتباس)

☆ حضرت مولانا اُفق کاظمیؒ 439
☆ حضرت مفتی مولانا نسیم احمد فریدیؒ 440
☆ جناب پروفیسر نثار احمد فاروقیؒ 441
☆ الحاج حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی مدظلہ 442
☆ عالی جناب ڈاکٹر خلیق انجم صاحب مدظلہ 443
☆ پروفیسر اختر الواسع صاحب مدظلہ 444
☆ عالی جناب حکیم کلب علی شاہدؔ صاحب مرحوم 446
☆ عالی جناب تاباںؔ نقوی صاحب مرحوم 446
☆ عالی جناب ڈاکٹر امام مرتضیٰ نقوی صاحب مرحوم 447
☆ عالی جناب ثاقب حسین ثاقبؔ امروہوی ایڈوکیٹ مرحوم 447
☆ قطعات تاریخ طبع 450
☆ تاریخ گلبوئی طبع گلرنگِ تخیّل 451

☆ قطع تاریخ 452
☆ آئینہ تاریخہائے دیوان 453

اپنی زبان سے میں مشتمل برسوانح حیات

☆ خاندان اور ابتدائی تعلیم 457
☆ اجمیر شریف میں حاضری 460
☆ ایم، اے، او کالج علی گڑھ میں داخلہ 461
☆ حضرتِ جگر سے ملاقات 462
☆ پیر و مرشد کیسے ملے 463
☆ حصولِ ملازمت 467
☆ چار شادیوں کی پیشین گوئی 469
☆ جلسۂ نعت خوانی کا انعقاد 470
☆ مژدۂ تصانیف 473
☆ گھبرانا مت فتح تمھاری ہی ہوگی 475
☆ باغات کی ابتدا 480
☆ مدینہ منوّرہ سے طلبی کے محرکات 482
☆ مدینہ منوّرہ سے طلبی 485
☆ مدینہ منوّرہ کو روانگی 489
☆ سپاس نامہ 491
☆ قطعہ تاریخِ روانگی حج بیت اللہ شریف 492
☆ سفرِ حج کا آغاز 494
☆ قطعہ 500

الحاج مرزا حافظ محمد عبدالرؤف، رؤفؔ امروہوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مصنف کا تعارف

نام : الحاج مرزا (ماسٹر) حافظ محمد عبدالرؤف

تخلص : رؤفؔ امروہوی

والد کا اسم گرامی : مرزا شفیع اللہ بیگ

وطن : امروہہ، یوپی، ہندوستان

پیدائش : 1894ء

تعلیم:

حفظِ قرآن پاک، ہائی اسکول، انٹر فائنل میں بیماریوں کے سبب M.A.O. کالج علی گڑھ (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) سے تعلیم منقطع کرنی پڑی۔

ملازمت:

1920ء میں امام المدارس میں ریاضی اور انگریزی کے معلّم مقرر ہوئے اور 1959ء میں امام المدارس انٹر کالج کی خدمات سے اعزاز کے ساتھ سبکدوش ہوئے۔

شاعری کا آغاز:

1915ء، اسی سال حضرت جگرؔ مرادآبادی کے اصرار پر غزل لکھی جس پر خود جگرؔ صاحب نے اصلاح دی۔

تصانیف:

1۔ ''لخلخۂ محامد'' نعت ومناقب

پہلا ایڈیشن 1940ء مطابق 1358ھ

دوسرا ایڈیشن 1964ء مطابق 1384ھ

تیسرا ایڈیشن 1969ء مطابق 1389ھ

2۔ ''گُل رنگِ تخیُّل'' غزلیات

پہلا ایڈیشن 1941ء مطابق 1360ھ

دوسرا ایڈیشن 1975ء مطابق 1395ھ

3۔ ''کوثرِ رحمت'' نعت مناقب اور غزلیات

پہلا ایڈیشن 1955ء مطابق 1374ھ

دوسرا ایڈیشن 1957ء مطابق 1376ھ

تیسرا ایڈیشن 1999ء مطابق 1418ھ

4۔ ''اپنی زبان سے میں'' خودنوشت سوانح حیات

پہلا ایڈیشن 1978ء

دوسرا ایڈیشن 1986ء

ارادت:

قطبِ وقت حضرت شاہ حمایت اللہ صاحبؒ

یادگار:

1۔ ''جلسۂ نعت خوانی'' 1923ء مطابق 1342ھ سے آج تک بحمد اللہ حسبِ معمول ہر جمعہ کو بعد نمازِ جمعہ منعقد ہوتا ہے اور اس طویل عرصے میں ایک بھی جمعہ ناغہ

نہیں ہوا۔

2۔ ''جلسۂ روز عاشور محرم'' 1923ء مطابق 1342ھ سے ہر سال 10 محرم کو منعقد ہوتا ہے۔

3۔ ''جلسۂ عید میلاد النبیؐ'' یہ بھی 1923ء مطابق 1342ھ سے ہر سال 12 ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے۔

اعزاز:

1977ء میں سرکار دو جہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طلبی پر حج کی سعادت حاصل کی۔

شادیاں:

یکے بعد دیگرے 4 شادیاں کیں۔ آخری زوجۂ محترمہ محمدی بیگم تھیں جن کا انتقال 1981ء میں ہوا۔

اولاد:

1۔ محمد حسین: ولادت 1926ء وفات 1950ء لاہور

2۔ احمد حسین: سیفؔی امروہوی، ولادت 1931ء، شاعر، تصانیف ''لہو رنگ'' غزلیات ''نکہتیں''، نعتیہ مجموعہ۔

3۔ حامد حسین: حامدؔ امروہوی، ولادت 1936ء، شاعر، تصانیف ''مدحت کے پھول''، ''خیابانِ ارم'' اور ''جوئبارِ بخشش'' نعتیہ مجموعے۔

4۔ ساجد حسین: ساجدؔ امروہوی، ولادت 1943ء، شاعر، تصانیف، ''رازِ بخشش''، ''آرزوئے بخشش'' دونوں نعتیہ مجموعے، مجموعہ مناقب ''گہر بخشش'' زیرِ طبع۔

5۔ آصف حسین: ولادت 1948ء، انگریزی میں پی۔ایچ۔ڈی۔ کیا اور گورنمنٹ کالج کاشی پور میں انگریزی کے پروفیسر ہیں۔

6۔ حامدہ بیگم: ولادت 1938ء، وفات 1985ء

7۔ ساجدہ بیگم: ولادت 1940ء

8۔ تائبہ بیگم: ولادت 1945، وفات 2005ء

انتقال:

16 دسمبر 1986ء مطابق 13 ربیع الثانی 1407ھ

مدفن:

درگاہِ حضرت شاہ شرف الدین سہروردیؒ، شاہِ ولایت امروہہ۔

سنگ مزار پر ان کا شعر ؎

''یہیں سے نغمہائے نعت کی لہریں سی اٹھتی ہیں
رؤفؔ زار کی تربت یہی معلوم ہوتی ہے''

اور جناب شمیم نقوی امروہوی کا مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ کندہ ہے:

مدحتِ مصطفیٰ کرتے کرتے شمیمؔ
ان کی محفل میں جا پہنچے عبدالرؤف

دی یہ رضواں نے خلدِ بریں سے صدا
قصرِ جنت میں آ پہنچے عبدالرؤف

1407ھ

انتساب

میں اس انتخاب کو قطبِ وقت حضرت شاہ حمایت اللہ صاحبؒ، والدِ محترم حضرتِ رؤف امروہوی، مولانا سید حبیب احمد صاحب افق کاظمیؒ، مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدیؒ، پروفیسر نثار احمد فاروقیؒ اور جلسۂ نعت خوانی وسالانہ مجالس کے مرحوم نعت خواں و حاضرین کرام کی ارواح مقدسہ سے منسوب ومعنون کرتا ہوں۔

احقر

حامد امروہوی

عرضِ مرتب

والدِ محترم مہمانِ سرکارِ مدینہ، عاشقِ رسولؐ (ماسٹر) حافظ مرزا محمد عبدالرؤف رؤفؔ امروہویؒ کے مجموعہ ہائے شعری ''لخلخۂ محامد''، ''کوثرِ رحمت'' اور ''گل رنگِ تخیل'' کا انتخاب آپ کے پیشِ نظر ہے۔ اس کی ضرورت ایک عرصے سے محسوس کی جارہی تھی، ہم سب بھائی اس کی اشاعت کے لیے کوشاں تھے مگر اپنی اپنی مجبوریوں کی بنا پر یہ کام التوا میں رہا۔ میں نے اپنے طور پر اپنے عزیز دوست اور والدِ محترم کے قدر شناس جناب پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحبؒ سے درخواست کی کہ وہ یہ ذمہ داری قبول فرمالیں اور والدِ محترم کے کلام کا انتخاب مرتب کردیں۔ تین سال قبل انھوں نے میری درخواست قبول کرلی اور کام شروع کرنے کا وعدہ فرمالیا۔ ہماری بدقسمتی کہ کچھ ہی دنوں بعد ان کا انتقال ہوگیا اور یہ کام نہ ہوسکا۔ بہت غور وخوض کے بعد اس کام کے لیے قرعۂ فال میرے نام پڑا اور مجھے اس کی ذمہ داری سونپی گئی۔ میں اس کام کا ہرگز ہرگز اہل نہیں مگر یہ سوچ کر کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اگر اب یہ کام نہ ہوا تو پھر آئندہ ہونا بہت ہی مشکل ہوگا۔ میں نے یہ کام کرنا شروع کردیا اور آج یہ مجموعہ آپ کے پیشِ نظر ہے، اس کے لیے میں ربِّ کائنات اور محبوبِ ربِّ کائناتؐ کی عنایاتِ بے پایاں کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

یہ انتخاب مندرجہ ذیل طباعتوں پر مبنی ہے:

''لخلخۂ محامد''	طبع	سوم
''گل رنگِ تخیل''	″	دوم
''کوثرِ رحمت''	″	سوم

''اپنی زبان سے میں'' طبع اوّل

''انوارِ رؤفؔ'' ، اوّل

اس انتخاب میں حصۂ حمد ونعت ومناقب میں کلام کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:

حمد	4	سلام	2
نعت	126	متفرق	4
منقبت	36	کل تعداد	206
تضمین	33	تعداد اشعار	1587
مربع	1	تعداد بند	185

حصۂ غزلیات میں تعداد حسبِ ذیل ہے:

غزلیات	119	کل تعداد	138
تضمین	19	تعداد اشعار	834
		تعداد بند	85

اس طرح کل تعداد 344، تعداد اشعار 2421 اور بند 270 ہیں۔ ترتیب حسب سابق ہے۔ صرف ''لخلۂ محامد''، ''کوثرِ رحمت'' اور ''گل رنگِ تخیل'' میں شائع حمد، نعت، مناقب اور غزلیات کو یکجا کر دیا گیا۔ آخر میں درج تین نعتیں والدِ محترم کی سوانح ''اپنی زبان سے میں'' سے لی گئی ہیں۔ اس کلام میں میری اہلیہ سردار خانم مخفیؔ نے جو مدد کی میں ان کا ممنون ہوں۔ میرے بچوں ڈاکٹر زیبا جلیل، ڈاکٹر ضیا شمسی، زہرا قادری، محمد عامر مرزا اور محمد بابر مرزا نے اس کی اشاعت میں بھرپور تعاون کیا۔ بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ اُنھیں اس کا اجر عطا فرمائے۔

برادرِ گرامی جناب مرزا احمد حسین سیفیؔ، برادر عزیز مرزا ساجد حسین ساجد اور برادر عزیز مرزا آصف حسین اور میرے ہمشیرزادے انور خورشید، کامران خورشید، عدنان خورشید، اطہر عادل اور برادر زادوں زبیر ابن سیفی خسرو مرزا، خضر مرزا اور

کاشف مرزا نے پروف ریڈنگ اور طباعت میں دل چسپی لی میں ان کا بھی ممنون ہوں۔ جزاک اللہ۔

ان شاء اللہ بہت جلد ''انوارِ رؤف'' جو جلسۂ نعت خوانی کے جشنِ گوہریں پر منعقد ہونے والی بزم مقالات میں پڑھے گئے مضامین کا مجموعہ ہے وہ اور والد محترم کی سوانح ''اپنی زبان سے میں'' کے نئے ایڈیشن پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

اس شعری انتخاب کے ساتھ والد محترم کی خودنوشت سوانح حیات ''اپنی زباں سے میں'' کے ضروری اور اہم حصے بھی نذر قارئین ہیں۔

اہل نظر حضرات سے درخواست ہے کہ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں تا کہ اگلی اشاعت میں اس کو نظر میں رکھا جا سکے۔

طالبِ دعا

حامد امروہوی

شکاگو

امریکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حمد

❖

اے کہ ہر شے میں تیرا جلوا ہے
اے کہ ہر چشم تجھ سے بینا ہے

تو ہی معبودِ لاشریکَ لہٗ
تو ہی مقصودِ دیر و کعبا ہے

خواب میں بھی تجھے نہیں دیکھا
تجھ پہ لیکن زمانہ شیدا ہے

بیقراروں کو ہے تجھی سے قرار
بے سہاروں کا تو سہارا ہے

میرا آرام، میرے دل کا چین
میری حسرت، مری تمنا ہے

کوئی شے بِن ترے نہیں موجود
اور ہر شے سے تو مبرّا ہے

آنکھ وہ ہے جو ڈھونڈتی ہے تجھے
سر وہ ہے جس میں تیرا سودا ہے

کوئی مفلس ہے کوئی ہے منعم
کوئی بیمار کوئی اچھا ہے

شاد ہے کوئی اور کوئی ناشاد
کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے

ہے یہی وضعِ گلشنِ دوراں
جو سمجھتا ہے وہ سمجھتا ہے

آسمان و زمیں مہ و خورشید
جو بھی صنعت ہے تیری یکتا ہے

بیضۂ مرغ میں بغیرِ ہَوا
تو ہی تو جان ڈال دیتا ہے

گو ہَوا پر ہے زندگی کا مدار
زندہ تو بے ہوا بھی رکھتا ہے

تو مشیّت میں اپنی ہے مختار
جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے

تجھ کو اسباب کی نہیں حاجت
تو مسبِّب ہر اک سبب کا ہے

تو ولادت سے پہلے بچّے کی
رزق کا انتظام کرتا ہے

ماں کے پستاں میں دودھ پہنچانا
تیری شفقت کا اک نمونہ ہے

پھر توکّل ہو مثلِ طفل اگر
وہی سامان پھر مہیا ہے

میں ہی لائق ترے کرم کے نہیں
ورنہ تیرے یہاں کمی کیا ہے؟

میری آنکھوں میں روشنی تیری
میرے دل میں سرور تیرا ہے

روشنی و سرور کیا معنی
آنکھ بھی تیری دل بھی تیرا ہے

صرف کہنے کو ہے مری ہستی
ورنہ سارا وجود تیرا ہے

میری شانیں ہیں تیرے جلوے ہیں
میں نہیں تو ہی تو سراپا ہے

جسم میں جان، جان میں ایماں
کیا ٹھکانا ترے کرم کا ہے

لاکھ خود سے تجھے جدا سمجھوں
تو مگر میرے ساتھ رہتا ہے

میرا ہر حال میں شریک ہے تو
میرا تیرا عجیب رشتا ہے

تو نے بھیجے ہیں اپنے پیغمبر
جب ہمارا شعور بھٹکا ہے

ختم پر تو یہ انتہا کردی
سرورِ انبیا کو بھیجا ہے

جن کی امّت کا ایک اک عالم
مثلِ موسیٰؑ ہے مثل عیساؑ ہے

تجھ سے مشفق کو میں نہ یاد کروں
کیسا پتھر مرا کلیجا ہے

سر سے پا تک گناہگار ہوں میں
اور تو عفو کرنے والا ہے

اپنے الطاف پر نظر فرما
میرے عصیاں کا دیکھنا کیا ہے

تجھ کو روز اَلست دیکھا تھا
خواب سا کچھ نظر میں پھرتا ہے

یاد آتی ہے تیری رہ رہ کر
کوئی سینہ میں دل کو مَلتا ہے

کس جگہ تجھ کو ڈھونڈنے جاؤں
تیری فرقت میں دل تڑپتا ہے

میرے دل میں ہے میری آنکھوں میں
اور مجھ سے ہی تیرا پردا ہے

اُس طرف تو ہے اِس طرف پیارے
میری بیتابیوں کی دنیا ہے

تو جو کہتا ہے ہر طرف ہوں میں
ذرّہ ذرّہ پہ تیرا دھوکا ہے

کاش چشمِ یقیں کھلی ہوتی
دل میں کانٹا یہی کھٹکتا ہے

تو بنا دے تو کام بَن جائیں
تیرے نزدیک بات ہی کیا ہے

کر چکا تجھ سے عرضِ حال رؤفؔ
منتظر اب ترے کرم کا ہے

❖

اے خدائے پاک بے ہمتا ہے تو
ہر صفت میں برتر و اعلیٰ ہے تو

رونقِ ارض وسما ہے تیری ذات
بحر و بر کا جلوۂ زیبا ہے تو

کُن کہا اور بَن گیا سارا جہاں
قدرت و صنعت عجب رکھتا ہے تو

اور اک ادنیٰ اشارہ سے ابھی
خاک میں سب کو ملا سکتا ہے تو

کیا مسلماں کیا نصاریٰ کیا یہود
سب ترے بندے ہیں اور مَولا ہے تو

سب محبت سے تجھے کرتے ہیں یاد
سب کا تو محبوب ہے پیارا ہے تو

تیرے جلوہ پر ہی سب کی ہے نظر
یعنی سب کی آنکھ کا تارا ہے تو

فکر رہتی ہے تجھے ہر ایک کی
دونوں عالم کی خبر رکھتا ہے تو

تیری بخشش کا عجب انداز ہے
مانگنے سے پیشتر دیتا ہے تو

عام ہیں الطاف تیرے اِس قدر
دشمنوں کو رزق پہنچاتا ہے تو

باپ کے مہر و کرم میں ہے نہاں
شفقتِ مادر میں پوشیدا ہے تو

ناتوانوں کی ہے تو تاب و تواں
بے کسوں کا ملجا و ماوا ہے تو

دیکھتے تیرے ہوئے مجھ سے گناہ
اور اس پر بھی کرم فرما ہے تو

ہر جگہ موجود نصرت کو مِری
ہر گھڑی میری خبر لیتا ہے تو

تجھ سے میں کیوں کر چھپاؤں اپنے عیب
رازِ پنہاں جاننے والا ہے تو

تو ہی میرے دل کا ہے صبر و قرار
نور بن کر آنکھ میں رہتا ہے تو

دلبروں میں دل رُبائی کی ادا
اور سرِ عشّاق میں سودا ہے تو

رنگ و بوئے گل میں ہے تو جلوہ گر
نالہائے بلبلِ شیدا ہے تو

جلتے ہیں پروانے تیری آگ میں
شمعِ شب افروز کا جلوا ہے تو

تو کرم تو لطف تو مہر و وفا
کیا بتاؤں جانِ من کیا کیا ہے تو

آتشِ نمرود میں دیکھا تجھے
نور بن کر طور پر چمکا ہے تو

میری آنکھوں میں ہے تیری روشنی
میرے دل میں حسن کا جلوا ہے تو

میرے ہر انداز میں تیری ادا
میری ہر آواز میں گویا ہے تو

اپنی صورت پر مجھے پیدا کیا
یعنی میں تیرا ہوں اور میرا ہے تو

مجھ میں ہیں سب تیرے جلوے آشکار
میں تری صورت مرا نقشا ہے تو

کیا کلیسہ کیسا کعبہ کس کا دَیر
ڈھونڈھنے پر ہر جگہ ملتا ہے تو

میں ہی تیری دید کے قابل نہیں
میری ہی آنکھوں سے پوشیدا ہے تو

چشم بینا سے کوئی دیکھے تجھے
ذرّہ ذرّہ میں نظر آتا ہے تو

دردِ دل ہے یا دوائے دردِ دل
آپ ہی مجھ کو بتا دے کیا ہے تو

تجھ سے مطلب ہے مجھے دارین میں
دین ہے میرا مری دنیا ہے تو

مجھ کو تجھ سے اتنی نسبت ہے ضرور
خارِ گلشن میں گلِ رعنا ہے تو

میں ہوں ذرّہ اور تو ہے آفتاب
قطرۂ ناچیز میں دریا ہے تو

میں ہوں اسفل اور اعلیٰ تیری ذات
ظالم و جاہل ہوں میں دانا ہے تو

عشق کے پیکر میں ہوں میں رونما
حسن کے انداز میں پیدا ہے تو

میں خطا و معصیّت کا اک پہاڑ
مغفرت کا لُطف کا دریا ہے تو

میں سراپا عیب تو عینِ صواب
میں بہر صورت بُرا اچھا ہے تو

گوشہ گوشہ میں بساطِ دہر کے
مختصر یہ ہے کہ میں ہوں یا ہے تو

خود ہی مجھ کو اپنے قربِ خاص کا
نَحنُ و اقرب سے پتہ دیتا ہے تو

تو دوئی لیکن نہیں کرتا پسند
اب یہ حیرت ہے کہ میں ہوں یا ہے تو

دُور کر لِلّٰہ بے تابی مِری
واقفِ حالِ دلِ شیدا ہے تو

کہہ دے ہم ہی ہم ہیں تجھ میں اے رؤفؔ
اپنی ہستی کا بس اک دھوکا ہے تو

❖

اے خدا اے خالقِ کون و مکاں
حمد کے لائق نہیں میری زباں

میرے مولیٰ تیرے الطاف و کرم
ہو نہیں سکتے کبھی مجھ سے رقم

مجھ سے پہلے میری روزی بھیج دی
تیری رزّاقی کی حد بھی ہے کوئی

پھر دیئے ماں باپ ایسے مہرباں
جو فدا کرتے ہیں مجھ پر اپنی جاں

دی ہیں آنکھیں دیکھنے کے واسطے
ہاتھ بخشے کام کرنے کے لیے

کان سننے اور کھانے کو دہاں
بولنے کے واسطے گویا زباں

آسماں کی چھت بنائی بے ستوں
واہ رے صنّاعِ بے چون و چگوں

روشنی، گرمی ہوائے خشک و نم
کر دیئے سامانِ راحت سب بہم

آسماں پر ابر پیدا کردیا
چاند سورج کو ہویدا کردیا

کام اور آرام کرنے کے لیے
رات اور دن تو نے پیدا کر دیئے

آسماں، تارے، ہوا، بادل، زمیں
ایک کا بھی شکریہ ممکن نہیں

اس قدر احسان مجھ ناچیز پر
اور تیری یاد سے میں بے خبر

دے مجھے توفیق اپنے ذکر کی
ہو تڑپ دل میں تو تیرے ہجر کی

کی اگر مولیٰ نہ میں نے تیری یاد
پا نہیں سکتا کبھی گنجِ مراد

یا الٰہ العالمیں جب تک جیوں
یاد سے تیری کبھی غافل نہ ہوں

ہو خوشی میری رضا مندی تری
میرا سر ہو اور تیریِ بندگی

کر عنایت مجھ کو سیدھا راستہ
تیری شان رہبری کا واسطہ

کاش تجھ تک پہنچ جاؤں جلد تر
یعنی آجائے ترا جلوہ نظر

پھر رہے دل میں نہ کچھ باقی ہوس
دولتِ دنیا کو سمجھوں خار و خس

سایہ گستر سر پہ تیرا ہاتھ ہو　　حشر تیرے اولیاء کے ساتھ ہو
بے کسی کی موت سے محفوظ رکھ　　اپنے جلووں سے مجھے محظوظ رکھ
موت آئے لیکن اِس انداز سے　　جیسے کوئی ماہِ طلعت ناز سے
کہہ رہا ہو کوئی اے بیمارِ ہجر　　اے رؤفؔ اے کشتۂ آزارِ ہجر
اٹھ کھڑا ہو چل مدینہ کی طرف　　یعنی رحمت کے خزینے کی طرف
تیرے آقا نے بلایا ہے تجھے　　دن یہ قسمت نے دکھایا ہے تجھے

ہو مبارک تجھ کو وصلِ دلربا
مرحبا، صد مرحبا، صد مرحبا

❖

مالک الملک صناعِ کون و مکاں　　قادرِ لم یزل خالقِ اِنس و جاں
دم بخود سامنے اس کے کل کائنات　　اس کی ہیبت سے لرزاں زمیں آسماں
انبیا اولیا اس کے فرماں پذیر　　اس کے محکوم دنیا کے سب حکمراں
بحر و بَر دشت و در خشک و تر سر بسر　　اس کی شاہی کا سکہ ہے ہر سو رواں
سامنے اس کے لب کھولے کس کی مجال　　الحذر الحذر الاماں الاماں

احکم الحاکمیں احسن الخالقیں
ارحم الراحمیں حامیٔ بے کساں

اس کی مخلوق بے حد و غایت مگر　　رزق دیتا ہے ہر ایک کو بے گماں
پتّہ پتّہ ہے صنعت کا اُس کی ثبوت　　ذرّہ ذرّہ میں ہیں اُس کے جلوے عیاں
کیا شجر کیا حجر کیا ملک کیا بشر　　یعنی ہر چیز ہے اُس کی تسبیح خواں
ذکر کرتے ہیں سب اپنے اللہ کا　　ہم سمجھتے نہیں لیکن اُن کی زباں
کوئی سائل ہو محروم جاتا نہیں　　سب فقیروں کی بھرتا ہے وہ جھولیاں

وہ ہے غفار اور پُر معاصی رؤفؔ
اُس کے محبوب کا مدح گو نعت خواں

نعت

❖

صبا اٹکھیلیاں کر آج موقع ہے مسرت کا
یہ دن ہے حضرتِ ختم الرّسالتؐ کی ولادت کا

گلستانِ عرب میں آج وہ گُل کھِلنے والا ہے
کہ اک عالم نظر آئے گا شیدا جس کی نکہت کا

دکھایا جائے گا اس طرح حُسنِ شانِ یکتائی
کہ سایہ تک نہ ہوگا اس گلِ رعنا کے قامت کا

کوئی قربان ہو جائے گا صورت دیکھ کر اُن کی
کوئی عاشق نظر آئے گا اُن کے حُسنِ سیرت کا

لگا ہوگا رسیلی آنکھ میں مازاغ کا سرمہ
سرِ اقدس پہ ہوگا تاج امت کی شفاعت کا

اشارہ سے وہ دوٹکڑے کریں گے ماہِ کامل کے
جمائیں گے وہ سکّہ اس طرح اپنی حکومت کا

شجر تک سرنگوں ہو جائیں گے تعظیم کو اُن کی
حجر کلمہ پڑھیں گے اُس شہہ دیں کی رسالت کا

دیا جائے گا سارا اختیار اُس شاہ والا کو
بنایا جائے گا مالک انھیں دوزخ کا جنّت کا

قیامت میں کہیں گے نفسی نفسی انبیا سارے
مگر اُنؐ کی زباں پر ذکر ہوگا اپنی اُمت کا

ذرا سی دیر میں کایا پلٹ جائے گی عالم کی
قیامت کا تو دن ہوگا ہی تم جانو قیامت کا

کھڑے ہوکر خدا کے سامنے آنسو بہائیں گے
خیال آجائے گا جس وقت اُن کو اپنی امّت کا

گر اے بادِ صبا اُن کے حریم ناز تک پہنچے
تو کرنا عرض اک پیغام اِس ناکامِ حسرت کا

کہ اے ختم الرّسل مقصودِ سبحان الّذی اَسرا
لقب ہے رحمۃ للّعالمیں قرآں میں حضرت کا

رؤفؔ خستہ جاں کو بھی مدینے میں بلا لیجئے
یہاں دم ہے لبوں پر آپ کے بیمار فرقت کا

❖

کیا وصف لکھوں سیدِ ابرار تمھارا
اللہ کا دیدار ہے دیدار تمھارا

والّیل ہے یا زلفِ معنبر کا سراپا
والشّمس کی تفسیر ہے رخسار تمھارا

موسیٰ ہوئے اللہ کے دیدار کے طالب
اللہ ہوا طالبِ دیدار تمھارا

تقصیر، خطا، بھول تو عادت ہے ہماری
اور عفو و کرم کام ہے سرکار تمھارا

دنیا میں ہر اک بیکس و بے یار کے تم ہو
عقبیٰ میں ہر ایک بیکس و بے یار تمھارا

اے اہلِ خطا دامنِ سرکار پکڑ لو
ہو جائے گا حق آپ طرفدار تمھارا

محشر میں بھلا کون خبر لے گا ہماری
ہے کس کا لقب احمدِ مختارؐ؟ تمھارا

پھر جائیں کبھی اُمتِ ناشاد کے دن بھی
اے کاش جِلا دے ہمیں کردار تمھارا

دنیا میں اگر ہے تو تمنا ہے تمھاری
عقبیٰ میں ہے ارمان تو سرکار تمھارا

مولیٰ ہو مددگار ہو آقا ہو تم اِس کے
بندہ ہے رؤفؔ جگر افگار تمھارا

❖

میں نہ جنت کا ہوں شیدائی نہ طالب حور کا
یا رسول اللہ! بس اک جلوہ رُخِ پُر نور کا

اے دو عالم کے اُجالے صدقہ اپنے نور کا
یہ دل تاریک بھی بَن جائے منظر طور کا

اُس کی آنکھیں ہی نہیں جس کو نظر آتا نہیں
ورنہ ہر ذرّے میں ہے جلوہ تمھارے نور کا

جی نہ سکتے ہم تو مرتے ہی تمھارے سامنے
کوئی تو ارماں نکل جاتا دلِ رنجور کا

دل کے آئینہ میں ہو اُس جانِ عالم کا جمال
آنکھ میں پھرتا ہو نقشہ روضۂ پُر نور کا

ماہِ کامل میں تمھارے عکسِ رُخ کی ہے جھلک
مہرِتاباں کیا ہے اک پرتَو تمھارے نور کا

اب رؤفؔ ناتواں میں تابِ گویائی کہاں
دیکھ لو خود حالِ دل اس بیکس و مجبور کا

❖

قیامت میں تشریف جب لائیے گا
ہماری شفاعت بھی فرمائیے گا

ہماری خطاؤں پہ کیا جائیے گا
نظر اپنی رحمت پہ فرمائیے گا

کھڑے ہوں گے ہم بھی وہیں اک طرف کو
ہمیں بھی ذرا دیکھتے جائیے گا

وہاں تو کچھ انداز ہی اور ہوں گے
نہ معلوم کس ناز سے آئیے گا

جہاں سے صدا آئے گی یا محمدؐ
وہیں آپ تکلیف فرمائیے گا

کہیں تو بُلانے کی ہوگی ضرورت
کہیں بے بُلائے چلے جائیے گا

بہشت بریں کو چلے جب سواری
غلاموں کو بھی ساتھ لے جائیے گا

زمانہ کو حضرت مدینے بلایا
ہمیں بھی کبھی یاد فرمائیے گا

دکھائیں گے جس وقت وہ اپنی صورت
رؤفؔ اُن پر قربان ہوجائیے گا

❖

آنکھوں کو آج ہجر کے غم سے چھڑاؤں گا
صحرائے دل میں شہرِ مدینہ بساؤں گا

خلوت کدہ بناؤں گا اک وسطِ شہر میں
گُلہائے آرزو سے پھر اس کو سجاؤں گا

پلکوں سے اپنی جھاڑ کے فرشِ حریمِ ناز
اک سمت تختِ ختمِ رسالت بچھاؤں گا

اُس تختِ نازنیں پہ بصد جاہ و احتشام
عالم کے تاجدار کو لا کر بٹھاؤں گا

پھر رکھ کے پائے ناز پہ اُن کے سرِ نیاز
سوتے ہوئے نصیب کو اپنے جگاؤں گا

اک نذر پیش کرکے درود و سلام کی
سرکارِ دو جہاں کو مخاطَب بناؤں گا

یوں دست بستہ عرض کروں گا کہ یا حضور
کب تک غمِ فراق کے صدمے اٹھاؤں گا

تم ایک بار آکے اگر مجھ کو دیکھ لو
واللہ ساری عمر کے غم بھول جاؤں گا

تم تو حریمِ دل سے اُدھر اُٹھ کے جاؤ گے
اور میں نہ جانے ہوش میں کب تک نہ آؤں گا

بس مجھ کو یہ خیال ستاتا ہے ہر گھڑی
کل روزِ حشر آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا

اک روز اے رؤفؔ اگر زندگی رہی
خود کو بہارِ گلشنِ طیبہ دکھاؤں گا

❖

بسا دو تم اگر کاشانہ دل کا
تو بن جائے چمن ویرانہ دل کا

کروں کیا پیش اے نازِ رسالتؐ
ترے قابل نہیں نذرانہ دل کا

کہوں اُس سے جو ہو ناواقفِ راز
سناؤں کیا تمھیں افسانہ دل کا

خدا کے واسطے جلدی خبر لو
بس اب لبریز ہے پیمانہ دل کا

ترقی پر رہے سوزِ محبت
الٰہی زخم ہو اچھا نہ دل کا

ہوا ہے جب سے دل مسکن تمھارا
رؤفؔ زار ہے دیوانہ دل کا

❖

سینہ میں کہوں کیا اے ہمدم کون آگ لگائے جاتا ہے
اک گُل کی جدائی کا غم ہے جو مجھ کو کھائے جاتا ہے

وہ ایسا دُھن کا پکّا ہے لاکھوں تکلیفیں سَہہ سَہہ کر
دنیا کو اپنے مالک کا پیغام سنائے جاتا ہے

جب داغ جگر کے جلتے ہیں آنکھوں سے اشک اُبلتے ہیں
آ آ کے خیال مدینے کا دل کو تڑپائے جاتا ہے

ہر کام کو اپنے یا مولیٰ دنیا کا ہو یا عقبیٰ کا
میں ہوں کہ بگاڑے جاتا ہوں تو ہے کہ بنائے جاتا ہے

اشکوں سے دامن تر کر کے حسرت سے آہیں بھر بھر کے
اُٹھنے والا محفل سے تری کچھ یاد دلائے جاتا ہے

ہو شب کا سماں یا وقتِ سحر دیکھا تجھے روتے آٹھ پہر
کیا غم ہے رؤفؔ بتا تو سہی کیوں اشک بہائے جاتا ہے

❖

مِرے نبیؐ پر نہ پوچھ ہمدم، تھا مہرباں ذو الجلال کیسا
دئے تھے اصحاب اُن کو ایسے کہ جان حاضر تھی مال کیسا

زمین دیں آسمان دیدیں وہ بے طلب دو جہان دیدیں
تم اُن کی توہین کر رہے ہو خیالِ ردِّ سوال کیسا

وہ عرشِ اعظم پہ جا رہے ہیں جہاں کو غم سے چھڑا رہے ہیں
حجر کو کلمہ پڑھا رہے ہیں وہ کر رہے ہیں کمال کیسا

جو دشمنوں کو گلے لگائیں پیامِ لا تقنطو سنائیں
جہاں کرم کی یہ بارشیں ہوں بھلا وہاں عرضِ حال کیسا

تمھیں سے دن ہیں تمھیں سے راتیں تمھاری باتیں خدا کی باتیں
خدا سے ملنے کا راستہ ہے تمھاری زلفوں کا جال کیسا

غلام نادم ہیں کیا بتائیں تمھیں یہ کیا خاک منھ دکھائیں
جو تم نے سینچا تھا خونِ دل سے چمن ہے وہ پائمال کیسا

حضور شانِ کرم دکھاتے اِسے ذرا آکے دیکھ جاتے
رؤفؔ بیکس پڑا ہوا ہے تمھارے غم میں نڈھال کیسا

❖

یا نبیؐ جان سے جو آپ پہ قرباں نہ ہوا
اس کا ایمان مکمل کسی عنواں نہ ہوا

آپ کے لطف سے لاکھوں نے مدینہ دیکھا
اور میرے لیے اب تک کوئی ساماں نہ ہوا

اُنؐ کے در پر مجھے لے جا کے کھڑا کر دیتی
تجھ سے اتنا بھی تو اے گردشِ دوراں نہ ہوا

کیسے عاشق ہوئے حضرت کے اویس قرنیؓ
اور مکہ میں ابوجہل مسلماں نہ ہوا

جس کی تقدیر میں تھی دولتِ دیں اُس کو ملی
جس کی قسمت میں نہ تھا صاحبِ ایماں نہ ہوا

آج تک روئے منوّر کی زیارت نہ ہوئی
ہائے اس درد کا میرے کوئی درماں نہ ہوا

عہدِ حاضر ہی پہ موقوف نہیں ہے یہ رؤفؔ
اُن کا ثانی تو کسی دور کا انساں نہ ہوا

❖

مرحبا آج کی شب صلِّ علیٰ آج کی رات
وصلِ محبوب ہے منظورِ خدا آج کی رات

دلِ عشاق کو دیوانہ بنا رکھا ہے
کیسی اٹکھیلیاں کرتی ہے صبا آج کی رات

حکم جبرئیل کو ہوتا ہے کہ لے جاؤ بُراق
لاؤ احمدؐ کو سرِ عرشِ علا آج کی رات

انبیا اور ملائک کو دکھانے ہیں ہمیں
اپنے محبوب کے انداز و ادا آج کی رات

اُنؐ کے صدقہ میں جو مانگو گے وہ مل جائے گا
عاصیو! ہاتھ اٹھاؤ تو ذرا آج کی رات

کوئی نعمت نہ تھی جو حق نے نہ بخشی اُن کو
کوئی اقرار نہ تھا جو نہ ہوا آج کی رات

مختصر یہ ہے کہ خالق نے محمدؐ کو رؤفؔ
جو کسی کو نہ دیا تھا وہ دیا آج کی رات

❖

اُٹھا رُخِ محبوب سے پردا شبِ معراج
دیکھا نگہِ شوق نے کیا کیا شبِ معراج

جھپکی نہ نظر برقِ تجلّی کے مقابل
آنکھوں میں تھا مازاغ کا سرمہ شبِ معراج

جتنا بھی تجھے ناز ہو اے عرش بجا ہے
چمکا تری قسمت کا ستارا شبِ معراج

مَل مَل کے کفِ پائے مبارک سے پروں کو
جبریلؑ نے حضرتؐ کو جگایا شبِ معراج

رضواں کو ہوا حکم کہ جنّت کو سنوارے
گل گشت کریں گے شہِ بطحیٰؐ شبِ معراج

کی مسجد اقصیٰ میں رسولوں کی امامت
یہ تھا شہِ کونینؐ کا رُتبا شب معراج

معراج کا مصداق بنا سجدۂ مومن
تھا یہ بھی رؤفؔ ان کا ہی صدقا شبِ معراج

❖

جو ہو جائے تمھارا یا محمدؐ
وہ ہو خالق کا پیارا یا محمدؐ

دیا فوراً سہارا یا محمدؐ
تمھیں جس نے پکارا یا محمدؐ

نگاہِ لطف سے چشمِ کرم سے
اِدھر بھی اک اشارا یا محمدؐ

ہیں پھیلائے ہوئے دامن کو ہم بھی
ہمیں بھی کچھ خدارا یا محمدؐ

چمک جائے تمھارے عکسِ رخ سے
مری قسمت کا تارا یا محمدؐ

اگر مل جائے کچھ خوانِ کرم سے
تو ہوجائے گذارا یا محمدؐ

رؤفؔ زار کو بھی کوئی ٹکڑا
سگِ در ہے تمھارا یا محمدؐ

❖

ہے گردش میں اپنا ستارا محمدؐ
میں صدقے ذرا اِک اشارہ محمدؐ

ہیں ہم سے تو سرکارؐ! لاکھوں تمھارے
نہیں کوئی تم سا ہمارا محمدؐ

نہیں گو تمھیں منہ دکھانے کے قابل
مگر ہوں تو آخر تمھارا محمدؐ

وہیں آکے کشتی کنارے لگا دی
جہاں ڈوبتوں نے پُکارا محمدؐ

زہے جوشِ ایمانِ صدیقِ اکبرؓ
کہ جو کچھ تھا سب تم پہ وارا محمدؐ

بھکاری ہوں داتا مجھے بھیک دیدو
رہے بول بالا تمھارا محمدؐ

رؤفؔ اُس کے غم پر خوشی میری قرباں
ہو مشکل میں جس کا سہارا محمدؐ

❖

رہے دل میں شوقِ لقائے محمدؐ
یہ آنکھیں ہوں اور خاکِ پائے محمدؐ

معطّر ہیں اِس کی مہک سے دو عالم
زہے نکہتِ جاں فزائے محمدؐ

گنہ گار سب اُن کا دامن پکڑ لیں
رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ

بچھا دوں وہیں فرش آنکھوں کا اپنی
جہاں دیکھ لوں نقشِ پائے محمدؐ

گنہ گار ہوں بخش دے میرے عصیاں
الٰہی بحق دعائے محمدؐ

رؤفؔ صفا کیش سے کچھ نہ کہنا
یہ شوریدہ سر ہے گدائے محمدؐ

❖

دیتے ہیں جو مرادِ دل صورتِ حال دیکھ کر
دیکھئے کیا عطا کریں دستِ سوال دیکھ کر

سنبلِ تر ہے منفعل زلف کے بال دیکھ کر
مشکِ تتار ہے خجل نقطۂ خال دیکھ کر

پاتے ہی حکم آپ کا مہر کو لوٹنا پڑا
سینۂ ماہ شق ہوا شانِ جلال دیکھ کر

طائرِ دل کی بے کسی بڑھ گئی حد سے یا نبیؐ
چھوڑ گئے ہیں ہمنوا بے پر و بال دیکھ کر

نزع کے وقت یا نبیؐ دل کی ہے آرزو یہی
بند ہو چشمِ منتظر شمعِ جمال دیکھ کر

سایہ بھی سروِ ناز کو جن کے دیا گیا نہ ہو
کوئی کہاں سے لائے گا اُن کی مثال دیکھ کر

رخ پہ کسی نے جان دی قد پہ کوئی مٹا رؤفؔ
ہوش کسی کے اُڑ گئے حسنِ خصال دیکھ کر

❖

کہنا صبا جو گزرے درِ یار کی طرف
بس اک نگاہِ لطف ہو بیمار کی طرف

کُل انبیا ہیں حشر کے میدان میں مگر
سب کی نظر ہے احمدِ مختار کی طرف

محشر میں اُن کی شانِ کریمی کو دیکھنا
آئیں گے ایک ایک گنہ گار کی طرف

اک مشتِ خاک ہوں مجھے للہ اے صبا
لے چل اڑا کے کوچۂ دل دار کی طرف

جائے گی روح سیدھی مدینے کو بعدِ مرگ
رُخ ہو گا عندلیب کا گل زار کی طرف

کھنچ کھنچ کے حاجیوں کا مدینے سے لوٹنا
پھر پھر کے دیکھنا در و دیوار کی طرف

آپ اپنے آستانۂ عالی کو دیکھئے
کیا دیکھنا رؤفؔ سیہ کار کی طرف

❖

یہ دیکھا چاند کے دو ہوگئے اک دم ستاروں میں
نہ جانے کر گئی انگشت کیا اُن کی اشاروں میں

جہاں ہوتا ہے دیوانہ کوئی روئے محمدؐ کا
نظر جاکر ٹھہرتی ہے وہیں لاکھوں ہزاروں میں

ابوبکرؓ و عمرؓ حضرتؐ سے ایسا عشق رکھتے تھے
کہ دونوں آج تک پہلو دبائے ہیں مزاروں میں

علیؓ بستر پہ ہیں صدیقؓ پہلو میں شبِ ہجرت
نہ جانے کس قیامت کی وفا تھی اُن کے یاروں میں

الٰہی تیری رحمت کی گھٹا چھائی رہے اُن پر
یہ قدسی چین سے سوتے رہیں اپنے مزاروں میں

پھرے جو اُن کے در سے در بدر مارے پھرے ہمدم
ہوئے جو اُن کے دیوانے رہے وہ ہوشیاروں میں

رؤفؔ زار خادم ہے نبیؐ کے جاں نثاروں کا
الٰہی حشر ہو اس کا نبیؐ کے جاں نثاروں میں

❖

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

کرم کا آپ کے بندہ نواز کیا کہنا
عتاب پر بھی کیا غور تو عتاب نہیں

حضورؐ ہی کا کرم ہو تو بات بَن جائے
وگرنہ میرے گناہوں کا کچھ حساب نہیں

یہ ماہتاب بھلا کیا مقابلہ کرتا
اِسے تو ایک اشارے کی اُن کے تاب نہیں

جو اُن کی آل و صحابہؓ سے رَغم رکھتا ہے
وہ بزم گاہِ رسالت سے فیضیاب نہیں

جو اولیاء کی کرامت کا ہوگیا منکر
وہ اہلِ بیتؓ و صحابہؓ کے ہم رکاب نہیں

نبیؐ کے چاہنے والوں ہی سے تمزا ہو
رؤفؔ یہ تو تولّائے بو ترابؓ نہیں

❖

نہیں درد کوئی جہان میں کہ درود جس کی دَوا نہیں
یہ سنا ہے در سے رسولؐ کے کوئی نامراد پھرا نہیں

وہ کریم ہیں وہ قسیم ہیں وہ رؤف ہیں وہ رحیم ہیں
مگر اُن کے سامنے اے صبا مرا ذکر تو نے کیا نہیں

گئے حق سے ملنے شہِ ہُدیٰ یہ ہوئی کمال کی انتہا
دیا حق نے ان کو وہ مرتبا جو کبھی کسی کو ملا نہیں

اگر اُن کا جلوۂ دید ہے اُسی دن سمجھ لو کہ عید ہے
فقط اُن سے ملنے کی رات ہے شبِ قدر اِس کے سوا نہیں

مرا حشر آپ کے ساتھ ہو مرا نشر آپ کے ساتھ ہو
بجز اس کے اور رؤفؔ کی کوئی آرزو بخدا نہیں

❖

تمھاری یاد سے ناشاد دِل کو شاد کرتے ہیں
ہم اِس اُجڑی ہوئی منزل کو یوں آباد کرتے ہیں

ہمارا دامنِ امید کوئی بھر نہیں سکتا
ہم ایسے بے کسوں کی آپؐ ہی امداد کرتے ہیں

نہ جانے خاطرِ نازک پہ اُن کے کیا گزرتی ہے
نکل آتے ہیں آنسو جب وہ ہم کو یاد کرتے ہیں

کچھ ایسے بَن کے آئے ہیں زمانہ کے لیے حضرتؐ
کہ وحشی جانور تک آپ سے فریاد کرتے ہیں

مرادیں دے کے بھر دیتے ہیں دامن نامرادوں کے
جنھیں ناشاد پاتے ہیں وہ اُن کو شاد کرتے ہیں

مجسم ہم خطا، وہ ہیں عطا سرتاپا لیکن
ہم اُن کو بھولے جاتے ہیں وہ ہم کو یاد کرتے ہیں

رؤفؔ اُن کی غلامی میں اب اتنی فکر ہے مجھ کو
کہیں وہ یہ نہ کہہ دیں ہم تجھے آزاد کرتے ہیں

❖

سب دل سے سنیں سیدِ ابرارؐ کی باتیں
کل حشر میں کام آئیں گی سرکارؐ کی باتیں

اُس بزم میں آجاتے ہیں رحمت کے فرشتے
ہوتی ہیں جہاں احمدِ مختارؐ کی باتیں

یوسفؑ کی وجاہت، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا
یہ سب ہیں اُسی شاہؐ کے دربار کی باتیں

شب زلفِ معنبر کا سراپا ہے سراسر
ہیں شمس و قمر جلوۂ رُخسار کی باتیں

کرتے ہیں وہ تسکیں کبھی دیتے ہیں دلاسا
کس شوق سے سنتے ہیں گنہ گار کی باتیں

مزّمل و مدّثر انھیں کہہ کے پکارا
محبوب سے ہوتی ہیں عجب پیار کی باتیں

کیا کام رؤفؔ آپ کو سیاحِ جہاں سے
آؤ کریں اُس روضہ کی زوّار کی باتیں

❖

ہجر حبیبِ حق میں اگر چشم تر کریں
ہم قطرہ ہائے اشک کو لعل و گہر کریں

خوشبو وہاں سے آئے برابر گلاب کی
جس راہ سے وہ نازِ رسالت گزر کریں

کردے کوئی مریضِ مدینہ کو بھی باخبر
جب اس طرف سے قافلہ والے گزر کریں

ہو اِس طرف بھی اک نگہہِ لطف یا نبیؐ
اک دن شبِ فراق کی ہم بھی سحر کریں

بادِ صبا شریک نہ ہمدرد نامہ بر
کیوں کر ہم اپنے حال کی تم کو خبر کریں

آئے جو ہم کو موت تو روضہ ہو آپؐ کا
ہو زندگی تو آپؐ کے در پر بسر کریں

کس دن وہ آئیں دیکھنے حالِ مریضِ غم
کب دیکھئے رؤف کے نالے اثر کریں

❖

عشقِ احمدؐ میں جو ہم نے داغ دل پر کھائے ہیں
صحنِ جنّت سے گلِ مقصود چن کر لائے ہیں

منصبِ معراج، ردِّ شمس، شقِّ ماہتاب
کون ہے ایسا کہ جس نے یہ مراتب پائے ہیں

کر لئے ہیں دم زدن میں قید کُل عالم کے دل
بال زلفوں کے انھوں نے جب کبھی سلجھائے ہیں

کر خرامِ ناز اے اسلام کی بادِ بہار
ابر کفر و شرک کے ہر سمت سے گھر آئے ہیں

دولتِ شاہی رہی ہے اُن کے قدموں پر نثار
جو غلام اُس بارگاہِ ناز کے کہلائے ہیں

چاک رکھتا ہے گریباں اپنا اُن کے ہجر میں
یہ ادا و ناز اُنؐ کے جب سے گل کو بھائے ہیں

کس لیے الزام غیروں پر لگاتے ہو رؤفؔ
خود تمھاری ذات نے یہ دن تمھیں دکھلائے ہیں

❖

اللہ کی رضا ہے حضرتؐ کی بندگی میں
اللہ جلوہ گر ہے روئے محمدیؐ میں

اعجازِ عیسوی کیا، اعجازِ موسوی کیا
یہ بھی مرے نبیؐ میں وہ بھی مرے نبیؐ میں

صدق و صفا، عدالت حلم و حیا، شجاعت
صدیقؓ میں عمرؓ میں عثمانؓ میں علیؓ میں

جن پر کرم ہے اُن کا وہ دیکھتے ہیں اُن کو
ہر برگ ہر شجر میں ہر گل میں ہر کلی میں

محبوب کبریا ہو سرخیلِ انبیا ہو
کوئی ہمیں دکھا دے یہ وصف ہے کسی میں

بگڑی مری بنا دو مردہ ہوں میں جِلا دو
صورت ذرا دکھا دو ارمان ہے یہ جی میں

کرتا ہے یاد اُن کو جو بھی رؤفؔ دل سے
کرتے ہیں وہ یقیناً امداد بے کسی میں

❖

مصیبتیں آ رہی ہیں مجھ پر غم و الم کا شکار ہوں میں
نگاہ پھیری ہے جب سے تم نے فلک کی آنکھوں میں خار ہوں میں

گناہ کر کے یہ سوچ ہے اب کہ آپ کے دیکھتے ہوئے سب
کہا نہیں جاتا کچھ زباں سے کہ کس قدر شرمسار ہوں میں

چمن کے ہر گل میں اُن کی بُو ہے صبا کو اُن کی ہی جستجو ہے
وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھ کو دیکھو چمن کی فصلِ بہار ہوں میں

نہ ہو دمِ نزع پاس کوئی مجھے نہیں اس کا غم ذرا بھی
تمھارا جلوہ نگاہ میں ہو قضا سے جب ہم کَنار ہوں میں

نبیؐ کا ہے جس کے سر میں سودا، وہ شخص ہے تاج میرے سر کا
فدا اگر تو ہے اُن کے رخ پر، رؤفؔ تجھ پر نثار ہوں میں

❖

رحمت کبریا کی باتیں ہیں
درد وَالو دوا کی باتیں ہیں

پیش کرتے رہو دردو و سلام
احمدِ مجتبیٰ کی باتیں ہیں

انتہائے خلوص سے سنیئے
خاتم الانبیا کی باتیں ہیں

جو نہ بھولا ہمیں نہ بھولے گا
اُس سراپا وفا کی باتیں ہیں

حشر میں دیکھنا مآل اِن کا
یہ شفیع الوریٰؐ کی باتیں ہیں

بیٹھنا چاہیئے ادب سے یہاں
سرورِ انبیاؐ کی باتیں ہیں

مجھ سا مہجور اور اُنؐ کا جمال
یہ تو بختِ رسا کی باتیں ہیں

سننے والو پڑھو درود وسلام
یہ حبیب خداؐ کی باتیں ہیں

اُنؐ کا دیدار ہے خدا کی دید
اُنؐ کی باتیں خدا کی باتیں ہیں

کیا پسند آئے ذکرِ خُلدِ بریں
کوچۂ دلربا کی باتیں ہیں

اُن کی محفل میں اور ذکرِ رؤف
یہ تو بادِ صبا کی باتیں ہیں

❖

نبیؐ کا نور ہے ذرّوں میں چاند تاروں میں
اُنھیں کا حسن ہے دنیا کے گل عزاروں میں

فضائے گلشنِ طیبہ کی تازگی کے نثار
گلوں سے بڑھ کے مہک ہے جہاں کے خاروں میں

وہ ایسی مملکت و سلطنت کے مالک ہیں
کہ خسروانِ جہاں ہیں وظیفہ خواروں میں

نہ کوئی اُن سا خطاؤں کا بخشنے والا
گناہ گار نہ مجھ سا گناہ گاروں میں

ہیں جتنے سوزِ محبت کے داغ سینہ میں
چراغ بَن کے جلیں گے یہی مزاروں میں

کبھی خیال نہ آیا رؤفؔ عقبیٰ کا
الجھ کے رہ گئے دنیا کے خار زاروں میں

❖

پردہ اٹھا دو شاہِ مدینہؐ
جلوہ دکھا دو شاہِ مدینہؐ

ہستی سے ہو جاؤں واقف
گر وہ بتا دو شاہِ مدینہ

اپنی صورت کا اس دل میں
نقش جما دو شاہِ مدینہؐ

میری غفلت کیشی کو تم
دل سے بھلا دو شاہِ مدینہؐ

مجھ کو اپنی شانِ کرم کا
رنگ دکھا دو شاہِ مدینہؐ

آقا کا منصب انجام دیدو
بندہ بنا دو شاہِ مدینہؐ

مجھ کو جوارِ رحمت میں تم
تھوڑی سی جا دو شاہِ مدینہؐ

غم ہوں غلط دنیائے دُوں کے
ایسی پلا دو شاہِ مدینہؐ

اپنے رؤفؔ خستہ جگر کی
بگڑی بنا دو شاہِ مدینہ

❖

دل ہو تو ہو اے کاش تمنائے مدینہ
سر ہو تو ہمیشہ رہے سودائے مدینہ

اللہ جو دل دے تو مدینہ کی ہو الفت
آنکھیں ہوں تو ہو جلوۂ زیبائے مدینہ

معموری و خاموشیِ دل کا ہو یہ نقشہ
وہ شہر مدینہ ہو یہ صحرائے مدینہ

جس وقت کھلیں لب تو ہو ذکرِ شہِ بطحیٰ
جس سمت اٹھے آنکھ نظر آئے مدینہ

افسوس اِن آنکھوں نے ترا جلوۂ عارض
دیکھا نہ کبھی اے گلِ رعنائے مدینہ

کیوں کر ہو مداوائے رؤفؔ جگر افگار
یہ ہند میں آپ انجمن آرائے مدینہ

❖

وہ دل ہے، جاگزیں جس میں ہوئی اُلفت محمدؐ کی
وہ آنکھیں ہیں، نظر آئی جنھیں صورت محمدؐ کی

رُخِ روشن ہے اُن کا والضّحیٰ و الّیل ہیں زلفیں
غرض سارا کلام اللہ ہے مِدحت محمدؐ کی

نقابِ رخ کو اے بادِ صبا ہلکے سے سرکا دے
ترے قربان دکھلا دے ذرا صورت محمدؐ کی

جو آنکھیں دے تو اُن میں آرزوئے دید احمدؐ دے
عطا دل ہو تو یا رب اس میں ہو اُلفت محمدؐ کی

سما جائے کچھ ایسا آنکھ میں نقشہ محمدؐ کا
جدھر دیکھوں نظر آئے اُدھر صورت محمدؐ کی

الٰہی عرصۂ محشر میں اِس کی لاج رکھ لینا
ترے محبوبؐ کی محبوب ہے امّت محمدؐ کی

رؤفؔ خستہ تن کی جان ہیں اصحابؓ حضرتؐ کے
رؤفؔ زار کا ایمان ہے عِترت محمدؐ کی

❖

گرم ہے حشر کا میدان رسولِ عربیؐ
مَیں ہوں اس بھیڑ میں انجان رسولِ عربیؐ

آپ کے سامنے حاضر ہوں تو کیا منہ لے کر
ہوں گناہوں سے پشیمان رسولِ عربیؐ

میرا مذہب ہے تصور میں تمھارے جینا
تم پر مرنا مرا ایمان رسولِ عربیؐ

اک نظر دیکھ لیا مصحفِ رُخ کو جس نے
ہو گیا حفظ اسے قرآن رسولِ عربیؐ

میری مشکل کا، مصیبت کا، الم کا، غم کا
آپ کے پاس ہے درمان رسولِ عربیؐ

موت کو آپ کا آغوشِ محبت پاؤں
بس اگر ہے تو یہ ارمان رسولِ عربیؐ

دیکھنا اور کسی در پہ نہ جانے دینا
ہے رؤفؔ آپ کا مہمان رسولِ عربیؐ

❖

نہیں قولِ اُدنُ مِنّی کسی اور کی زبانی
یہ ہے اشتیاق اُس کا کہا جس نے لن ترانی

مرا غم بھرا فسانہ مِری دُکھ بھری کہانی
جو سنو تو مہربانی نہ سنو تو مہربانی

ترے آستاں سے اُٹھ کر پسِ مرگ بھی نہ جاؤں
ہے شہنشہی سے بڑھ کر ترے در کی پاسبانی

ہوں فدا تری رضا پر مرے دل کے سارے ارماں
ترے ذکر پر تصدق مِری عُمرِ جاودانی

جو زبان سے بیاں ہو جو بیان سے عیاں ہو
وہ نہیں مِرا فسانہ وہ نہیں مری کہانی

کسی دن ضرور آؤ ذرا آ کے دیکھ جاؤ
مجھے اپنے دل کی باتیں نہیں غیر کو سنانی

نہ چھٹے نبیؐ کی طاعت کبھی اے رؤفؔ دل سے
جو اُنھیں پسند آئے وہ ہو تیری زندگانی

❖

رنج و محن سے کون نکالے تیری دہائی مدینہ والے
جانِ حزیں کے پڑ گئے لالے تیری دہائی مدینہ والے

موجوں میں طوفان ہے برپا آن پڑی منجدھار میں نیّا
ڈوب رہا ہوں کون سنبھالے تیری دہائی مدینہ والے

کفر کا ہے عالم میں اندھیرا جس نے ہر جانب سے گھیرا
تو زلفیں مکھڑے سے ہٹا لے تیری دہائی مدینہ والے

کس کی صفت لولاک لما ہے کس کا لقب محبوبِ خدا ہے
سب سے انوکھے سب سے نرالے تیری دہائی مدینہ والے

جن و بشر تیرے شیدائی شمس و قمر تیرے سودائی
پیغمبر تیرے متوالے تیری دہائی مدینہ والے

گرم ہو جب میدانِ عدالت تیز ہو جب خورشیدِ قیامت
تو اپنی کملی میں چھپا لے تیری دہائی مدینہ والے

ڈر ہے رؤفؔ تجھے کس کا اب دم میں حاصل ہوگا مطلب
یہ کہہ کر کچھ اشک بہا لے ''تیری دہائی مدینہ والے''

❖

ہر لحظہ شغلِ نعتِ شہِ انس وجاں رہے
ہر وقت نام آپ کا وردِ زباں رہے

ہوتے تمھارے مائلِ حسنِ بُتاں رہے
ہم تم کو منہ دکھانے کے قابل کہاں رہے

سمجھے مدینہ والے تمھیں اپنے سر کا تاج
تم جس زمیں پہ جاکے رہے آسماں رہے

دوزخ بہشت دونوں کا نقشہ دکھا دیا
چاہے یہاں رہے کوئی چاہے وہاں رہے

اُن کی عطا کا ذکر ہو اپنی خطا کا ذِکر
یہ داستاں رہے کبھی وہ داستاں رہے

آئے، کرم کیا، مِری بگڑی بنا گئے
اللہ اُن کے نام کا سکہ رواں رہے

مکّہ سے سیر ہو تو مدینہ چلو رؤفؔ
یہ آستاں رہے کبھی وہ آستاں رہے

❖

طالبِ جنت سے کیا نسبت شہہؐ بطحا مجھے
اُس کو کچھ دو لیکن اپنی زلف کا سودا مجھے

زندگی ہوجائے کیسی ہی بسر لیکن شہا
ہو دمِ آخر میسر آپ کا جلوا مجھے

روح قالب سے جدا ہو کر اُڑے پروانہ وار
دور سے آئے نظر جب گنبدِ خضرا مجھے

لوگ جینے کی دعائیں روز و شب مانگا کریں
میری حسرت ہے کہ آئے آپ پر مَرنا مجھے

اپنے منھ سے میں تمھیں آقا کہے جاؤں تو کیا
بات تو جب ہے کہ تم بھی مان لو بندا مجھے

میں بہت رنجور ہوں معذور ہوں مجبور ہوں
اے صبا للہ لے چل جانبِ بطحا مجھے

اس سے پہلے سیکڑوں بیماریاں تھیں اے رؤفؔ
دردِ اُلفت نے نبیؐ کے کر دیا اچھا مجھے

❖

طیبہ کی یاد دِل میں رہ رہ کے آرہی ہے
مولیٰ تمھاری فرقت ہر دم ستا رہی ہے

دیکھا ہے جب سے تم کو نرگس ہے محو حیرت
شبنم تمھارے غم میں آنسو بہا رہی ہے

سیرت کا ہے تمھاری، قرآنِ پاک شاہد
صورت تو اور ہی کچھ نقشہ جما رہی ہے

دربار کی تمھارے تعریف کس طرح ہو
خلقت جہاں سے اپنی بگڑی بنا رہی ہے

اے آسماں ستم سے دیکھ اب تو درگزر کر
کس کی سدا رہے گی کس کی سدا رہی ہے

خود تو رؤفؔ کہنا آتا نہیں مجھے کچھ
لیکن نبیؐ کی الفت مجھ سے کہا رہی ہے

❖

بلاؤ طیبہ میں اب یا نبیؐ خدا کے لیے
حسینؓ ابنِ علیؓ جانِ اولیا کے لیے

تمھارے روضۂ اقدس پہ جا کے پہنچا دے
اگر ذرا سا اشارہ بھی ہو ہَوا کے لیے

اٹھائے ہاتھ اگر آپ کے وسیلہ سے
قبولیت نے قدم دوڑ کر دعا کے لیے

عطا ہوئے وہ مراتب تمھاری امت کو
کئے گئے تھے جو مخصوص انبیا کے لیے

ضرور جوش میں آئے گا اُنؐ کا بحرِ عطا
رؤفؔ ہاتھ اٹھاؤ تو تم دعا کے لیے

❖

محبت آپؐ کی حسرت ہے دل کی
یہی فرحت یہی راحت ہے دل کی

تمھارے عشق کا ہے داغ دل میں
یہی دولت یہی ثروت ہے دل کی

گلستانِ اِرم ہے دشتِ طیبہ
مدینہ کی گلی جنّت ہے دل کی

غلامی سے تمھاری ہے شرفیاب
خدا جانے بڑی نسبت ہے دل کی

تم آئے تھے مِلا تھا چین دل کو
گئے تم پھر وہی حالت ہے دل کی

نگاہِ لطف سے اصلاح کر دو
بہت بگڑی ہوئی عادت ہے دل کی

قصور و حور تم بِن جانِ عالم
نہ یہ حسرت نہ وہ حسرت ہے دل کی

ترس کھا کر کبھی تو پوچھ لیتے
رؤفؔ زار کیا حالت ہے دل کی

❖

یا رسول اللہ سن لو بندۂ ناشاد کی
دل میں اب طاقت نہیں ہے نالۂ و فریاد کی

ہائے کل محشر میں کیا صورت دکھائیں گے تمھیں
ہم تمھیں بھولے مگر تم نے ہماری یاد کی

رات دن دنیا کے جھگڑے ہر گھڑی دنیا کی فکر
ہائے کس لہو و لعب میں زندگی برباد کی

جو تمھیں بھولا وہ گویا زندگی میں مرگیا
مرکے وہ زندہ ہوا جس نے تمھاری یاد کی

واہ کیا لطف و کرم ہے واہ کیا جود و عطا
یا نبیؐ ہم نے پکارا آپ نے امداد کی

اُس قدِ رعنا کی جس دن سے نظر آئی پھبن
سرو کی عزت رہی دل میں نہ کچھ شمشاد کی

گِرد روضہ کے اگر مل جائے تھوڑی سی زمیں
قبر بن جائے رؤفؔ خانماں برباد کی

❖

تم انیسِ بے کس و بے نوا مَیں اسیرِ دامِ بلا نبیؐ
ذرا سن لو میری بھی التجا ہوں تمہارے در کا گدا نبیؐ

مِرے پاس کوئی عمل نہیں کسی معصیت کا بدل نہیں
فقط اپنے لطف سے کیجئے مِرے دردِ دل کی دوا نبیؐ

اگر آپ سے نہ کروں بیاں تو سناؤں کس کو یہ داستاں
سرِ حشر آپ کی ذات ہی ہے شفیعِ روزِ جزا نبیؐ

مِرے سر پہ بارِ گناہ ہے میں ضعیف دور کی راہ ہے
ذرا دستِ لطف بڑھایئے میں گِرا نبیؐ میں گرا نبیؐ

مِری عمر ختم ہوئی مگر شبِ ہجر کی نہ ہوئی سحر
کبھی ہو کے سامنے جلوہ گر مِرا حالِ دل نہ سنا نبیؐ

سوئے طیبہ ہو جو گزر صبا تو ادب سے کرنا یہ التجا
کہ رؤفؔ ہجر میں مر مٹا ہو نگاہِ لطف ذرا نبیؐ

❖

ملا کسی نبیؐ کو وہ مرتبہ جو خدا نے تم کو دیا نبیؐ
کیے ماہتاب کے کس نے دو، سرِ عرش کون گیا نبیؐ

کبھی دل کی نذر گذارتے کبھی تم پہ جان کو وارتے
کبھی سر کو صدقے اتارتے یہی غم ہمیشہ رہا نبیؐ

مرے پیشوا، مرے مقتدا، مرے راہبر، مرے رہنما
مرے چارہ سازِ غم و الم مرے دردِ دل کی دوا نبیؐ

ہوئے کیسے کیسے حسیں مگر نہ یہ رخ کسی کا نہ یہ کمر
بنے آپ کے لیے بحر و بر کوئی آپ سا نہ ہوا نبیؐ

یہ رؤفؔ بندۂ زار ہے شب و روز غم کا شکار ہے
یہ چمن میں آپ کے خار ہے اِسے حُسنِ گل ہو عطا نبیؐ

❖

اے شہِ دنیا و دیںؐ میری مدد فرمایئے
رحمۃ للعالمیںؐ میری مدد فرمایئے

ہائے سارا قافلہ طیبہ روانہ ہوچکا
چھوڑ کر مجھ کو یہیں میری مدد فرمایئے

باعثِ وحشت بنیں جب قبر کی تاریکیاں
اے مرے ماہِ مبیں میری مدد فرمایئے

عالمِ ہستی میں ہوں یا بعدِ مُردن قبر میں
میں جہاں بھی ہوں وہیں میری مدد فرمایئے

اے معینِ بے کساں میرا جہازِ آرزو
ہے تباہی کے قریں میری مدد فرمایئے

دیکھئے آکر ذرا اپنے رؤفؔ زار کو
حال اب اچھا نہیں میری مدد فرمایئے

❖

ہوں دل میں عشقِ ساقی کوثرؐ لئے ہوئے
آنکھوں میں پھر رہے ہیں وہ ساغر لئے ہوئے

پروانہ وار روئے مبارک پہ ہُوں نثار
بس ہے یہ آرزو دلِ مضطر لئے ہوئے

صدیقؓ یارِ غار کی قسمت تو دیکھئے
پہلو میں آج تک ہیں پیمبرؐ لئے ہوئے

کعبے میں آج دھوم سے چل کر اذاں پڑھو
فاروقؓ ہیں حمایتِ دادَر لئے ہوئے

خورشیدِ حشر جس کے مقابل نہ آسکے
عثمانؓ ہیں وہ روئے منوّر لئے ہوئے

کر لو کسی کی قوتِ بازو کا امتحاں
حیدرؓ ہیں ہاتھ میں دَر خیبر لئے ہوئے

بیڑا ہمارا ڈوب تو جاتا مگر رؤفؔ
اُنؐ کا کرم تھا ہاتھ میں لنگر لئے ہوئے

❖

وہ سر پاؤں، جو خاکِ کوچۂ دلدار ہو جائے
ملے وہ آنکھ جو محوِ جمالِ یار ہو جائے

جو پوچھے کوئی تدبیرِ حصولِ گلشنِ جنّت
تو کہہ دینا گدائے احمدِ مختارؐ ہو جائے

مَرے جو راہ میں اُن کی حیاتِ جاوداں پائے
وہ اچھا ہو جو اُن کے عشق کا بیمار ہو جائے

لطافت وہ کہ سایہ بھی نہ ہو جسمِ منوّر کا
نزاکت وہ کہ پٹکا تک کمر کے پار ہوجائے

مِری سرکار کے صدقے میں دنیا بھی ہے عقبیٰ بھی
مگر اے سونے والے تو اگر بیدار ہوجائے

وہ حسنِ حق نمائی ہے تمھارے روئے زیبا میں
تمھیں جو دیکھ لے اللہ کا دیدار ہو جائے

ذرا اب جلوۂ زیبا سے اپنے خوش تو کر دیجئے
تصدق آپ پر جانِ رؤفِ زار ہو جائے

❖

قدم ایسے ملے کی جن سے سیرِ لا مکاں تو نے
رواں جن سے ہوئے دریا وہ پائیں انگلیاں تو نے

مسلط چار سو تاریکیٔ ظلم و جہالت تھی
رخ روشن دکھا کر کردیا روشن جہاں تو نے

کہیں اللہ اکبر سے مشرّح کر دیئے سینے
کہیں اللہ اکبر سے گرائیں بجلیاں تو نے

پڑھایا کلمۂ توحید تو نے سنگریزوں کو
زہے اعجاز، بخشی بے زبانوں کو زباں تو نے

عجب سرکار ہے تیری عجب دربار ہے تیرا
فقیروں نے صدا دی اور بھر دیں جھولیاں تو نے

تعجب کیا اگر میرا بھی بیڑا پار ہو جائے
نکالی ہیں بھنور سے ایسی لاکھوں کشتیاں تو نے

لیا ہوتا اِسے بھی اپنے آغوشِ محبت میں
کیا ہوتا رؤفؔ زار کو بھی شادماں تو نے

❖

اپنا جلوہ دکھا دیا تو نے
تیرے صدقے جلا دیا تو نے

اُف رے اعجاز، خشک لکڑی کو
اپنے غم میں رُلا دیا تو نے

جب اٹھایا نقاب چہرہ سے
بزم کو جگمگا دیا تو نے

محوِ حیرت ہیں دیکھنے والے
کیا تماشا دِکھا دیا تو نے

پھر نہیں کوئی پوچھنے والا
جب نظر سے گِرا دیا تو نے

دوستوں کا تو ذکر ہی کیا ہے
دشمنوں کو مِلا دیا تو نے

ایک قطرہ رؤفؔ نے مانگا
اور دریا بہا دیا تو نے

❖

محمدؐ کی وہ صورت ہے کہ جس پر جان قرباں ہے
عیاں ہے نورِ حق جس میں یہی وہ شکلِ انساں ہے

تمھاری ہی ضیا ہے عکس افگن گوشہ گوشہ میں
نہ کوئی مہرِ انور ہے نہ کوئی ماہِ تاباں ہے

الم نشرح لك صدرك صفت ہے ان کے سینے کی
بیانِ سورۂ یٰسین اُن کا وصفِ دنداں ہے

یہ ہے وہ شمع جس سے روشنی ہے دونوں عالم کی
یہ ہے وہ ذاتِ اقدس جو بنائے بزمِ امکاں ہے

سہارا دے، سہارا دینے والے، بے سہاروں کو
مراحل سخت، لاغر جسم، سر پر بارِ عصیاں ہے

نبیؐ کی آلؑ واصحابؓ گرامی کا تو کہنا کیا
رؤفؔ زار تو اُن کے غلاموں کا ثنا خواں ہے

❖

یا نبیؐ غم مجھے راحت ہے ملال اچھا ہے
آپ جس حال میں راضی ہیں وہ حال اچھا ہے

کام جو تم کو بھلا دے وہ ہے سب لہو و لعب
جو تمھیں یاد دلا دے وہ خیال اچھا ہے

وارثِ خلد جو مر جائیں، جئیں تو غازی
اُن کے عشّاق کا جب دیکھئے حال اچھا ہے

بَدر سب کچھ ہے مگر تاب اشارہ کی نہیں
دیکھنے والو کہو کس کا کمال اچھا ہے

لب پہ ہو نامِ نبیؐ آنکھ میں دیدار کا شوق
زندگی ختم جو یوں ہو تو مآل اچھا ہے

طبع نازک پہ ملال اُنؐ کی نہ آنے دوں گا
مرتے مرتے کہے جاؤں گا کہ حال اچھا ہے

حق کے محبوب کی جو بات ہے اچھی ہے رؤفؔ
اُنؐ کا رخ اچھا ہے خد اچھا ہے خال اچھا ہے

❖

لکھوں کیا وصفِ شاہِ انس و جاں سے
زباں اللہ کی لاؤں کہاں سے

نہ لکھنے کی قلم میں میرے طاقت
نہ کہنے کا مجھے یارا زباں سے

مہِ کامل کے دو ہوتے ہیں دم میں
نکل جاتا ہے پٹکا درمیاں سے

شہادت کی جو پڑتی ہے ضرورت
پڑھا لیتے ہیں کلمہ بے زباں سے

صبا کچھ ایسی بے تابی دکھانا
وہ بلوا لیں مجھے ہندوستاں سے

تمھارا در وہ مرکز ہے عطا کا
کوئی خالی نہیں جاتا جہاں سے

رؤفؔ اُن کے مراتب کا سمجھنا
یہ باتیں دور ہیں وہم و گماں سے

❖

زمیں اِترا کے بولی آسماں سے
بُری ہے گو ثنا اپنی زباں سے

مگر لائے گا تو اے پیرِ گردوں
نبیؐ کا روضۂ اقدس کہاں سے

ہے اُن کی جلوہ گاہِ ناز مجھ پر
زمانہ فیض پاتا ہے جہاں سے

جواب اس کو دیا یوں آسماں نے
کہ تو واقف نہیں رازِ نہاں سے

سمجھتی ہے تو اُن سے دور مجھ کو
نبیؐ نزدیک تر ہیں میری جاں سے

نظر آتے ہیں وہ ایسے کہ گویا
حجاب اٹھے ہوئے ہیں درمیاں سے

رؤفؔ آنکھیں اگر کھل جائیں دل کی
تو اُن کو دیکھ لو چاہو جہاں سے

❖

آپؐ نے سب کی کل سنواری ہے
یا نبیؐ اب ہماری باری ہے

ہم کو بخشا ہے آپ سا مُرسَل
انتہائے عطائے باری ہے

کچھ کیا ہو تو سامنے لائیں
شرمساری سی شرمساری ہے

حشر کے روز ہم بھی یاد رہیں
اِک یہی شکلِ رُستگاری ہے

آپ محبوب کیوں نہ ہوں حق کے
آپ کی جو ادا ہے پیاری ہے

آگئے آپ، ہے سکوں دل کو
چل دیئے آپ، بے قراری ہے

چاند کی شکل بن کے آجاؤ
مرنے والے پہ رات بھاری ہے

سیر ہوتے ہیں سب امیر و فقیر
چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے

خوانِ نعمت سے کچھ رؤفؔ کو بھی
آپ کے در کا اِک بھکاری ہے

❖

تمھیں یا نبیؐ جلوہ گر دیکھ لیتے
شبِ غم کی ہم بھی سحر دیکھ لیتے

ذرا اے علاجِ مریضانِ الفت
ہمارا بھی دردِ جگر دیکھ لیتے

ہُوں پیشِ نظر آپ کے یوں تو ہر دم
مِرے دیکھتے بھی مگر دیکھ لیتے

مسیحا بھی نبضِ ارادت دکھاتے
اگر آپ سا چارہ گر دیکھ لیتے

سکندر بھی سائل کی صورت بناتے
اگر میرے مولیٰ کا در دیکھ لیتے

وہیں آپ تسکینِ دل کرنے لگتے
جہاں کوئی خستہ جگر دیکھ لیتے

رؤفؔ آپ کی چشمِ رحمت کے صدقے
اسے بھی ذرا اک نظر دیکھ لیتے

❖

تم نوازو تو اپنی ٹھوکر سے
جی اٹھوں گا میں پھر نئے سر سے

دل یہی کہہ رہا ہے اندر سے
جو ملے گا وہ آپ کے در سے

یا نبیؐ صدقہ اپنی رحمت کا
ایک قطرہ، بھرے سمندر سے

ہاتھ میں جس کے اُن کا دامن ہو
خوف کیا اُس کو روزِ محشر سے

بے نوا اُن کے آستانہ کا
سلطنت میں فزوں سکندر سے

یا نبیؐ آپ کی زیارت کو
کیا دلِ زار عمر بھر ترسے

آرزوئے رؤفؔ بَر آئے
بھیک مل جائے آپ کے دَر سے

❖

آقا بنے جو بندۂ سرکار ہوگئے
غم سے چھُٹے جو اُن کے گرفتار ہوگئے

جس کی طرف ذرا بھی نگاہِ کرم ہوئی۔
اُس کے جہاں میں سیکڑوں غم خوار ہوگئے

ہر لا دوا کے درد کا کرنے لگے علاج
بے یار جس کو دیکھ لیا یار ہوگئے

اُن پر عطائے حق کی کوئی انتہا بھی ہے
اتنا ملا کہ احمدِؐ مختار ہوگئے

وہ جی اٹھے جنھوں نے محبت میں جان دی
اچھے رہے جو عشق کے بیمار ہوگئے

جو خار تیری راہ میں آئے وہ گُل بنے
جو گُل ترے چمن سے چھُٹے خار ہوگئے

آتے ہی اُن کا نام زباں پر مری رؤفؔ
سب اہلِ حشر میرے طرف دار ہوگئے

❖

حوروں کی نہیں خواہش طالب نہیں جنّت کے
عاشق تو ہیں دیوانے سرکارؐ کی صورت کے

بے کس کی رفاقت کے، بے بس کی حمایت کے
اوصاف زمانہ کو معلوم ہیں حضرتؐ کے

ہم کو بھی ترس کھا کر دامن میں چھپا لیتے
گو لاکھ برے ہیں ہم، ہیں آپؐ کی امت کے

جتنے بھی صحابہؓ ہیں سب عاشق و شیدا ہیں
سرکارؐ کی صورت کے سرکارؐ کی سیرت کے

دنیا کی وجاہت بھی عقبیٰ کی سعادت بھی
ہر چیز ہے صدقہ میں سرکارؐ کی خدمت کے

نَقص اُنؐ کے نکالا کر یا مدح و ثنا کرلے
وہ کام ہے دوزخ کا یہ کام ہیں جنت کے

جوش آئے رؤفؔ اُنؐ کے دریائے کرم میں بھی
نکلیں تِری آنکھوں سے گر اشک نِدامت کے

❖

اک آہ نکلتی ہے بے ساختہ سینے سے
جب بادِ صبا پھر کر آتی ہے مدینے سے

سایہ بھی نہ پڑتا تھا اُن کے قدِ رعنا کا
بو عطر کی آتی تھی حضرتؐ کے پسینے سے

دیکھو تو مزاروں سے معلوم یہ ہوتا ہے
صدیقؓ ہیں اب تک بھی لپٹے ہوئے سینے سے

ہو بے ادبی مجھ سے کوئی تو بتا دینا
واقف میں نہیں اصلا محفل کے قرینے سے

تم سے تو مجھے دنیا دنیا نظر آتی ہے
خاتم کی تو قیمت ہی ہوتی ہے نگینے سے

مٹ جائے رؤفؔ اپنی قسمت کی خرابی سب
وہ بات بھی گر کرلیں مجھ ایسے کمینے سے

❖

میں یہ سمجھوں گا کہ سب کچھ ہو گیا حاصل مجھے
اپنے بندوں میں فقط کر لیجئے شامل مجھے

جگ کے کھیون ہار لے للہ میری بھی خبر
ناؤ ٹوٹی ہے نظر آتا نہیں ساحل مجھے

کیا فشارِ قبر، کیا میزانِ محشر، کیا صراط
آپ حامی ہوں تو ہے آسان ہر مشکل مجھے

تم جہاں کی جان ہو تم دین کا ایمان ہو
تم تو آتے ہو نظر کونین کا حاصل مجھے

میری نااہلی اگر اظہارِ ناراضی کروں
میں اُسی قابل ہوں سمجھیں آپ جس قابل مجھے

میں قیامت تک تڑپنے کا مزا لیتا رہوں
اپنے تیغِ ناز سے کر دیجئے بسمل مجھے

مجھ کو کیا نسبت بھلا محفل کی زینت سے رؤفؔ
اُن کی خوبی ہے جو سمجھیں زینتِ محفل مجھے

❖

اے صبا جس وقت بھی اُس گُل کی یاد آجائے ہے
کیا کہوں کیا کیا ستم کیا کیا قیامت ڈھائے ہے

اک طرف اشکوں کا دریا آنکھ سے بہتا ہوا
اک طرف بے تاب دل پہلو سے نکلا جائے ہے

کچھ نہ پوچھو طائرِ دل کا تڑپنا لوٹنا
یاد کیا آتی ہے بس اک تیر سا لگ جائے ہے

اے عرب کے چاند سرکا دے ذرا رخ سے نقاب
قبر کی تاریکیوں سے جی بہت گھبرائے ہے

آپ سے دیکھی نہ جائیں گی مری بربادیاں
آپ کو تو اپنے دشمن پر بھی رحم آجائے ہے

کس کے دامن میں چھپوں آخر کسے آواز دوں
کون محشر میں شفیع المذنبیں کہلائے ہے

کس قدر پُر درد ہے تیرا بھی افسانہ رؤفؔ
جو بھی سنتا ہے کلیجہ تھام کر رہ جائے ہے

❖

کوئی دارا کوئی جم کوئی سکندر ہو جائے
مجھ کو سودائے سرِ زلف پیمبر ہو جائے

اُن سے جس آنکھ کو نفرت ہو وہ اندھی بہتر
اُن سے الفت نہ ہو جس دل کو وہ پتھر ہو جائے

نہیں ممکن کبھی ہرگز نہیں ممکن کہ یہ بدر
آپ کے پاؤں کے تلوے کی برابر ہو جائے

دامنِ حُبِّ نبیؐ دستِ طلب چھوڑ نہ دے
کشتیٔ دل نہ شکستہ ترا لنگر ہو جائے

دولتِ دیں بھی ملے دولتِ دنیا بھی ملے
کاش تو تابعِ فرمانِ پیمبر ہو جائے

آپ کے روئے مبارک پہ فدا ہوں آنکھیں
آپ کے قدموں پہ قربان مرا سر ہو جائے

ہے شب و روز وظیفہ مری آنکھوں کا رؤفؔ
روضۂ پاک کا دیدار میسر ہو جائے

❖

جس محفل میں جس مجلس میں سرکار کی مدحت ہوتی ہے
اک ابرِ کرم چھا جاتا ہے اور بارشِ رحمت ہوتی ہے

بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ سب واقفِ رازِ خفی و جلی
اسلام کا ڈنکا بجتا ہے چاروں کی خلافت ہوتی ہے

اُن کی جنھیں کچھ بھی نسبت ہے سرکار دو عالم کے در سے
دنیا میں بھی عزت ہوتی ہے عقبیٰ میں بھی عزت ہوتی ہے

اک وہ ہیں کہ صدہا تکلیفیں سہہ سہہ کر پہنچتے ہیں کعبے
اک وہ ہیں کہ جن کو گھر بیٹھے کعبے کی زیارت ہوتی ہے

اے کاش کبھی یوں بھی ہوتا وہ یاد ہمیں بھی فرماتے
اور ہم بھی کبھی طیبہ جاتے رہ رہ کے یہ حسرت ہوتی ہے

جب آپ کے مخلص بندوں کے حالات کہیں سن پاتا ہوں
کیا عرض کروں اے فخرِ رسل کس درجہ ندامت ہوتی ہے

کیوں غم ہے رؤفؔ تمھیں اتنا اب تک طیبہ کے نہ جانے کا
کیا یاد نہیں دنیا میں جدا ہر ایک کی قسمت ہوتی ہے

❖

کیوں نہ مانگے مانگنے والا شہِ ابرارؐ سے
حق تعالیٰ تک تو مل جاتا ہے اس سرکار سے

تو نظر آئے مسلماں اپنے ہر کردار سے
وضع سے اخلاق سے رفتار سے گفتار سے

چھوٹنا چاہے اگر کونین کے آزار سے
ربط پیدا کر جنابِ احمدِؐ مختار سے

مجھ سراپا جرم بد اطوار عصیاں کار کو
کوئی نسبت ہی نہیں اُن کے سگِ دربار سے

میرے حال دل کو اس صورت سے بتلانا صبا
تو لپٹ جانا مدینہ کے درو دیوار سے

جس کو اُن کے روئے زیبا کی زیارت ہوگئی
وہ مشرف ہو گیا اللہ کے دیدار سے

صرف اتنا عرض کرنا اُن سے اے بادِ صبا
بارِ فرقت اب نہیں اٹھتا رؤفؔ زار سے

❖

نہ قدر ہو تو نہ ہو میرے سر جھکانے کی
تمھیں تو لاج رہے اپنے آستانے کی

نگاہِ لطف سے قسمت سنوار دو میری
یہ بگڑی اور کسی کے نہیں بنانے کی

لگا کے آنکھ میں کون و مکاں کی سیر کروں
ذرا سی خاک ملے اُن کے آستانے کی

الٰہی حشر میں جب آئے آفتاب قریب
تو آڑ ہو تری رحمت کے شامیانے کی

رؤفؔ ایک تجھی کو وہ بھول جائیں گے
انھیں تو فکر ہے نادان اک زمانے کی

یہ ہم نے مانا کہ تم مٹ گئے رؤفؔ ان پر
مگر یہ بات بھی ہو کچھ زباں پر لانے کی

❖

اے نبیؐ اے افتخارِ اولین و آخریں
چشمۂ مہر و وفا سر چشمۂ علم و یقیں

ہیں یہاں جتنے محاسن آپ سب کی جان ہیں
ہیں یہاں جتنے حسیں سب آپ کے ہیں خوشہ چیں

اے شفیعِ روزِ محشرؐ واسطہ حَسنینؑ کا
عرصۂ محشر میں رسوائی نہ ہو مجھ کو کہیں

تم نے جی بھر کر اُنھیں دیکھا بڑے خوش بخت ہو
اے عرب کے چاند تارو اے عرب کی سرزمین

آپ کے اوصاف کی تفسیر ہے ساری کتاب
آپ کے حالات ہیں آیاتِ قرآنِ مبیں

آپ پر صدہا سلام اور آپ پر لاکھوں درود
اے شفیعِ روز محشرؐ اے شہِ دنیا و دیںؐ

ہم سیہ کاروں کے حال زار پر بھی اک نظر
یا شفیع المذنبیں یا رحمۃ اللعالمیں

اب ہماری بے حسی کی ہو رہی ہے انتہا
رحم فرما رحم فرما یاالٰہ العالمیں

دور ہوتے جارہے ہیں منزلِ مقصود سے
ہم سے چھٹتا جارہا ہے دامنِ دینِ متیں

دے ہمیں علم علیؓ عثمانؓ کی دریا دلی
دبدبہ فاروقؓ کا صدیق اکبرؓ کا یقیں

اے رؤفؔ ان کے کرم پر تیرا تکیہ ہے اگر
تیری مشکل کچھ نہیں ہے تیری مشکل کچھ نہیں

❖

اُن کو اللہ کی اللہ کو چاہت اُنؐ کی
وہ ہیں اللہ کے اللہ کی رحمت اُنؐ کی

نہ وہ قاضی نہ وہ مفتی نہ محدث نہ فقیہ
جاگزیں دل میں نہیں جس کے محبت اُنؐ کی

دینے والا ہے خدا بانٹنے والے وہ ہیں
اس میں کیا دخل کسی کا یہ ہے قسمت اُنؐ کی

کبھی آتا ہے تسلی کو سہارا اُنؐ کا
کبھی دے جاتی ہے تسکین حمایت اُنؐ کی

چاند دو ٹکڑے ہو سورج کو پلٹنا ہی پڑے
تیری میری نہیں یہ ہے بشریت اُنؐ کی

بزمِ میلاد سے ہم شکرِ خدا کرتے ہیں
حق کا سب سے بڑا احساں ہے ولادت اُنؐ کی

دم میں وہ خاک کو اکسیر بنا دیتی ہے
کیا بتاؤں تمھیں کیا چیز ہے نسبت اُنؐ کی

نہ عبادت نہ ریاضت نہ مروت نہ خلوص
ہائے کس منہ سے کہوں میں بھی ہوں امت اُنؐ کی

خاک الفت ہے تجھے ذاتِ گرامی سے رؤفؔ
ہیزمِ خشک کو تڑپا گئی فرقت اُنؐ کی

❖

ادائے خاص سے مدحِ محمد مصطفیٰؐ کیجے
نئے انداز سے ذکرِ شہِ ہر دوسرا کیجے

رہِ حق میں بہت دشوار ہے ثابت قدم رہنا
نبی کے عشق سے اس مرحلے کی ابتدا کیجے

بجا ہیں ہوش جب تک اور جب تک جان میں جاں ہے
درودوں کی نچھاور اپنے آقاؐ پر کیا کیجے

نبیؐ کے اور اصحابِ نبیؐ کے کارناموں کو
پڑھا کیجے لکھا کیجے کہا کیجے سنا کیجے

شہِ لولاکؐ کے عزّ و شرف کو سامنے رکھ کر
نہایت عاجزی کے ساتھ عرضِ مدعا کیجے

سنیں گے وہ سنیں گے وہ سنیں گے وہ سنیں گے وہ
کچھ اپنے مانگنے کا آپ بھی تو حق ادا کیجے

کلامُ اللہ میں ہے سورۂ تحریم سے واضح
مددحق سے اوراس کے نیک بندوں سے لیا کیجے

ہے جائز استعانت واصلانِ حق تعالیٰ سے
عمرؓ سے حال دل کہیئے اور علیؓ سے التجا کیجے

جُدا حق سے نہیں ہیں اولیا واصل بحق ہو کر
فنا کے بعد کیا قطرہ کو دریا سے جُدا کیجے

نہیں معلوم پیغامِ اجل کس وقت آجائے
جو قرضہ ہو ادا کیجے جو وعدہ ہو وفا کیجے

مجھے ڈر ہے کہ تم پر کفر کا فتوی نہ لگ جائے
نمازوں کو نہ ہرگز جان کر اپنی قضا کیجے

رؤفؔ اب کر چکے سب کام دنیا کے جو کرنے تھے
بس اب تو خاتمہ بالخیر ہو اس کی دعا کیجے

❖

ذاتِ سرکارِ دو عالمؐ دو جہاں کی جان ہے
جان کیسی دو جہاں کے دین کا ایمان ہے

یوں تو ہونے کو ہزاروں اہل دانش ہیں مگر
جس کو اُن کی زلف کا سودا ہے وہ انسان ہے

ہم گنہگاروں پہ احسانات ہیں اللہ کے
اُن کی تشریف آوری سب سے بڑا احسان ہے

ان کے در کا پاسباں اُن کی گلی کا خاکروب
ذی حشم، ذی سلطنت، ذی مرتبت، ذیشان ہے

سر پہ تاجِ خسروانہ حُور و غلماں گِرد و پیش
یہ غلامانِ نبیؐ کی خُلد میں پہچان ہے

پھر تمنائے مدینہ دل کو تڑپانے لگی
پھر وہی سودا وہی حسرت وہی ارمان ہے

وہ حرم کے بام و در کا منظرِ ایماں فروز
جس کا نقشہ سامنے آنکھوں کے ہر ہر آن ہے

گرچہ ہے مایوس کن میری ضعیفی کا شباب
لیکن آقاؐ احمدِ مختارؐ کس کی شان ہے

ہے مدینہ حاضری کی آرزو بارِ دگر
پھر یہ حسرت میری ساری حسرتوں کی جان ہے

(۷۷)

سن ستتر میں مدینے مجھے کو بلوایا گیا
اس طریقہ سے کہ دنیا آج تک حیران ہے

پھر مدد فرمایئے پھر دستگیری کیجئے
اب رؤفؔ خستہ جاں پھر بے سروسامان ہے

❖

محشر میں تو یہ عالم سرکار ہے تمھارا
میں جس کو دیکھتا ہوں بیمار ہے تمھارا

ہے زندگی اُسی کی جو تم پہ مر رہا ہو
اچھا وہی ہے جس کو آزار ہے تمھارا

مانگے بغیر سائل پاتا ہے مطلبِ دل
دنیا میں وہ نرالا دربار ہے تمھارا

محشر میں جب کسی کے کوئی نہ کام آئے
اُس وقت اک اشارہ درکار ہے تمھارا

خورشید و ماہ و انجم اک اک کی جان ہو تم
عالم تمام عکسِ رخسار ہے تمھارا

دیکھو رؤفؔ دیکھو اُنؐ کی طرف ہی دیکھو
اغیار پر بھروسا بے کار ہے تمھارا

❖

شمس الضحیٰ محمدؐ بدر الدجیٰ محمدؐ
صلِ علیٰ محمدؐ صلِ علیٰ محمدؐ

جو اُن کو دیکھتا ہے وہ حق کو دیکھتا ہے
یعنی جمالِ حق ہیں سرتاپا محمدؐ

مشکل ہو میری آساں حاجت مری بر آئے
مشکل کشا محمدؐ حاجت روا محمدؐ

ساحل ہے دور آقا منجدھار میں ہے نیا
للہ اک اشارہ کردو ذرا محمدؐ

فرشِ زمیں کی زینت عرشِ بریں کی رفعت
اُس کی بِنا محمدؐ اِس کی بِنا محمدؐ

اس کی خبر بتاؤ پھر اور کون لے گا
یہ ہے رؤفؔ کس کا مدحت سرا محمدؐ

❖

یہ مانا کہ تم ایک بندے ہو لیکن ہے دیدار حق کا نظارا تمھارا
ہے طاعت خدا کی اطاعت تمھاری خدا کا سہارا سہارا تمھارا

ستارے کہاں آسماں بھی نہ ہوتا مکیں بھی نہ ہوتے مکاں بھی نہ ہوتا
اِن آرائشوں کا گماں بھی نہ ہوتا یہ جو کچھ ہے صدقہ ہے سارا تمھارا

تمھارے لیے ہم نے آنسو بہائے ہمارے لیے تم نے صدمے اٹھائے
ہے ادراک جس کے سمجھنے سے قاصر کچھ ایسا ہے رشتہ ہمارا تمھارا

سرِ حشر ہوگا قیامت کا منظر جہاں کوئی غم خوار ہوگا نہ یاور
سنور جائے گی ہم غریبوں کی بگڑی اگر ہوگیا اک اشارہ تمھارا

کسی وقت نالے کسی وقت زاری کبھی محوِ حیرت کبھی غش ہے طاری
رؤفِ حزیں کو مدینے بلا لو فراق اب نہیں ہے گوارا تمھارا

❖

ہے دل میں جوشِ مدحتِ سرکارِ مصطفیٰؐ
یہ گھر ہے آج مطلعِ انوارِ مصطفیٰؐ

یہ دلبری یہ حسنِ ضیا بارِ مصطفیٰؐ
اللہ بھی ہے طالبِ دیدارِ مصطفیٰؐ

ہوتے ہیں جس قدر بھی ابوجہل و بولہب
بڑھتی ہے اور گرمیٔ بازارِ مصطفیٰؐ

زندہ ہوا جو راہ میں اُن کی ہوا شہید
اچھا رہا جو ہوگیا بیمارِ مصطفیٰؐ

آئے کبھی بغیرِ اجازت نہ جبرئیل
اللہ رے یہ شوکتِ دربارِ مصطفیٰؐ

دن ہے تجلّیِ رخِ زیبا کی اک جھلک
اور رات عکسِ گیسوئے خم دارِ مصطفیٰؐ

اُن کی طرف سے کس لیے ہوتی کمی رؤفؔ
تم ہی نہیں ہو لایقِ دربارِ مصطفیٰؐ

❖

مرنے سے پہلے طاعتِ سرکارِ مصطفیٰؐ
مرنے کے بعد سایۂ دیوارِ مصطفیٰؐ

ساقی مرا سوال بہت مختصر سا ہے
بس ایک جامِ شربتِ دیدارِ مصطفیٰؐ

مومن وہ ہے جو پیشِ نظر ہر گھڑی رکھے
گفتارِ مصطفیٰؐ کبھی کردارِ مصطفیٰؐ

عالَم میں صرف محرمِ اسرارِ حق ہیں وہ
اور حق ہے صرف واقفِ اسرارِ مصطفیٰؐ

سرگرمِ جستجوئے حقیقت کو چاہئے
پہلے بنے وہ بندۂ سرکارِ مصطفیٰؐ

اخلاص ہے، یقیں ہے، محبت ہے، اے رؤفؔ
کیا ہے جو بَن رہے ہو خریدارِ مصطفیٰؐ

❖

رہِ منزلِ مصطفیٰؐ پوچھتا ہوں
نشانِ شفیعُ الوریٰ پوچھتا ہوں

مجھے حق کے دیدار کی آرزو ہے
درِ احمدِؐ مجتبیٰؐ پوچھتا ہوں

مجھے اُن کی الفت لئے پھر رہی ہے
رہ و رسمِ کوئے وفا پوچھتا ہوں

نہ دنیا پہ مائل نہ عقبےٰ کا سائل
فقط دردِ دل کی دوا پوچھتا ہوں

نہیں دیر و کعبہ کے جھگڑوں سے مطلب
میں کوچے کا اُن کے پتا پوچھتا ہوں

نہیں عرضِ مطلب کا یارا زباں کو
یہ کیسے بتاؤں کہ کیا پوچھتا ہوں

رؤفؔ ایک وہ ہیں جو طالب ہیں حق کے
اور اِک میں کہ اپنا پتا پوچھتا ہوں

❖

کعبۂ دل ہو، جائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سر ہو مرا اور پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حق کی طلب ہو جس پر غالب ہو جو رضائے حق کا طالب
پہلے وہ ہو جویائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جب تک بھی طاقت ہے بدن میں یعنی جانِ حزیں ہے تن میں
سر میں رہے سودائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اے غمِ الفت تیرے صدقے دل سے صدا ہر دم یہ نکلے
ہائے محمدؐ ہائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ارض و سما کا حاصلِ جاں ہے شمس و قمر کی روحِ رواں ہے
عکسِ رخِ زیبائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس احساسِ طلب کے قرباں اس اندازِ کرم کے صدقے
یاد کیا اور آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

غم سے رؤفؔ آزاد رہے گا تو ہر لحظہ شاد رہے گا
پڑھ جو کہیں سن پائے ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم

❖

جو علوئے مرتبت ہے اور جو شانِ رسولؐ
لکھ نہیں سکتا کوئی انسان شایانِ رسولؐ

راہِ حق ہم کو دکھائی دولتِ ایمان دی
بھول سکتے ہی نہیں تاحشر احسانِ رسولؐ

تیری رحمت سے ہمیشہ پھولتا پھلتا رہے
ہو نہ پامالِ خزاں یا رب گلستانِ رسولؐ

بوریئے پر بیٹھتا تھا دو جہاں کا تاج دار
دیکھ لیں اہلِ تکلّف سازو و سامانِ رسولؐ

مرتبہ اُس شاہ کا ہم کچھ سمجھ سکتے نہیں
حق تعالیٰ جانتا ہے رفعتِ شانِ رسولؐ

خلق میں اُن کی نیابت ہو رہی ہے آج تک
وہ تصرف کر رہا ہے جوشِ فیضان رسولؐ

زندگی ہو موت ہو کچھ بھی ہو لیکن اے رؤفؔ
ہاتھ سے تیرے کبھی چھوٹے نہ دامانِ رسولؐ

❖

مرنے تری گلی میں نہ آؤں تو کیا کروں
بگڑی کو اپنی یوں نہ بناؤں تو کیا کروں

کر لوں تمھاری در کی گدائی جب اختیار
شاہوں کو پھر نظر میں نہ لاؤں تو کیا کروں

تم بادشاہِ وقت ہو مسکیں گدا ہوں میں
سرکار تم سے لَو نہ لگاؤں تو کیا کروں

ذرّہ ہو جس کی مہر سے دم بھر میں آفتاب
ایسے حسیں سے دل نہ لگاؤں تو کیا کروں

تم ہی تو میرے درد کے اک چارہ ساز ہو
پھر تم کو حالِ دل نہ سناؤں تو کیا کروں

مانا رؤفؔ ہوگئے وہ بے نقاب بھی
جلووں کی اُن کے تاب نہ لاؤں تو کیا کروں

❖

لُطف و کرم کیجئے طالبِ دیدار ہوں
میری بھی سن لیجئے بندۂ سرکار ہوں

اَور مِرا مدعا کچھ نہیں اس کے سوا
راہِ وفا میں مروں خاکِ درِ یار ہوں

جنسِ عبادت نہیں نقدِ ریاضت نہیں
کیسے کہوں اُمتِ احمدِ مختارؐ ہوں

ہو کبھی شاہِ اممؐ مجھ پہ بھی چشمِ کرم
آپؐ کے گلزار کا مَیں بھی تو اک خار ہوں

اے مددِ بیکساںؐ چارۂ بیچار گاںؐ
میری خبر لیجئے بے کس و لاچار ہوں

اُنؐ کا تو بحرِ عطا جوش پہ دیکھا سدا
اُنؐ کا نہیں کچھ گلہ میں ہی خطاوار ہوں

نعت سرائی مری جائے تعجب نہیں
میں تو ازل سے رؤفؔ ان کا گرفتار ہوں

❖

کوئی آپؐ سا اے شہِ ہر دوسراؐ نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا
کوئی تاج وَر لولاکَ لما نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا

آدمؑ بھی ہوئے یحییٰؑ بھی ہوئے عیسیٰؑ بھی ہوئے موسیٰؑ بھی ہوئے
مگر ایک بھی شافعِ روزِ جزا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا

شاہوں کی مراد بھی بر آئی درویشوں کی بگڑی بھی بنی
محروم یہاں کوئی منگتا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا

مرا حال نبیؐ کو بتا دیتی مرا نامۂ شوق سنا دیتی
مرا اتنا سا کام بھی بادِ صبا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا

کس کس کی مرادیں بر آئیں کس کس کے ہوئے ارماں پورے
کبھی چارۂ دردِ رؤفؔ، شہا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا نہ ہوا

❖

دفن کرنا کوچۂ دیدار میں
مر رہا ہوں انتظارِ یار میں

وہ نہ ہوتے تو نہ ہوتی کوئی چیز
کیا ادا ہے احمدِؐ مختار میں

اُس عبادت کی جو ہو اُن کے خلاف
کوئی قیمت ہی نہیں بازار میں

یہ سمجھ کر مجھ کو بلوا لیجئے
خار بھی ہوتے ہیں ہر گلزار میں

جذبۂ الفت نہ ذوقِ بندگی
لاؤں کیا میں آپ کی سرکار میں

جب میسر جلوۂ دیدار ہو
محو ہو جاؤں جمالِ یار میں

اب سوا اِک حسرتِ دیدار کے
کچھ نہیں باقی رؤفؔ زار میں

❖

حدِّ وصفِ شہِ انام نہیں
یہ ہے وہ صبح جس کی شام نہیں

جس جگہ ذکر پاک ہو اُن کا
اُس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں

آستانے کا اُن کے منگتا ہوں
اور مجھ کو کسی سے کام نہیں

دل کی بربادیاں بتاتی ہیں
اُن کے بندوں میں میرا نام نہیں

بخشوانا ہمیں قیامت میں
بجز اُن کے کسی کا کام نہیں

ساقیا اک جہان پی کے گیا
ہمیں اب تک بھی کوئی جام نہیں

پائے بوسی کی کیوں ہوس نہ کرے
کیا رؤفؔ آپؐ کا غلام نہیں؟

❖

میں عاصی ہوں مگر دردِ معاصی کی دوا تم ہو
میں سرتاپا خطا ہوں شافعِ روزِ جزا تم ہو

سہارا امتِ ناشاد کا تم بن نہیں کوئی
یہ وہ ٹوٹی ہوئی کشتی ہے جس کے ناخدا تم ہو

زمین و آسماں تم سے مکان و لامکاں تم سے
شہِ لولاک تخلیقِ دو عالم کی بِنا تم ہو

محبت کا تمھاری ظرف میں رکھتا نہیں لیکن
مری حسرت مرا ارمان میرا مدعا تم ہو

نبوت ختم ہے تم پر رسالت ختم ہے تم پر
غرض جو حسن بھی ممکن ہے اس کی انتہا تم ہو

تمھارے در کا منگتا ہوں کسی سے کیا غرض مجھ کو
مرے مولا مرے آقا مرے مشکل کشا تم ہو

کروں میں جرأتِ اظہارِ الفت کس لیاقت پر
رؤفؔ بے نوا میں ہوں حبیبِ کبریا تم ہو

❖

ذرا اے ماہِ تابانِ مدینہ
دکھا دے جلوۂ شانِ مدینہ

گھٹائیں کفر کی پھر چھا رہی ہیں
چمک اے مہرِ تابانِ مدینہ

گُلوں سے بھی زمانے کے ہے بہتر
مجھے خارِ بیابانِ مدینہ

یہ حسرت ہے کبھی تو زندگی میں
کروں سیرِ گلستانِ مدینہ

کبھی حاصل مجھے بھی یہ شرف ہو
کبھی میں بھی ہوں مہمانِ مدینہ

جہاں شاہانِ عالم بھی ہیں منگتا
وہ ہے سرکارِ سلطانِ مدینہ

رؤفؔ زار کی بھی عرض سن لو
ہے اِک مدت سے ارمانِ مدینہ

❖

لکھتا نہیں جز مدحتِ سرکارِ مدینہ
بلبل ہوں چمن ہے مرا گلزارِ مدینہ

رہتا ہے تصور گلِ عارض کا نبیؐ کے
پھرتے ہیں نظر میں در و دیوارِ مدینہ

واللہ کوئی اور تمنا نہیں دل میں
اللہ بنا دے سگِ دربارِ مدینہ

اُس دن سے کوئی پھول نظر میں نہیں آتا
ہے جب سے جگر میں خلشِ خارِ مدینہ

للہ چمک جا مری تاریکیٔ دل میں
اے ماہِ عرب مطلعِ انوارِ مدینہ

ہے قابلِ صد رشک رؤفؔ اُس کا مقدّر
حاصل ہے جسے لذتِ آزارِ مدینہ

❖

جہاں ذکرِ نبیؐ کی ابتدا کی
وہیں نازل ہوئی رحمت خدا کی

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
یہ ہیں کچھ خوبیاں اُس دلربا کی

اُنھیں کی ذاتِ اقدس جلوہ گر تھی
شہادت میں شہیدِ کربلا کی

جنیدؒ و شبلیؒ و عطارؒ و رومیؒ
شعاعیں یہ بھی تھیں اُس مہ لقا کی

محی الدین جیلانیؒ سراپا
تھی اک تصویر محبوبِ خدا کی

معین الدین اجمیری و چشتیؒ
کروں تعریف کیا اُس باصفا کی

مُعینِ دین وملت بَن کے آئے
دِکھا دی شان ختم الانبیاؐ کی

شہاب الدین شیخِ سہروردیؒ
عنایت تھی حبیبِ کبریاؐ کی

مجدّد الفِ ثانی شیخِ سرہند
ہدایت کر گئے خلقِ خدا کی

ہزاروں اور اُن کے بعد آئے
ہزاروں نے پھر اُن کی اقتدا کی

غرض یہ سلسلہ اب تک ہے جاری
نیابت ہو رہی ہے مصطفےٰؐ کی

محمدؐ مصطفےٰ کی یہ نیابت
حقیقت میں نیابت ہے خدا کی

قیامت تک یہی صورت رہے گی
رہے گی یونہی آمد اولیا کی

یہ اُن کی شان دکھلاتے رہیں گے
ہدایت کی، حمایت کی، عطا کی

رؤفؔ اللہ مارے یا جلائے
مگر الفت میں اپنے اولیا کی

❖

بھروسا عاصیوں کا شافعِ روزِ جزاؐ پر ہے
انھیں تو ناز جو کچھ ہے محمد مصطفےٰؐ پر ہے

نبی آدمؑ سے عیسیٰؑ تک ہیں سب میدان محشر میں
مگر تاجِ شفاعت فرقِ ختم الانبیاؐ پر ہے

کبھی اس آستانے سے کوئی خالی نہیں جاتا
نگاہِ رحمۃ اللعالمیںؐ ہر ہر گدا پر ہے

حسیں ہیں مہ جبیں ہیں نازنیں ہیں سامنے لیکن
نظر سب دیکھنے والوں کی محبوب خدا پر ہے

نہیں ہم ہی اکیلے ساقی کوثرؐ کے متوالے
خدا بھی شیفتہ محبوب کی اک اک ادا پر ہے

وہ اپنا ذکر سُنوا کر جلا دیتے ہیں ہر ہفتے
کرم سرکار کا کیسا رؤفؔ بے نوا پر ہے

❖

صدا آتی رہے صلِ علیٰ کی
یہ محفل ہے محمد مصطفاؐ کی

ہو کیوں کر وصف شاہِ انبیا کا
زباں لاؤں کہاں سے میں خدا کی

نبیؐ کے چہرۂ زیبا کو دیکھے
جسے ہو دیکھنی صورت خدا کی

ستایا آپ کو جن اشقیا نے
نبیؐ نے ان کے حق میں یوں دعا کی

الٰہی کھول اِن کے دل کی آنکھیں
ہو اِن کو جستجو تیری رضا کی

غریبوں کی مدد کرنا ہمیشہ
یہ عادت تھی شہ ہر دوسراؐ کی

کیا جب یاد بے چینی میں اُن کو
سواری آگئی خیر الوریٰؐ کی

یتیموں کے سروں پر دستِ شفقت
فقیروں پر نظر لطف و عطا کی

زباں سے جو کہا کرکے دکھایا
ہر اک اپنے پرائے سے وفا کی

نسب پر اپنے وہ کرتے نہ تھے فخر
تواضع آپؐ میں تھی انتہا کی

ہو جس دل میں نبیؐ کا دردِ الفت
رؤفؔ اس کو ضرورت کیا دوا کی

❖

گرم ہے حشر کا میدان بڑی مشکل ہے
میں ہوں اس بھیڑ میں انجان بڑی مشکل ہے

اجنبیت کا یہ عالم کہ الٰہی توبہ!
ماں کو بیٹے کی بھی پہچان بڑی مشکل ہے

اک طرف بال سے باریک صراطِ محشر
اک طرف عدل کی میزان، بڑی مشکل ہے

دشمنِ جاں ہیں جنھیں دوست سمجھ رکھا تھا
اپنے بیگانے کی پہچان بڑی مشکل ہے

نیکیاں جن کو سمجھتا تھا معاصی نکلے
کفر ہی کفر تھا ایمان بڑی مشکل ہے

اے شہِ کون و مکاںؐ شافعِ روزِ محشرؐ
مغفرت کا کوئی سامان بڑی مشکل ہے

آخرت کا تو سفر ہے تجھے درپیش رؤفؔ
اور تو بے سروسامان بڑی مشکل ہے

❖

غریبوں کے ملجا، یتیموں کے ماوا، دو عالم کے آقا لقب ہیں تمھارے
ہزاروں کی بگڑی بنائی ہے تم نے ہماری بھی کشتی لگا دو کنارے

حوادث کا طوفان آیا ہوا ہے ضلالت کا اندھیر چھایا ہوا ہے
بلاؤں نے گھیرا ہے چاروں طرف سے نہیں کوئی حامی سوائے تمھارے

یہ حالت ہے اے صدرِ ایوانِ عالم نہ محفوظ مذہب نہ محفوظ خود ہم
اس افسانۂ غم کو ہوتے تمھارے سنائیں کسے ہم مصیبت کے مارے

کسی کے ہے پیشِ نظر صرف دنیا کوئی چارہ گر صرف عقبیٰ کا دیکھا
مگر جو چھڑائے دو عالم کے غم سے نہیں کوئی ایسا سوائے تمھارے

نہ ہمدم ہے کوئی نہ ہمراز کوئی نہ مونس ہے کوئی نہ دمساز کوئی
یہ حیرت ہے اس عالمِ بیکسی میں رؤفؔ اب پکارے تو کس کو پکارے

❖

دل کا آئینہ اگر ہم صاف کر کر دیکھتے
جس طرف آنکھیں اٹھاتے روئے انور دیکھتے

ہم اگر قسمت سے اپنا بخت یاور دیکھتے
دیکھتے اور اُن کے جلووں کو برابر دیکھتے

آپ کے مدِّ نظر ہوتا تو اے فخرِ رُسلؐ
روضۂ اقدس مدینے ہم بھی جا کر دیکھتے

بگڑیاں سارے زمانے کی بنائیں آپ نے
یا رسول اللہؐ میرا بھی مقدر دیکھتے

سامنے ان کے اگر قسمت سے آجاتے کبھی
پائے اقدس چومتے روئے منور دیکھتے

جالیوں کو تھام کر کچھ ہم بھی کرتے عرضِ حال
ہم بھی اپنا بخت اک دن آزما کر دیکھتے

دیکھتے جس جس طریقہ سے بھی ہوسکتا رؤفؔ
دور جا کر دیکھتے نزدیک آکر دیکھتے

❖

نبیؐ کا عشق دنیا ہی نئی معلوم ہوتی ہے
فلک جو رنج دیتا ہے خوشی معلوم ہوتی ہے

وہی پیشِ نظر ہیں جس طرف نظریں اٹھاتا ہوں
جہاں رہتا ہوں اُن کی ہی گلی معلوم ہوتی ہے

یہ شادابی کا عالم ہے گلستانِ مدینہ کی
کہ خاروں میں گُلوں کی تازگی معلوم ہوتی ہے

مدینہ مسکنِ محبوبِ ربُّ العالمیں ٹھیرا
یہاں ہر شے میں شانِ دلبری معلوم ہوتی ہے

ابوبکرؓ و عمرؓ جو حشر تک پہلو بہ پہلو ہیں
ازل کے دن کی ان سے دوستی معلوم ہوتی ہے

کچھ اِس صورت سے ہے آلودۂ عصیاں مرا دامن
کہ اُن کے در پہ جاتے شرم سی معلوم ہوتی ہے

نہیں لاتا کسی کو بھی نظر میں آپ کا منگتا
گدائی آپ کی شاہنشہی معلوم ہوتی ہے

سرِ بالیں بس اب جلدی کرم فرمایئے آقا
کہ شمعِ زندگی بجھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے

مدینے جاکے مرنے کی تمنا ہے زمانے کو
تمھاری ٹھوکروں میں زندگی معلوم ہوتی ہے

یہیں سے نغمہائے نعت کی لہریں سی اٹھتی ہیں
رؤفؔ زار کی تُربت یہی معلوم ہوتی ہے

❖

تڑپتا ہے دل دیکھنے کو مدینہ درِ شہ پہ جانے کو جی چاہتا ہے
پہنچ جاؤں قسمت سے اِک بار اگر میں تو پھر کر نہ آنے کو جی چاہتا ہے

عجب رُوح پرور فضائیں ہیں اس کی عجب کیف آگیں مناظر ہیں اس کے
ہے ایسا مقام آستانہ نبیؐ کا کہ دھونی رمانے کو جی چاہتا ہے

مرے دردِ دل کی کہانی بھی سن لو ہو ممکن تو میری زبانی بھی سن لو
محبت میں جو کچھ بھی گزری ہے دل پر تمھارے سنانے کو جی چاہتا ہے

جہاں یاد آتی ہے مجھ کو تمھاری وہیں اشک ہوتے ہیں آنکھوں سے جاری
جہاں نقشِ پا دیکھتا ہوں تمھارا وہیں سر جھکانے کو جی چاہتا ہے

کہو جس کو تم ہو وہ شے ہم کو پیاری جو مرضی تمھاری وہ مرضی ہماری
تمھاری نگاہِ کرم کو جو بھائے وہ صورت بنانے کو جی چاہتا ہے

بد اعمالیاں تیری حد سے زیادہ سیہ کاریاں تیری ایسی کہ توبہ
مگر اے رؤفؔ اُنؐ کے صدقے کہ پھر بھی تجھے بخشوانے کو جی چاہتا ہے

❖

مجھے مدِّ نظر اُن کی ثنا ہے
لقب جن کا حبیبِ کبریا ہے

انھیں کے نور سے ہے مہر تاباں
انھیں کی چاند تاروں میں ضیا ہے

نبی آیا نہ ان کے بعد کوئی
شرف یہ کس پیمبر کو ملا ہے

کیا ہے ماہ دو ٹکڑے کسی نے؟
کسی نے مہر کو لوٹا دیا ہے

نبی آئے یہاں کتنے ہی لیکن
کوئی عرش بریں پر بھی گیا ہے

کسی کے ہاتھ میں بولے ہیں پتھر
کسی کو پیڑ نے سجدہ کیا ہے

نہ کوئی صاحبِ لولاک ان میں
نہ کوئی شافعِ روزِ جزا ہے

عجب سرکار ہے سرکارِ طیبہ
عجب دربارِ ختمُ الانبیاؐ ہے

اصولِ زندگی ایسے بنائے
کہ عالم اب جنھیں اپنا رہا ہے

وہ چھوڑے اپنی سیرت کے نمونے
کہ جن سے دین کا ڈنکا بجا ہے

کسی کا ہے لقب صدیق اکبرؓ
عمرؓ جیسا کوئی عادل ہوا ہے

کوئی عثمانؓ ذی النورین ان میں
کوئی مولیٰ علیؓ مشکل کشا ہے

نبی اللہؐ کی خدمت میں پہنچا
یہ اک درخواست اے باد صبا ہے

کہ جب ہنگامۂ محشر بپا ہو
تو اِک چشمِ کرم کی التجا ہے

کسی قابل نہیں اعمال میرے
خبر ہے مجھ کو جو میں نے کیا ہے

گواہی دیں گے مجھ پر میرے اعضا
بڑی دشواریوں کا سامنا ہے

ہر اک مشکل سے یہ مشکل ہے افزوں
ہر اک الجھن سے یہ الجھن سوا ہے

نہیں پڑتا کسی صورت مجھے چین
غمِ فردا قیامت ڈھا رہا ہے

نہو للہ رسوائی سرِ حشر
رؤفؔ پُرگنہ کی یہ دعا ہے

نہ آخر رحمۃ اللعالمینی
زمہجوراں چرا فارغ نشینی

❖

نزع میں دیدِ شاہِ مدینہ
ایسے مرنے پہ قربان جینا

ذاتِ سرور ہے ایسی جہاں میں
جیسے انگشتری پر نگینہ

سارے مجمع سے قامت میں اونچے
عطر سے گُل کے بہتر پسینہ

آپ للہ تشریف لائیں
موت کا آئے جس دم پسینہ

موج ہر ایک طوفاں بداماں
اور ٹوٹا ہوا ہے سفینہ

حسرتِ دید کی خیر یارب
دیکھ لیں میری آنکھیں مدینہ

اے رؤفؔ اس قدر آہ و زاری
پھٹ نہ جائے کہیں غم سے سینہ

❖

نبیؐ کی جلوہ گاہِ ناز پرور دیکھنے والے
ترے قربان اے روضے کا منظر دیکھنے والے

فروغِ گنبدِ خضرا سے کیا کیا لُطف پاتے ہیں
قریب آکر کبھی کچھ دور جاکر دیکھنے والے

مدینے کے گلی کوچے نبیؐ کا روضۂ اقدس
دکھا مجھ کو بھی اے سب کو برابر دیکھنے والے

مہِ کامل ہے یا وہ جس نے دو ٹکڑے کئے اُس کے
بتا ہے کون ان دونوں میں بہتر دیکھنے والے

سرِ محشر بس اے شانِ کریمی لاج رکھ لینا
نبیؐ ہوں گے مرے عصیاں کا دفتر دیکھنے والے

تجھے اللہ پھر اس سرزمینِ پاک پر لائے
مدینے کے درو دیوار مڑ کر دیکھنے والے

مریضِ دردِ الفت ہے مریضِ دردِ الفت ہے
رؤفؔ زار کو کہتے ہیں اکثر دیکھنے والے

❖

میری نہ یہ مجال ہے میرا نہ یہ مقام ہے
نعتِ حبیبِ کبریاؐ صرف خدا کا کام ہے

اُن کے مریضِ ہجر کی گر یہی صبح و شام ہے
آج نہیں تو کل ضرور قصۂ غم تمام ہے

دونوں جہاں کی نعمتیں گویا مجھے نصیب ہیں
دل میں خدا کی یاد ہے لب پہ نبیؐ کا نام ہے

نامِ صحابۂ نبیؐ لے تو ادب سے مدعی
ان کے تو در کی خاک بھی قابلِ احترام ہے

صلِّ علیٰ کا شور بھی ہوتا رہے کبھی کبھی
ہم نفسو یہ محفلِ نعتِ شہِ انام ہے

ہم سے خطا نہ ہو تو کیوں تم سے عطا نہ ہو تو کیوں
بھول کے ہم بنے ہوئے عفو تمھارا کام ہے

جو نہ گئے کبھی رؤفؔ ہم ہی وہ بدنصیب ہیں
ورنہ نبیؐ کا آستاں مرجعِ خاص و عام ہے

❖

جماعت حاجیوں کی آرہی ہے
کوئی پیغامِ الفت لا رہی ہے

سنا کر گلشنِ طیبہ کی باتیں
دلِ ناکام کو تڑپا رہی ہے

دماغ و دل معطر ہو رہے ہیں
کہیں سے بوئے جاناں آرہی ہے

دلوں میں موجزن ہے نورِ ایماں
سروں پر حق کی رحمت چھا رہی ہے

قدم بوسی کی خاطر ہر قدم پر
نگاہِ شوق لوٹی جارہی ہے

نظر آنے کو ہے جلوہ کسی کا
نقابِ رخ صبا سر کا رہی ہے

رؤفؔ اِن پختہ کاروں سے سبق لو
نظر کس واسطے شرما رہی ہے

❖

میرے نبیؐ محترم مہرِ سپہرِ برتری
راحتِ جانِ عاشقاں جانِ جہانِ دلبری

لعل بھی ہے گہر بھی ہے شمس بھی ہے قمر بھی ہے
آپ کے سامنے مگر کس کو مجالِ ہمسری

اُن کے قدومِ ناز پر تاجِ شہنشہی نثار
اُن کا غلام دبدبہ اُن کی کنیز افسری

یاد ہیں آج تک ہمیں عہدِ عمرؓ کی شوکتیں
بھولے نہیں ہیں ہم ابھی سطوت و شانِ حیدریؓ

جن کے نبی ہوں منبعِ جود و سخا جہان میں
ہائے وہ در بدر پھریں کرتے ہوئے گدا گری

آدمؑ و نوحؑ کے بنے آپ وسیلۂ نجات
آپؐ کی ذات پر نہ کیوں ناز کرے پیمبری

نعمتِ نبیؐ کی برکتیں آپ ملاحظہ کریں
دنگ ہیں لوگ دیکھ کر اُن کی رؤفؔ پروری

❖

مجالِ نطق ہے جب تک مری زباں کے لیے
زباں ہے نعتِ شہنشاہِ انس و جاں کے لیے

یہ مہر و ماہ، یہ انجم، یہ آسماں، یہ زمیں
بنے ہیں سب یہ اُسی جانِ دو جہاں کے لیے

زبانِ حال نے اس طرح داستاں چھیڑی
کہ پہلے اشک بڑھے شرحِ داستاں کے لیے

حضورؐ عرصۂ محشر میں لاج رکھ لینا
کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں وہاں کے لیے

یہ سوچ کر ہی مدینے مجھے بلا لیتے
کہ خار کی بھی ضرورت ہے گلستاں کے لیے

اگر جئیں تو فقط اُن کا ذکر کرنے کو
اگر مریں تو فقط اُن کی عزو شاں کے لیے

درِ رسولؐ ہی دیکھا نہ خانۂ کعبہ
رؤفؔ کچھ نہ مزے تم نے اس جہاں کے لیے

❖

خورشید شمائل ہو نہ تم زہرہ جبیں ہو
اللہ کے محبوب ہو کچھ ایسے حسیں ہو

کہنے سے فقط گوہر مقصد نہیں ملتا
وہ سامنے ہیں اس کا تہہِ دل سے یقیں ہو

حاصل ہو جہاں حضرتِ والا کی حضوری
جینا بھی وہیں ہو میرا مرنا بھی وہیں ہو

جانا نہ پڑے مجھ کو کسی اور کے در پر
مشکل مری آساں ہو تو سرکار یہیں ہو

تاحشر اسی طرح رہوں محوِ نظارہ
تربت مری سرکار کے روضہ کے قریں ہو

مشکل نہیں تم کو مری بگڑی کا بنانا
تم احمد مختار ہو مجبور نہیں ہو

بندہ ہے تمھارا یہ رؤفؔ اور تم اس کے
حافظ ہو نگہبان ہو ناصر ہو معیں ہو

❖

کیا شان ہے شانِ شہِ ذیشانِ مدینہ
مکہ کی اگر جاں ہیں تو ایمانِ مدینہ

صدیقؓ میں فاروقؓ میں عثمانؓ میں علیؓ میں
چاروں میں ہے نورِ مہِ تابانِ مدینہ

کیوں کر شبِ تاریک گزاروں گا لحد کی
یہ خوف ہے اے شمعِ شبستانِ مدینہ

اے خضرِ رہِ شوق مرے پائے طلب کو
مل جائے رہِ منزلِ جانانِ مدینہ

لے چل مجھے جس شکل سے جس شان سے چاہے
اے جذبۂ دل سوئے گلستانِ مدینہ

چل ایسی کوئی چال کہ کچھ دور ہی چل کر
آجائے نظر روضۂ سلطانِ مدینہ

جائیں گے رؤفؔ آپ مدینے کو یقیناً
ہونا ہے مقدر میں جو مہمانِ مدینہ

❖

گیا دورِ جہالت علم و حکمت کا نظام آیا
وہ کیا تشریف لائے امن و راحت کا پیام آیا

شبِ اسرا عروجِ حضرتِ والا کا کیا کہنا
جہاں جبریل عاجز رہ گئے وہ بھی مقام آیا

بہت دشوار ہے جینا بہت دشوار ہے مرنا
رہِ الفت میں یا اللہ یہ کیسا مقام آیا

ندامت اس قدر ہوگی کہ ہو جائے گا دو ٹکڑے
مقابل روئے روشن کے اگر ماہِ تمام آیا

ہمیں کچھ بھی نہ آیا آج تک اے وائے ناکامی
نہ اندازِ سجود آیا نہ اندازِ قیام آیا

مجھے تو اِس سے لطفِ خاص کے آثار ملتے ہیں
بھری محفل میں ساقی صرف میں ہی تشنہ کام آیا

رؤفؔ زار کے ارمان کی معراج ہو جائے
سرِ محشر کوئی کہہ دے کہ وہ اُن کا غلام آیا

❖

جس کو زلفِ احمدؐ مرسل کا سودا ہوگیا
وہ ہوا اللہ کا اللہ اُس کا ہوگیا

مل گیا منصب شفیعِ حشر کا سرکارؐ کو
عاصیوں کی مغفرت کا کام کب کا ہوگیا

تھم گئے آنسو نگاہِ لطف کی امید پر
ڈوبتے کو ایک تنکے کا سہارا ہوگیا

بت کدے جائے برہمن تو طوافِ کعبہ کر
میں تو زاہد کشتۂ نازِ مدینہ ہوگیا

میرے تیرے درمیاں جھگڑے کا اب امکان کیا
تیرا مکّہ ہوگیا میرا مدینہ ہوگیا

یہ شرف کیوں کر ملا کس کے سبب کس کے طفیل
کعبہ کل تک بُت کدہ تھا آج قبلہ ہوگیا

تجھ کو شاید اس حقیقت کی خبر اصلا نہیں
اُس کا مکّہ ہوگیا جس کا مدینہ ہوگیا

ان کے آنے کی خبر سن کر سرِ بالیں رؤفؔ
کھول دیں آنکھیں مریضِ غم نے اچھا ہوگیا

❖

محمدؐ صدرِ بزمِ انبیا ہیں
محمدؐ سرپرستِ اولیا ہیں

نہ گھبرائیں گنہگارانِ امت — محمدؐ شافعِ روزِ جزا ہیں
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ — یہ دل کیا جان سے اُن پر فدا ہیں
عزیزو دیکھ کر اپنا سراپا — کہیں کیوں کر ہم اُن کی خاکِ پا ہیں
گزارش ہے ہماری ایک تجھ سے — تجھی سے ملتجی ہم اے صبا ہیں
حریمِ ناز کے پردے اٹھا دے — جہاں وہ جانِ جاں رونق فزا ہیں
دکھا دے ان کا نورانی سراپا — بہت بیتاب مشتاقِ لقا ہیں
ہمیں ہے صرف اتنا عرض کرنا — کہ آقا آپ ہم سے کیوں خفا ہیں
ہے اپنی لغزشوں کا ہم کو اقرار — ہم اے سرکار سر تا پا خطا ہیں
قصوروں کو ہمارے عفو کیجے — کہ حضرت آپ رحمت کی گھٹا ہیں
رؤفؔ اس کا تہِ دل سے یقین رکھ — محمدؐ دافعِ کرب و بلا ہیں
سنیں گے وہ یقیناً تیری فریاد — محمدؐ بے نواؤں کی صدا ہیں

یہاں بھی وہ کسی کو بھیج دیں گے
محمدؐ مالکِ ملکِ خدا ہیں

❖

کیا کہوں کیسے تھے انداز و ادائے مصطفیٰؐ
دل تڑپ کر رہ گیا جب یاد آئے مصطفیٰؐ

آنکھ میں لگتے ہی سیرِ لا مکاں کرنے لگوں
اے صبا لادے ذرا سی خاکِ پائے مصطفیٰؐ

دیکھ ملتا ہے کسے زاہد نشانِ کوئے دوست
تو رضائے حق طلب کر میں رضائے مصطفیٰؐ

پہلے اُن کے آستاں پر جبہہ سائی کیجئے
آشنائے حق نہیں نا آشنائے مصطفیٰؐ

یا الٰہی رحم فرما میرے حالِ زار پر
بخش دے میری خطاؤں کو برائے مصطفیٰؐ

احترامِ اولیا ہے فرض میرے واسطے
اولیاء اللہ ہیں زیرِ قبائے مصطفیٰؐ

پردۂ غفلت اٹھا کر گوشِ دل سے سن رؤفؔ
آرہی ہے اب بھی کانوں میں صدائے مصطفیٰؐ

❖

کاش میری ناکامی میرے کام آجائے
آپ کے غلاموں میں میرا نام آجائے

پیش کر محبت سے تحفۂ درود اُن پر
جب زبان پر تیری اُن کا نام آجائے

رحمتِ دو عالم خود جو نظام لائے تھے
پھر عمل کی دنیا میں وہ نظام آجائے

رات دن پلٹ آئیں ان کے عہدِ زریں کے
پھر وہ صبح آجائے پھر وہ شام آجائے

وقتِ جاں کنی میری مشکلیں ہوں یوں آساں
دفعتہً مرے لب پر اُن کا نام آجائے

اب قدم نہیں اٹھتے راہِ عشق میں یارب
اب تو جس کی حسرت ہے وہ مقام آجائے

کیا تجھے گوارا ہے تری بزم سے ساقی
اک رؤفؔ ہی تنہا تشنہ کام آجائے

❖

نہ کرتا خالقِ اکبر محمدؐ کو اگر پیدا
نہ ہم ہوتے نہ تم ہوتے نہ ہوتے بحر و بر پیدا

ہماری رہ نمائی کے لیے حکمت یہ فرمائی
ہمیں میں سے کیا اللہ نے ایک دیدہ ور پیدا

قمر کے کردیئے دو جس نے انگلی کے اشارے سے
ہوا ہے اور نہ ہوگا حشر تک ایسا بشر پیدا

مرے دل میں بھی مسکن ہے مدینے میں بھی رہتے ہیں
وہ ہیں دونوں جگہ یکساں اِدھر پنہاں اُدھر پیدا

الٰہی عہد زرینِ رسالت عود کر آئے
ترے قرباں کر دے پھر وہی شام و سحر پیدا

وہی دن ہوں وہی راتیں وہی چرچے وہی باتیں
وہی شوکت پھرے پھر ہوں وہی اہلِ نظر پیدا

وہی دارین میں اِس بے نوا کی لاج رکھے گا
رؤفؔ زار کو جس نے کیا ہے بے ہنر پیدا

❖

خوف محشر ہے جانکاہ لیکن یا نبیؐ تم شفیع الوریٰؐ ہو
کیوں نہ رہ رہ کے تم کو پکاروں میری کشتی کے تم ناخدا ہو

تم تو ہو اے شہنشاہِ والا میرے تاریک گھر کا اجالا
تم مرے رنج و غم کا مداوا تم مرے دردِ دل کی دوا ہو

تم خدا کے خدائی تمھاری بادشاہی گدائی تمھاری
تم ہی ہر حُسن کی ابتدا تھے تم ہی ہر حُسن کی انتہا ہو

میرے آقا ترس کھایئے گا نزع کے وقت آجایئے گا
میری امداد فرمایئے گا جب نکیرین کا سامنا ہو

آستانے پہ ہے اک بھکاری جس کی آنکھوں سے ہیں اشک جاری
آپ کی مصطفائی کا صدقہ بھیک داتا اِسے بھی عطا ہو

آپ کی بخششِ خسروانہ کیوں نہ حسرت سے دیکھے زمانہ
آپ سا دینے والا ہو کوئی کوئی میری طرح مانگتا ہو

من رآنی کے معنی سمجھ لو دیکھ لو غور کر لو پرکھ لو
اُن کے روئے مصفّا کو دیکھے حق کی صورت جسے دیکھنا ہو

بے کسوں بے بسوں کے سہارے میرے مولیٰ سوائے تمھارے
حشر میں کون ہے جو معاون اِس رؤفؔ سیہ کار کا ہو

❖

ادائے خاص سے رسوائے عام آتا ہے
ادب سے لیتا ہوا ان کا نام آتا ہے

زمیں سے عرشِ بریں تک اور ایک ساعت میں
بتایئے کسے ایسا خرام آتا ہے

شہنشہی کے لیے عدل گستری کے لیے
نظر میں صرف انھیں کا غلام آتا ہے

ہر ایک امر میں لازم ہے اِتّباعِ رسولؐ
یہی عمل ہے جو مومن کے کام آتا ہے

نسیمِ صبح شہیدان ناز میں اُن کے
مجھے بتا کہیں میرا بھی نام آتا ہے

ہٹو بچو کی صداؤں کا غل ہے محشر میں
غلامِ حضرتِ خیر الانام آتا ہے

یہ صرف میرے مقدر کی کھوٹ ہے ورنہ
درِ نبیؐ پہ تو ہر خاص و عام آتا ہے

چل اے رؤفؔ مدینے مگر سوال یہ ہے
تجھے سلیقہ ادب احترام آتا ہے

❖

زہے قسمت یہ بزمِ نعتِ سرکار رسالت ہے
خوشا وہ لوگ جن کے دم سے اِس محفل کی زینت ہے

نہیں توصیف ممکن اُس سراپا قدس کی مجھ سے
ہے میرا علم کتنا اور کیا میری لیاقت ہے

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کی کنیزوں میں
صداقت ہے عدالت ہے سخاوت ہے شجاعت ہے

صحابہؓ آپ کے جتنے ہیں سر کا تاج ہیں میرے
مجھے اولاد سے بھی اُن کی اتنی ہی عقیدت ہے

گنہگارانِ امت ہو رہے ہیں خُلد میں داخل
شفاعت ہو رہی ہے جوش پر دریائے رحمت ہے

غلامانِ نبی کا شائبہ تک بھی نہیں ہم میں
نہ عادت ہے نہ خصلت ہے نہ صورت ہے نہ سیرت ہے

رؤفؔ اعمال تو ہرگز کسی قابل نہیں تیرے
اگر وہ بخش دے تجھ کو تو یہ اُس کی عنایت ہے

❖

اللہ کے کرم کی اک شان ہیں محمدؐ
اللہ کا جہاں پر احسان ہیں محمدؐ

تم کہہ رہے ہو عالم کی جان ہیں محمدؐ
میں کہہ رہا ہوں میرا ایمان ہیں محمدؐ

عقلِ بشر سمجھ لے اُن کو ہے غیر ممکن
یوں دیکھنے میں تو اک انسان ہیں محمدؐ

جس کے بھی گھر میں بزم میلاد منعقد ہو
اُس کے یہاں سمجھ لو مہمان ہیں محمدؐ

دنیا میں اُن کے باعث بنتے ہیں کام میرے
محشر میں مغفرت کا سامان ہیں محمدؐ

اللہ نے دو عالم ان کے سبب بنائے
دیباچۂ قضا کا عنوان ہیں محمدؐ

جائے رؤفؔ کیوں کر اس آستاں سے اٹھ کر
اس پر تمھارے لاکھوں احسان ہیں محمدؐ

❖

دلوں کا چین آنکھوں کی ضیا ہیں
محمدؐ کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمدؐ سید و سردارِ عالم
محمد مصطفیٰؐ ہیں مجتبیٰؐ ہیں

اک ادنیٰ سی صفت تو اُن کی یہ ہے
کہ تخلیقِ دو عالم کی بِنا ہیں

محمدؐ کوہِ عزم و استقامت
محمدؐ پیکرِ صبر و رضا ہیں

محاسن اُن کے میں کیا کیا گناؤں
وہ ساری خوبیوں کی انتہا ہیں

محمدؐ کی حقیقت کون سمجھے
وہ جانیں جو حقیقت آشنا ہیں

رؤفؔ زار اُن کی مدح اور تو
ترے ادراک سے وہ ماورا ہیں

❖

ہر بے نوا کے گھر کا سامان ہیں محمدؐ
ہر درد کی دوا کا امکان ہیں محمدؐ

میرے لیے تو حق کا فرمان ہیں محمدؐ
تفسیر ہیں محمدؐ قرآن ہیں محمدؐ

اک جانِ زار کا غم میں کیا کروں کہ تم پر
ایسی ہزار جانیں قربان ہیں محمدؐ

جنگل کے جانور تک لیتے ہیں داد اُن سے
اخلاق ایزدی کی اک کان ہیں محمدؐ

تفسیر مَن رَآنی پڑھ کر یقیں آیا
ذاتِ اُحد کی گویا پہچان ہیں محمدؐ

مفتی سے لو یہ فتویٰ مومن ہوں میں کہ کافر
خلوت کدہ میں دل کے مہمان ہیں محمدؐ

کیا فکر کھا رہی ہے اب اے رؤفؔ تجھ کو
تیرے تو ہر مرض کا درمان ہیں محمدؐ

❖

جسے لگاتے ہی بندہ خدا سے ملتا ہے
وہ سرمہ خاکِ درِ مصطفا سے ملتا ہے

فروتنی سے ملو جب ملو غریبوں سے
سبق یہ سیرتِ خیر الوریٰؐ سے ملتا ہے

مری زبان ہے اس کے بیان سے قاصر
صلہ جو نعتِ نبیؐ کا خدا سے ملتا ہے

ہے دینے والا مرا رب ہر ایک کو لیکن
مرے رسولؐ کے دستِ عطا سے ملتا ہے

نظر کا نور وفا کا شعور دل کا سرور
حضورؐ آپ کی اِک ادا سے ملتا ہے

قرار آئے گا دل کو مدینہ جاکر ہی
علاجِ غم اُسی دار الشفا سے ملتا ہے

تلاش ہوتی ہے جس کو بھی سرِّ حق کی رؤفؔ
خدا سے پہلے حبیبِ خداؐ سے ملتا ہے

❖

مئے عشقِ نبیؐ سے بھر کے دیدے ایک پیمانہ
قیامت تک رہے آباد ساقی ترا میخانہ

حریمِ قُدس کو اُن کے بُہاروں اپنی پلکوں سے
دلِ صد چاک سے زلفِ معنبر میں کروں شانہ

انھیں کی یاد ہو دل میں انھیں کا ذکر ہو لب پر
کبھی صورت کی عکاسی کبھی سیرت کا افسانہ

قدومِ ناز کا صدقہ تھا یہ ختم رسالتؐ کے
گلستانِ محبت بن گیا دنیا کا ویرانہ

زہے فیضِ عمیم اُن کا زہے خُلقِ عظیم اُن کا
ہیں سرکش خدمتِ اقدس میں حاضر سر فروشانہ

بتاؤں حال میں کیا تم کو اُن کے جاں نثاروں کا
کوئی زلفوں کا سودائی کوئی صورت کا دیوانہ

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کی یہ صورت تھی
کہ اِن میں سے ہر اک شمع رسالت کا تھا پروانہ

❖

مالکِ جزو و کل بندۂ حق نما سرورِ انبیا سرورِ انبیا
پیشوائے رُسل مظہرِ کبریا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

ہم پہ احسانِ ربِ قدیر آپ ہیں بے عدیل آپ ہیں بے نظیر آپ ہیں
آپ کی مثل کوئی نہیں دوسرا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

آپ سے ایسی بادِ بہاری چلی کِھل گئی سارے عالم کے دل کی کلی
آپ سے رحمتِ حق کا در کُھل گیا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

ہے سب ارض و سما میں ظہور آپ کا جلوہ گر چاند تاروں میں نور آپ کا
آپ ہیں جگ کے ظلمت کدے کا دیا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

زندگی کے مراحل ہوں یا موت ہو پُل ہو میزان ہو قبر ہو حشر ہو
ہر جگہ سر پہ سایہ رہے آپ کا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

آپ فرمائیں گے کیسے آنا ہوا میں کہوں گا کہ اے شاہِ ہر دوسرا
کام ہے اور کیا مانگنے کے سوا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

جب مدینے کو رخصت ہوا قافلہ دل بھی اس بھیڑ کے ساتھ ہی ہولیا
میں اکیلا کھڑا دیکھتا رہ گیا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

شورِ صل علیٰ کا بھی ہوتا رہے داغ عصیاں کے یہ شغل دھوتا رہے
ذکر جب تک بھی جاری رہے آپ کا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

اور کوئی ستم اب گوارا نہیں ضبط کرنے کا اب ہم کو یارا نہیں
ہم پہ بیداد کی ہو چکی انتہا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

ہر طرف ہے بپا شورِ آہ و بُکا ہر طرف سے یہی آرہی ہے صدا
دردِ دل کی دوا دردِ دل کی دوا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

اپنی فرقت میں اتنا نہ تڑپایئے آیئے آپ یا اس کو بلوایئے
ہو رؤف آپ پرجان و دل سے فدا سرورِ انبیا سرورِ انبیا

❖

نمازِ پنج گانہ کا جو عامل ہو نہیں سکتا
وہ صوفی بن نہیں سکتا وہ کامل ہو نہیں سکتا

تعالیٰ اللہ یہ رعب و جلال و جاہِ پیغمبر
فرشتہ بے اجازت گھر میں داخل ہو نہیں سکتا

نہیں جس سر میں سودائے نبی وہ سر نہیں ہرگز
نہیں جس دل میں اُن کی آرزو دل ہو نہیں سکتا

جسے آٹھوں پہر خوانِ کرم سے ان کے ملتا ہو
کسی کے در پہ جا کر ہو وہ سائل ہو نہیں سکتا

یہ جسمِ زار کیا اے قادرِ مطلق ترے ہوتے
مدینے تک پہنچ جانے کے قابل ہو نہیں سکتا

غلامانِ نبی ہی وارثِ خلد بریں ہوں گے
مخالف آپ کا جنت میں داخل ہو نہیں سکتا

علی مرتضیٰؓ سا فاتح خیبر نہیں ممکن
کوئی فاروقؓ سا دنیا میں عادل ہو نہیں سکتا

کوئی عثمان ذی النورینؓ کا ثانی ارے توبہ
کوئی صدیقؓ کا مدمقابل ہو نہیں سکتا

بغیر رہبرِ راہِ طریقت حق کا مل جانا
تری منطق کا زاہد میں تو قایل ہو نہیں سکتا

نہ حق کی معرفت اصلا نہ علم ذات پیغمبر
رؤفؔ زار سا بھی کوئی جاہل ہو نہیں سکتا

❖

چشمِ گریاں انھیں اس طرح منایا ہوتا
تو نے اشکوں کی جگہ خون بہایا ہوتا

وہ ترس کھا کے مدینے مجھے بلوا لیتے
قاصد اس طرح مرا حال سنایا ہوتا

بادشاہی کو نہ ہم اپنے نظر میں لاتے
اُن کا جلوہ اگر آنکھوں میں سمایا ہوتا

دیکھتی چشمِ فلک اس کو زمیں پر پامال
کیسے ممکن تھا کہ سرکار کا سایا ہوتا

میرے مولیٰ مجھے آنکھیں جو عنایت کی تھیں
اپنے محبوب کا روضہ بھی دکھایا ہوتا

واسطہ سرورِ کونین کا اے غیرتِ حق
ہم پہ اغیار کو اتنا نہ ہنسایا ہوتا

دین و ایمانِ رؤف آپ کے قدموں پہ نثار
اس کے ویرانۂ دل کو بھی بسایا ہوتا

❖

آپ کی بندہ نوازی سے تو کچھ دور نہیں
ہاں بلانا ہی مرا آپ کو منظور نہیں

کون سی ایسی خطا ہے مری فرمایئے تو
بندۂ عشق ہوں سرکش نہیں مغرور نہیں

آپ ہیں مالکِ کونین شفیعِ محشر
اور میں جس کو کسی طرح کا مقدور نہیں

آپ سا تو کوئی خالق نے کیا ہی نہیں خلق
آپ تو احمدِ مختار ہیں مجبور نہیں

اُن سے شکوہ کبھی بھولے سے نہ کرنا اے دل
سالکانِ رہِ الفت کا یہ دستور نہیں

مردِ مومن کی تجھے شان بتاؤں ہمدم
کبھی شاکی نہیں نالاں نہیں رنجور نہیں

❖

وہ جانِ کائنات وہ جانانِ کائنات
وہ دینِ کائنات وہ ایمانِ کائنات

بیمار اُن کے نبض شناسانِ کائنات
اُن کے غلام خاصۂ خاصانِ کائنات

اُن کا خیال راہِ حقیقت کا رہنما
اُن کا جمال شمعِ شبستانِ کائنات

صورت کی ہے مثال نہ سیرت کا ہے جواب
بے مثل و بے عدیل ہیں وہ جانِ کائنات

دیکھا جو حق نے خلق کا حالِ تباہ و زار
بھیجا بنا کے آپ کو درمانِ کائنات

اجمیر چل کے شانِ ولایت ہی دیکھ لو
آتے ہیں بھیک مانگنے شاہانِ کائنات

ہر گام پر کلامِ الٰہی سے لو سبق
روشن ہے ایک مشعلِ عرفانِ کائنات

وہ فخرِ کائنات تھے کیوں بوریا نشیں
کچھ سوچتے یہ تختِ نشینانِ کائنات

حیرت سے اُن کو دیکھ کے پوچھیں گے اہلِ حشر
یہ ہیں بلالؓ یا مہِ کنعانِ کائنات

شاہا خبر اب امتِ عاصی کی لیجئے
بل کھا رہی ہے زلفِ پریشانِ کائنات

ہم کو تو اُن کی زلف کا سودا ہے اس لیے
وہ ہیں رؤفؔ خسر وِ خوبانِ کائنات

❖

وہ مشتِ خاک سے کہہ دیں تو دم میں زر ہو جائے
نظر وہ جس پر کریں صاحب نظر ہو جائے

رہِ حیات میں وہ رہنما رہیں میرے
تمام عمر اسی شان سے بسر ہو جائے

کتابِ عشق نبی کا جو ایک سبق پڑھ لے
وہ ذرّہ ذرّہ سے عالم کے باخبر ہو جائے

وفا شعاروں میں حضرت کے میرا حشر بھی ہو
مجھے بھی عشقِ شہنشاہِ بحر و بر ہو جائے

قصور ہو کوئی سہواً تو کوئی بات نہیں
خطا کوئی دلِ ناداں نہ جان کر ہو جائے

میں مانگتا ہی نہیں اور کوئی شے آقا
فقط دعاؤں میں پیدا مری اثر ہو جائے

ہے ذرہ ذرہ پہ عالم کے آپ کا احساں
رؤفؔ زار پہ بھی کاش اک نظر ہو جائے

❖

محمدؐ کون ہیں کیا ہیں کوئی بتلا نہیں سکتا
یہ وہ رازِ خدا ہے کوئی جس کو پا نہیں سکتا

سرِ محشر نبی سب ہوں گے لیکن ہم غریبوں کی
سوائے آپ کے کوئی مدد فرما نہیں سکتا

یہاں آئے ہیں حضرت رحمۃ اللعالمیں ہوکر
کبھی خالی نبیؐ کے در سے کوئی جا نہیں سکتا

گلِ عارض تمھارا جس کی آنکھوں میں سمایا ہو
نظر میں گلشنِ فردوس کو وہ لا نہیں سکتا

رکھیں جس حال میں سرکار بس وہ حال اچھا ہے
غلام ان کا کوئی شکوہ زباں پر لا نہیں سکتا

فلک ہر روز اک ہنگامۂ محشر بپا کردے
تمھارا نام لیوا ہوں تو میں گھبرا نہیں سکتا

اسی در کا بھکاری ہے اسی در کا بھکاری ہے
رؤفؔ اِس آستانہ سے کہیں اب جا نہیں سکتا

❖

شہِ دیں کا جس گھر میں چرچا نہیں ہے
وہ کچھ ہو محبت کی دنیا نہیں ہے

جہاں شور صلِ علیٰ کا نہیں ہے
وہ اللہ والوں کا جلسہ نہیں ہے

جو تو بات زاہد سمجھتا نہیں ہے
قصور اس میں تیرا ہے میرا نہیں ہے

وہ اللہ کی بندگی کیا کرے گا
جو پہلے محمدؐ کا بندہ نہیں ہے

نہ آئے گا ہرگز نظر حق کا جلوہ
میسر جو اُن کا وسیلہ نہیں ہے

محمدؐ کا ہر شخص کلمہ پڑھے گا
ابھی ان کو دنیا نے سمجھا نہیں ہے

مثال اُن کی لائے گا کوئی کہاں سے
تنِ ناز کا جن کے سایہ نہیں ہے

میں بندہ ہوں اُن کا وہ آقا ہیں میرے
کوئی اس سے مضبوط رشتہ نہیں ہے

جسے وہ دکھاتے ہیں عقبیٰ کا منظر
وہ دنیا کے جھگڑوں میں پڑتا نہیں ہے

مراتب محامد محاسن نبیؐ کے
ہیں اتنے کہ ان کا ٹھکانا نہیں ہے

نچھاور درودوں کی ہر آن اُن پر
کوئی مشغلہ اس سے اچھا نہیں ہے

نبیِؐ مکرم بجز ذاتِ اقدس
سہارا کوئی دینے والا نہیں ہے

گرا جا رہا ہوں دبا جا رہا ہوں
گناہوں کا اب بوجھ اٹھتا نہیں ہے

نظر ہے مری آپ ہی کے کرم پر
کسی اور پر میرا تکیہ نہیں ہے

بہت دن ہوئے اشکِ حسرت بہاتے
مگر اب جدائی کا یارا نہیں ہے

سمجھ اے رؤفؔ اُن کے در کے علاوہ
کہیں دردِ دل کا مداوا نہیں ہے

اِسی در پہ جینا اِسی در پر مرنا
مجھے اور کچھ تجھ سے کہنا نہیں ہے

❖

اللہ کے محبوب کی الفت مرا دیں ہے
سنگِ درِ سرکار ہے اور میری جبیں ہے

جو اُن کا ہے وہ وارثِ فردوسِ بریں ہے
جو اُن کا نہیں اُس کی نہ دنیا ہے نہ دیں ہے

کیا سمجھے کوئی رتبۂ والا کی بلندی
اُن کا قدمِ ناز ہے اور عرشِ بریں ہے

ہے حق کی معیّت میں وہ ساعت بھی کہ جس میں
جبریلؑ کو بھی تاب رسائی کی نہیں ہے

ظلمت کدۂ دہر میں اک نورِ مجسم
دکھلاتا ہوا مشعلِ قرآنِ مبیں ہے

مومن کی جگہ خلد ہے کافر کی جہنم
اعمال ہیں سب کوئی کہیں کوئی کہیں ہے

اے فخرِ رسلؐ آپ کے نذرانہ کے لائق
جُز اَشکِ ندامت کوئی شے پاس نہیں ہے

دل ہے جو ذرا بھی نہ مجلّٰے نہ مصفّا
سجدہ ہو ادا جس سے وہ سر ہے نہ جبیں ہے

حیراں ہوں کہ تو کون سے قدموں سے چلے گا
اے رہروِ الفت یہ مدینے کی زمیں ہے

سرکارِ رسالت میں ہیں ہر شے کے خزانے
صرف اُن کے یہاں ایک نہیں ہے جو نہیں ہے

قسمت کا لکھا خود ہی ملے گا مجھے آقا
وہ دیجئے جو میرے مقدر میں نہیں ہے

اب اُٹھ کے میں اس در سے کہیں جا نہیں سکتا
جینا بھی یہیں ہے مجھے مرنا بھی یہیں ہے

یہ دیکھ رؤفؔ اِن میں سے کچھ بھی ہے ترے پاس
اخلاص ہے ایثار ہے ایماں ہے یقیں ہے

مخمّسات

خمسہ برغزل حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ

تیرے کوچہ میں نہ رکھا بھول کر میں نے قدم
تیری طاعت میں نہ گزرا کوئی لحظہ کوئی دم
ہائے کس منہ سے کہوں مجھ پر بھی ہو لطف و کرم
یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام
ہمچو کا ہے عاجزم کوہِ گناہ آوردہ ام

عمر ساری ہوگئی اپنی گناہوں میں بسر
اور کوئی صورت تلافی کی نہیں آتی نظر
اے دوائے دردِ دل اے مرہمِ زخمِ جگر
چشمِ رحمت بر کشا موئے سفیدِ من نگر
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

نامۂ اعمال میں میرے کوئی نیکی نہیں
عرصۂ محشر میں رسوائی نہیں ہو مجھ کو کہیں
ہو کرم اُس روز مجھ پر یا شفیع المذنبیںؐ
جز تو دیگر دستگیرم نیست در دنیا و دیں
رحمۃ للعالمیںؐ برخود گواہ آوردہ ام

وہ مقدر سے اگر ہوجائیں تجھ پر مہرباں
اور یہ پوچھیں کہ کیا رکھتا ہے الفت کا نشاں
دست بستہ عرض کرنا اے رؤفؔ نیم جاں
عجز و درویشی و دلریشی و دردِ بیکراں
ایں ہمہ بر دعوئے عشقت گواہ آوردہ ام

خمسہ برغزل حضرت شاہ شمس الدین شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

حشر برپا ہے ہر اک کو اپنی اپنی ہے پڑی
سب پہ غالب ہے پریشاں حالی و درماندگی
جو سنے ہم بیکسوں کی کون ہے ایسا نبیؐ
یا رسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذو الجلالِ پاک بے ہمتا توئی

وادیِ سینا میں وہ ہونا محوِ خواب
دفعۃً آنا سواری کو براقِ لا جواب
کیا ادا و ناز تھے کیا شان تھی کیا آب و تاب
در شبِ معراج بودہ جبرئیل اندر رکاب
پا نہادہ بر سریرِ گنبدِ خضرا توئی

حشر کے دن جب ہماری کوئی پوچھے گا نہ بات
تو ہی ہم کو خوفِ عصیاں سے دلائے گا نجات
مجھ سے کیا ممکن ہے، تیرا وصف اے والا صفات
نازنینِ حضرتِ حق صدرِ بزمِ کائنات
نورِ چشمِ انبیا چشم و چراغِ ما توئی

ملجا و ماوائے عالم گمرہوں کے رہنما
سایۂ حق ہادیِ کونین شاہِ دوسرا
کر نہیں سکتا تری مدحت رؤفِ بے نوا
شمس تبریزی چہ داند نعتِ تو پیغمبرا
مصطفیٰؐ و مجتبیٰؐ و سیدِ اعلیٰؐ توئی

خمسہ برغزل حضرت قدسی رحمۃ اللہ علیہ

گرچہ پیدا ہوئے دنیا میں ہزاروں ہی نبی
ایک میں بھی نہ تھی لیکن تری اعجاز لبی
جبذا اے شہِ والا تری عالی نسبی
مرحبا سیدِ مکی مدنیٌ العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

بن گیا حلقۂ زنجیر تری زلف کا خم
دامِ گیسو نے گرفتار کئے کُل عالم
جس نے دیکھا تری صورت کو کہا کھا کے قسم
منِ بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال ست بدیں بوالعجبی

کوئی حامی ہے مصیبت میں نہ کوئی یاور
رحم فرمایئے للہ شہِ جن و بشر
دردِ فرقت میں تڑپتا ہے کوئی خستہ جگر
چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

جس کی خاطر بنے کونین وہ ہے تیری ذات
ہونہیں سکتے کبھی ہم سے بیاں تیرے صفات
صدقہ حسنینؓ کا تھوڑی سی ہمیں بھی خیرات
ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات
لطف فرما کہ زحد می گزرد تشنہ لبی

کیا کسی شخص کی نکلا ہے کمر سے پٹکا
یا کبھی کوئی بشر عرشِ بریں پر پہنچا
گرچہ اولاد میں آدم کی ہوا تو پیدا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

سب سے پہلے شہِ کونین بنا آپ کا نور
جس کے پَرتو کو زمانہ نے کہا شعلۂ طور
جب ہوا آپ کا اظہار خدا کو منظور
ذاتِ پاکِ تو دریں ملکِ عرب کردہ ظہور
زاں سبب آمدہ قراں بزبانِ عربی

غیرتِ عرشِ معلّٰے ہے ترا روضۂ پاک
حکم اکسیر کا رکھتی ہے ترے در کی خاک
اے شہنشاہ ترے سر پہ ہے تاج لولاک
شبِ معراج عروجِ تو گذشت از افلاک
بمقامیکہ رسیدی نرسد، ہیچ نبی

عمر ساری غمِ ہجراں کی مصیبت میں کٹی
ہائے تم نے کبھی آکر مجھے تسکین نہ دی
ہے رؤفؔ جگر افگار کی لَو تم سے لگی
سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسیؔ پے درماں طلبی

خمسہ برغزل حضرت مولانا جامیؔ رحمۃ اللہ علیہ

کوئی ہے مجرئی کوئی سلامی
کسی کو ہے تمنائے غلامی
تڑپتا ہے کوئی مانندِ جامیؒ
بشوقت جاں بلب آمد تمامی
قُم قُم یا حبیبی کم تنامی

لگا دے پارہائے دل میں پیوند
دکھا کر اپنی صورت کردے خرسند
نہیں اک میں ہی تیرا آرزومند
ہمہ پیغمبراں در جستجو یند
سُرا غم دہ کہ تو درچہ مقامی

رہوں حاضر درِ اقدس پہ ہر دم
نہ ہو دنیا و ما فیہا کا کچھ غم
گدا ہوں میں ترا اے شاہِ عالم
تمنائے شہنشاہی ندارم
بسر دارم زِ تو داغِ غلامی

کسی بدنام کو دو نیک نامی
کسی پامالِ غم کو شاد کامی
رؤفِ زار کو اپنی غلامی
بحسنِ اہتمامت کارِ جامیؔ
طفیلِ دیگراں یا بد تمامی

خمسہ برغزل حضرت اشرف رحمۃ اللہ علیہ

سینہ میں آہوں کا دھواں فریاد لب پر چشم نم
حالِ دلِ بیتاب ہو سکتا نہیں ہرگز رقم
بے چین رکھتا ہے مجھے تیری جدائی کا الم
اے سرور پیغمبراں مشتاقِ دیدارِ توام
وے مقتدائے مرسلاں مشتاقِ دیدارِ توام

کس حال میں ہوں کیا کہوں چھوٹا ہے جب سے کارواں
میں پھر رہا ہوں ٹھوکریں کھاتا ہوا دَر دَر یہاں
ہوجائے اک چشمِ کرم سے چارۂ دردِ نہاں
اے خاتمِ پیغمبراں وے مقتدائے دو جہاں
روشن زتو کون و مکاں مشتاقِ دیدارِ توام

للہ دکھلا کر ذرا اپنا رخِ رشکِ چمن
کر دیجئے دور اس دلِ ناشاد کے رنج و محن
سنیئے تو کیا فریاد کرتا ہے اک آوارہ وطن
اے رونقِ ایمانِ من بادا فدایت جانِ من
از تو شدہ امکانِ من مشتاقِ دیدارِ توام

ہر وقت فریاد و فغاں ہر وقت آہِ آتشیں
عاشق کو ہجرِ یار میں آرام ملتا ہے کہیں
تم دیکھ لو حالِ رؤفؔ مبتلا اچھا نہیں
اشرفؔ چہ گوید بعد ازیں اے رحمۃ للعالمیں
گشتہ بسے زار و حزیں مشتاقِ دیدارِ توام

خمسہ برغزل حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ

کوئی کرسکتا نہیں دنیا میں تیری ہمسری
تیری صورت دیکھ کر حیران ہیں حور و پری
تیرے چہرہ سے نمایاں ہے شکوہِ سروری
اے بذاتِ تو مزیّن مسندِ پیغمبری
وے خجل گشتہ زرویت آفتابِ خاوری

زورِ بازو کا بھلا پھر کس طرح اندازہ ہو
اک اشارہ سے مہِ گردوں کے جب ہوجائیں دو
مرتبہ اللہ نے بخشا ہے ایسا آپ کو
گرنبو دے یا رسول اللہ ذاتِ پاکِ تو
ہیچ پیغمبر ندیدے دولتِ پیغمبری

آپ ہی کے نور سے ہر چیز نے پایا وجود
آپ پر صدہا سلام اور آپ پر لاکھوں درود
آپ کے دورِ رسالت کے لکھوں کیوں کر حُدود
پیش از آدم تو بودی ہیچ کس پیدا نبود
تو عجب دُرِّ یتیمی تو عجائب گوہری

آپ کی خاطر کیا اللہ نے فرشِ زمیں
آپ کے باعث سجایا گنبدِ چرخِ بریں
آپ کے رتبہ کو کوئی آج تک پہنچا نہیں
سیدِ کونین ختم الانبیاء و مرسلیں
مظہر نورِ خدا ماہِ سپہرِ برتری

کس پیغمبر کو خدا نے خلعتِ لولاک دی
کس نبیؐ کی شان میں آیا ہے سبحان الذی
رحمۃ للعالمیں ہو ایسا مُرسل ہے کوئی
درمیانِ حلقۂ پیغمبراں شاہا توئی

برقدِ زیبائے تو زیبد قبائے سروری

صدمۂ فرقت کا مارا ہجر کا آفت زدہ
پُر قصور و پُر معاصی پُر خطا و پُر گُنہ
آخرش مثلِ رؤفؔ زار باحالِ تباہ
بوالمعالی باغریبی بردرِ تو آمدہ

باشد از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

خمسہ برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

خبر لے اے مسیحائے دو عالم
لبوں پر ہے ترے بیمار کا دم
رکھے زخمِ جگر پر کون مرہم
غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم در جہاں جُز تو حبیبم

سکندر ہو کوئی دارا ہو جم ہو
نظر میں مَیں نہیں لاتا کسی کو
نصیب اُس کے ہوا تیرا گدا جو
بریں نازم کہ ہستم اُمتِ تو
گنہ گارم و لیکن خوش نصیبم

جراحت ہوگئے سینہ کے ناسُور
نہ رکھئے آستاں سے اب مجھے دور
تڑپتا ہے غمِ فرقت میں رنجور
زگلزارِ رُخت مہجور و مجبور
پریشاں زار نالاں عندلیبم

مرے اعمال نے یہ دن دکھائے
مخالف ہوگئے اپنے پرائے
رؤف روسیہ اب کس کو بھائے
مرض دارم زعصیاں لا دوائے
مگر الطافِ تو باشد طبیبم

خمسہ برغزل حضرت مولانا جامؔی رحمۃ اللہ علیہ

حجِ بیت اللہ کا سامان کب ہوگا بہم
ہائے مکّہ کی طرف کس روز اٹھیں گے قدم
کب بلائیں گے مدینہ میں مجھے شاہِ اُمم
گے بود یا رب کہ رو در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

اُس طرف سے ہو گزر تیرا گر اے بادِ صبا
ہیں جہاں آرام فرما سرورِ ہر دوسرا
عرض کرنا میری جانب سے بطورِ التجا
یا رسول اللہ بسوئے خود مرا راہے نما
تازِ فرقِ سر قدم سازم زدیدہ پا کنم

سوزِ دل کا آج تو کچھ رنگ ہے بدلا ہوا
ہاں دکھا اپنا اثر کچھ تو بھی اے آہِ رسا
جوشِ پنہاں دے رہا ہے اب یہ مجھ کو مشورا
برکنارِ زمزم از دل برکشم یک زمزمہ
و زد و چشم خوں فشاں آں چشمہ را دریا کنم

روز و شب رکھتی ہے مضطر آرزو تیری مجھے
ایک ساعت بیٹھنے دیتی نہیں آرام سے
گو رؤفؔ زار کی صورت تصور میں ترے
ہر دم از شوقِ تو معذورم مگر یک لحظۂ
جامؔی آسانامۂ شوقِ دگر انشا کنم

خمسہ برغزل حضرت مولانا جامؔی رحمۃ اللہ علیہ

تو دلبرِ جن و بشر تو رحمۃ للعالمیں
تو بادشاہِ بحر و بر تو افتخارِ مرسلیں
تو مرہم زخم جگر تو راحتِ جانِ حزیں
تو جان پاکی سر بسر نے آب وخاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

تیرا فروغِ حسن ہو جائے اگر سایہ فگن
لیلےٰ ہو دیوانی تری شیریں ہو تیری کوہکن
ایک روز جی میں آ گئی تیرے جوا ے گل پیرہن
رفتی بگلگشتِ چمن گل دید لطفِ آں بدن
ازشوقِ تو برخویشتن زد جامہ چاک اے نازنیں

آؤں تمھارے سامنے آتا ہے یہ دل میں کبھی
ہو ایک تم ہی سننے والوں میں دلِ ناشاد کی
پھر سوچتا ہوں رنج دے گی تم کو میری بیکسی
باآنکہ دردم شد قوی خواہم فغانم نشنوی
ترسم کہ بہرِ من شوی اندیشہ ناک اے نازنیں

رہتی ہے اس کو ہر گھڑی تیری رضا کی جستجو
پھرتا ہے تجھ کو ڈھونڈھتا بے چارہ در در کو بکُو
دل میں رؤفؔ خستہ جاں رکھتا ہے تیری آرزو
جامؔی کہ دارد با تو خو ہرگز نتابد از تو رُو
گر تو نہی بر فرق او تیغِ ہلاک اے نازنیں

خمسہ برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

والشمس روے حق نما واللّیل زلفِ عنبریں
سینہ الم نشرح لکَ ما زاغ چشمِ سُرمگیں
بدر الدجیٰ صد مرحبا صدرُ العلیٰ صد آفریں
تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

دنیا و ما فیہا بنے تیرے لیے اے مہ جبیں
کونین میں ایسا ہے تو جیسا کہ خاتَم پر نگیں
خادم ہیں تیری بارگاہِ ناز کے روحُ الامیں
تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

کیا یہ ادائے دلبری رکھتا ہے کوئی مہ جبیں
تم نے بھی دیکھا ہے جہاں ہم نے بھی دیکھے ہیں حسیں
کیسی ہی نازک ہو کمر پٹکا نکلتا ہے کہیں
تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

صدمے اٹھا کر ہجر کے مرتا ہے یہ اندوہگیں
للہ اس پر رحم کر یا رحمۃ للعالمیں
آ جلد آ حالِ رؤفؔ مبتلا اچھا نہیں
تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

خمسہ برغزل حضرت طاہر رحمۃ اللہ علیہ

کیسے بیاں کروں تری ذرہ نوازیاں ہیں جو
راحتِ جان و دل تری ذات ہے بے نیاز گو
نذر کے واسطے مگر ہاتھ میں اپنے کچھ تو ہو
از دل و دیں چہ آورم ہدیۂ رونمائے تو
ایکہ بشانِ دلبری ہر دو جہاں فدائے تو

آج تک ایسا مہ جبیں ہم نے کہیں سنا نہیں
نورِ نگاہ بن گیا سایۂ جسمِ نازنیں
مستِ الست کر گئی نکہتِ زلفِ عنبریں
رہزن آہوانِ چیں چشمِ سیاہ و سرمگیں
نافہ کشائے صد ختن گیسوئے مشک سائے تو

قد کی ثنا کے واسطے لاؤں کہاں سے میں زباں
جس کے خرامِ ناز کو کہتے ہیں سیرِ لا مکاں
رشکِ صنوبرِ جناں غیرت سروِ بوستاں
تازہ نہالِ باغِ جاں رونقِ گلشنِ جناں
نخلِ مرادِ عاشقاں قامتِ دلربائے تو

میں ہوں ترا مریض غم کشتۂ خنجرِ الم
خستہ جگر شکستہ دل سینہ فگار چشمِ نم
مجھ پہ خدا کے واسطے رحم کر اے شہِ اممؐ
بے سروپا فتادہ ام سر برہت نہادہ ام
دل برخِ تو دادہ ام ہرچہ کنی رضائے تو

حال بُرا ہے اِن دنوں تیرے مریض ہجر کا
چارہ گروں نے کہہ دیا درد ہے اس کا لا دوا
غم کے طبیب لے خبر جانِ مسیح جلد آ
صبر و قرار تا کجا روئے چو مہ بمن نما
شدز فراق جاں بلب عاشقِ مبتلائے تو

میں ترے در کا ہوں گدا مجھ کو نہ بھولنا کہیں
بندۂ عشق ہوں ترا کام کسی سے کچھ نہیں
اب تو یہ سنگِ در ہے بس اور رؤفؔ کی جبیں
در رہِ عشقِ نازنیں بر سر طاہرِ حزیں
جور و جفا و درد و غم ہر چہ رَوَد رضائے تو

تضمین

کچھ ایسی چھائی ہے تاریکیٔ شبِ ہجراں
کہ ہر طرف نظر آتا ہے ہولناک سماں
لقب ہے تیرا زمانہ میں پیکِ مشتاقاں
صبا تحیّتِ شوقم بآں جناب رساں
حدیثِ ذرہٗ بیدل بآفتاب رساں

کہاں مقیم ہیں وہ غیرتِ مہِ کنعاں
تجھے خبر ہے کہ ہے جلوہ گاہِ ناز کہاں
اگر گزر ہو ترا سوئے منزلِ جاناں
صبا تحیّتِ شوقم بآں جناب رساں
حدیثِ ذرہٗ بیدل بآفتاب رساں

نہ یار ہے کوئی اپنا نہ غمگسار یہاں
سناؤں کس کو میں افسانۂ غمِ پنہاں
تڑپ رہا ہوں نہیں مجھ میں طاقتِ ہجراں
صبا تحیّتِ شوقم بآں جناب رساں
حدیثِ ذرہٗ بیدل بآفتاب رساں

وہ جن کے حسن کا صدقہ ہے نازِ معشوقاں
وہ جن کی زلف پہ شیدا ہے زلفِ محبوباں
وہ جن کے وصف و ثنا کا بیان ہے قرآں
صبا تحیّتِ شوقم بآں جناب رساں
حدیثِ ذرہٗ بیدل بآفتاب رساں

وہ جن کا لطف ہے، پشت و پناہِ مظلوماں
وہ جن کی یاد ہے صبر و قرارِ مہجوراں
لقب ہے جن کا حسینوں میں خسروِ خوباں
صبا تحیّتِ شو قم بآں جناب رساں
حدیثِ ذرۂ بیدل بآفتاب رساں

دوائے دردِ دلِ عاشقانِ بے ساماں
نشانِ گم شدگاں دستگیرِ ناکاماں
سکونِ خستہ دلاں نورِ چشمِ مشتاقاں
صبا تحیّتِ شو قم بآں جناب رساں
حدیثِ ذرۂ بیدل بآفتاب رساں

نہ میرے ہوش بجا ہیں نہ مجھ میں تاب وتواں
میں کنجِ غم میں اکیلا پڑا ہوا ہوں یہاں
کہاں وہ جانِ جہاں میں روفؔ زار کہاں
صبا تحیّتِ شو قم بآں جناب رساں
حدیثِ ذرۂ بیدل بآفتاب رساں

خمسہ برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

جس ادا جس ناز کا مظہر ہے تو اے نازنیں
کوئی دلبر دوسرا اس شان کا ممکن نہیں
تیرے رخ کو دیکھ کر حیرت سے کہتے ہیں حسیں
عارض ست ایں یا قمر یا لالۂ حمراست ایں
یا شعاعِ شمس یا آئینۂ دلہاست ایں

گوشِ اقدس سن رہے ہیں نالہ و فریادِ خلق
دستِ نازک کر رہے ہیں جا بجا امدادِ خلق
اے دو عالم کی بنا اے باعثِ ایجادِ خلق
چشمِ تو آہو ست یا جادوست یا صیادِ خلق
یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلاست ایں

تیرے کوچہ کے گدا ہیں یا سلاطینِ جہاں
تیرے در کے بے نوا ہیں یا کہیں کے حکمراں
سیکڑوں آتے ہیں مرنے کی تمنا میں یہاں
کوئے تو کعبہ است یا خلدِ بریں یا بوستاں
یا گلستانِ ارم یا جنت الماواست ایں

دیکھنا کرتا ہے در پر کون فریاد و فغاں
آہ لب پر آنکھ سے اشکوں کا اک دریا رواں
کوئی عاشق ہے تمھارا یا رؤفِ مدح خواں
قمریٔ باغِ جناں یا طوطیٔ شیریں بیاں
بلبلِ بے خانماں یا جامیِ شیداست ایں

خمسہ برغزل جناب مولانا حسنؔ دہلوی

لفظ یٰسین ست یک نامِ سیادت جوئے تو
معنیٔ طٰہٰ است یک تفسیرِ حسنِ خوئے تو
والقمر والشمس تشبیہِ رخِ نیکوئے تو
ایکہ شرح و الضحیٰ آمد جمال روئے تو
نکتہ و للیل وصفِ زلفِ عنبر بوئے تو

اے دو رخسارِ حسینت غیرتِ شمس و قمر
اے دو زلفِ عنبرینت مشکسائے بحر و بر
اے دو دستِ نازنینت دستِ قدرت سر بسر
اے دو چشمِ سرمگینت کحلِ مازاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشہ ابروئے تو

تیری یکتائی دلیلِ قُل ہو اللہ احد
شانِ استغنا تری تفسیرِ اللہ الصمد
کس سے ہو توصیف تیرے حسن کی اے سروقد
سینِ داندنِ تو از یٰسیں نشانے می دہد
سورۂ حٰمٓ دارد حلقۂ گیسوئے تو

دیدۂ پُرکیف تیرا جامِ صہبائے الست
دیکھ لیتا ہے جو اس کو بے پیئے ہوتا ہے مست
کرتی ہے شیریں کلامی کافروں کو حق پرست
نسخۂ فیہِ شفاءٌ شہدِ گفتارِ خوش است
مایۂ یحیی العظام آمد لبِ دلجوئے تو

اے مرے دل کی تمنا اے مرے دل کی خوشی
یوں بسر ہوں روز و شب اس طرح گزرے زندگی
یہ رؤفؔ خستہ جاں ہو اور تیری بندگی
قبلۂ دل کعبۂ جاں یا رسول اللہ توئی
سجدۂ مسکیں حسنؔ ہر لحظہ بادا سوئے تو

تضمین

زینتِ بزم جہاں بحرِ شرافت کا گُہر
حاصلِ کون و مکاں خیر الورا خیر البشر
پار ہو بیڑا اگر ہو جائے اک سیدھی نظر
اے دو چشمِ سرمگینت کحلِ ما زاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشہ ابروئے تو

پائے ناز ایسے جو پہنچے ایک دم میں عرش پر
جس کے اندر سے نکل جاتا ہے پٹکا وہ کمر
اور وہ انگشت جس کا معجزہ شق القمر
اے دو چشمِ سرِ مگینت کحلِ ما زاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشہ ابروئے تو

ٹھوکریں کھاتے ہوئے کب تک پھریں ہم دربدر
تو ہی بتلا دے ٹھکانا بیکسوں کا ہے کدھر
اے علاجِ دردِ دل اے چارۂ زخمِ جگر
اے دو چشمِ سرمگینت کحلِ ما زاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشہ ابروئے تو

اے صبا سوئے مدینہ ہو اگر تیرا گزر
عرض کرنا لو رؤفؔ جاں بلب کی بھی خبر
ہوش جب آتا ہے اس کو دیکھتا ہے سوئے در
اے دو چشمِ سرمگینت کحلِ ما زاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشہ ابروئے تو

خمسہ برغزل حضرت مولانا حسنؔ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سر اور بیتِ اَبروئے محمدؐ
یہ آنکھ اور جلوۂ روئے محمدؐ
صبا لے چل مجھے سوئے محمدؐ
منم خاکِ سرِ کوئے محمدؐ
اسیرِ حلقۂ موئے محمدؐ

چمکتے ہیں فلک پر جو ستارے
مرے محبوب کے پَرتو ہیں سارے
حسیں عالم کے ہیں یوں مجھ کو پیارے
از انم مائلِ ہر گلعزارے
کزومی آیدم بوئے محمدؐ

ہوا جب سے اسیرِ زلفِ پُرخم
مزے آنے لگے الفت کے پیہم
یہ ہے اب میری محویت کا عالم
نمازِ عشق ہر دم می گزارم
بہ پیشِ قبلۂ روئے محمدؐ

نبی کے ذکر کا ہر دم ہوں شاغل
مرا دل ہے اُسی لیلیٰ کا محمل
حقیقت کی نظر سے دیکھ غافل
اگر چشمم بہر سویست مائل
بود روئے دلم سوئے محمدؐ

جنھیں ہے عشقِ سرکارِ دو عالَم
وہ اُن کے سامنے رہتے ہیں ہر دم
نہ پوچھ اِن بے خودوں کا حال ہمدم
سجودِ عشق بازان ست پیہم
بہ محرابِ دو ابروئے محمدؐ

نثارِ حُسنِ احمدؐ ہے دل و جاں
تصدق اُن کے رخ پر دین و ایماں
فدا اُن کی رضا پر دل کے ارماں
من و آزادیِ من ہر دو قرباں
بقدِّ سروِ دلجوئے محمدؐ

رسولِ ہاشمی وہ دین کے بدر
رؤفؔ زار کے آقا جہاں صدر
تعلق غیر سے الفت میں ہے غدر
جہانے درخیالِ لیلۃُ القدر
حسنؔ در بندِ گیسوئے محمدؐ

خمسہ برغزل حضرت مولانا قدسی رحمۃ اللہ علیہ

کہتا ہوں میں آہوش میں دیکھ اے دلِ ناداں سنبھل
جس کا نتیجہ ہو برا کم بخت چال ایسی نہ چل
لیکن کہاں سنتا ہے دل اف رے تری زلفوں کا بل
دارم دِلے اماچہ دل صد گو نہ حرماں در بغل
اشکے بخوں در آستیں چشمے بطوفاں در بغل

اس کی رضا و حکم کے محکوم ہیں سب حکمراں
دم بھر میں کرسکتا ہے وہ زیر و زبر نظمِ جہاں
ڈرتے ہیں اُس کے سامنے آتے ہوئے صاحب قراں
یا رب مَرا ثابت قدم در کوئے قاتل بگزراں
من سر بحبیب انداختہ او تیغِ عریاں در بغل

کل حشر کے میدان میں آئیں گے سب اچھے برے
موجود ہوں گے سب کھرے کھوٹے خدا کے سامنے
ہر شخص لائے گا وہی اعمال جو اس نے کئے
روزِ قیامت ہر کسے در دست گیرد نامئے
من نیز حاضر می شوم تصویرِ جاناں در بغل

کچھ بھی نہ مجھ سے ہو سکا اب تک گناہوں کے سوا
افسوس ساری عمر میں انجام سے غافل رہا
بس دیکھنا یہ ہے رؤف اب حشر میں ہوتا ہے کیا
قدسی ندانم چوں شود سودائے بازارِ جزا
او نقدِ آمرزش بکف من جنسِ عصیاں در بغل

خمسہ برغزل حضرت مرزا قتیلؔ رحمۃ اللہ علیہ

چل گئی ہو جس کے دل پر تیغِ ابروئے حبیب
اس سے پوچھے کوئی شانِ جلوۂ روئے حبیب
مجھ کو تڑپانے لگی جب یادِ گیسوئے حبیب
دی صبا پر مشک آمد سویم از کوئے حبیب
مست و شیدا شد دلم از نکہت بوئے حبیب

قہر ہے اُس شوخ کی زلفِ سیہ کا پیچ و تاب
دین و دنیا سے گیا جس پر ہوا اس کا عتاب
آتشِ فرقت سے اس کی ہیں جگر لاکھوں کباب
یک نگاہِ مستِ او صد دین و دل کردہ خراب
سحر دارد بہر جانہا چشمِ جادوئے حبیب

زلفِ غارتگر نے لوٹا ہائے دل کا قافلہ
نرگسی آنکھوں نے موقع دیکھ کر جادو کیا
ناوکِ مژگاں جگر کا چھیدنے والا بنا
کاکلِ مشکینِ جاناں دامِ دلہا آمدہ
بستہ چوں زنجیر جانِ عاشقاں موئے حبیب

وہ کسی کو ٹھوکریں کھلوا رہا ہے کُو بہ کُو
کوئی کوہ و دشت میں کرتا ہے اُس کی جستجو
سیکڑوں کو ہے رؤفؔ اُس فتنہ گر کی آرزو
من نیم تنہا قتیلِ بے نیازیہائے اُو
صد ہزاراں جان گشتہ کشتۂ خوئے حبیب

خمسہ برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

تیغِ ابرو ہے کہ ٹکڑے دل کے کر دیتی ہے دو
تیرِ مژگاں ہے کہ اک دم میں جگر کے پار ہو
مجھ سے پوچھے کوئی تیرے ناز کو انداز کو
نرگس اندر باغ حیراں از نگاہِ مستِ تو
مست آہو در بیاباں از نگاہِ مستِ تو

نکتہ سنجانِ جہاں دوڑائیں کتنے ہی خیال
لیکن اے ناوک فگن ممکن نہیں تیری مثال
تجھ سے سر بر ہو سکے کوئی بہادر کیا مجال
غمزۂ جادوئے تو اینک بمیدانِ قتال
کارِ خنجر گشت پنہاں از نگاہِ مستِ تو

تو دوائے دردِ دل تو راحتِ جانِ دماغ
تیرے عاشق دیکھ کر ہوتے ہیں تجھ کو باغ باغ
جب چمن میں حسن کا تیرے ہوا روشن چراغ
جامہ نیلی کردہ سوسن لالہ زد در سینہ داغ
کاکلِ سنبل پریشاں از نگاہِ مستِ تو

مضطر و بے تاب رہتا ہے یہ دن بھر رات بھر
راحت و آرام کی صورت نہیں آتی نظر
اُف سناؤں میں رؤفؔ نیم جاں کی کیا خبر
حالِ جامیؔ راچہ پرسی تیر خوردہ در جگر
گاہ افتاں گاہ خیزاں از نگاہِ مستِ تو

خمسہ برغزل حضرت خواجہ شمس الدین حافظؔ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

کرتا ہے پریشاں دلِ مضطر کا تلون
بھرتے ہیں جو کچھ زخم تو موجود ہیں ناخن
اِس خستہ جگر کی بھی تو فریاد ذرا سن
اے خسروِ خوباں نظرے سوئے گدا کن
رحمے بمنِ سوختۂ بے سروپا کُن

ہے اک جگر افگار پڑا در پہ تمھارے
رہ رہ کے کیا کرتا ہے دن رات یہ نالے
للہ اسے دیکھ لو انداز و ادا سے
دارد دلِ درویش تمنائے نگاہے
زاں چشمِ سیہ مست بیک غمزہ رواکُن

رہتا ہے غمِ ہجر میں یہ غنچۂ دل بند
دیوانہ مجھے کہتے ہیں دنیا کے خرد مند
میں دیکھ کے اے جان جہاں کس کو ہوں خرسند
شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند
اے دوست بیا رحم بہ تنہائی ماکُن

ہو جائے فقط چشم عنایت کا اشارا
رکھتا نہیں دنیا میں کوئی اور سہارا
بندہ ہے رؤفؔ جگر افگار تمھارا
مشنو سخنِ دشمنِ بد گوئے خدا را
با حافظؔ مسکینِ خود اے دوست وفاکُن

خمسہ برغزل خود

رَواں ہیں چشمِ تر سے اشکِ پیہم یا رسول اللہؐ
ستاتا ہے تمھارے ہجر کا غم یا رسول اللہؐ
تمھیں کہتے ہیں سرکارِ دو عالم یا رسول اللہؐ
کرم کن رحم فرما بر خطایم یا رسول اللہؐ
غریبم بے کسم بے آشنایم یا رسول اللہؐ

کوئی ارماں نہ نکلا دل کی دل میں رہ گئی حسرت
مجھے اب ٹھوکریں کھلوا رہی ہے شومیٔ قسمت
نظر آجائے منزل پر پہنچنے کی کوئی صورت
رفیقانم مرا بگذاشتہ در وَادیٔ غربت
کجا شد کاروان و من کجایم یا رسول اللہؐ

مدینہ کی زمیں پر مَیں اگر قسمت سے جا پہنچا
اور اُترا شہر کے نزدیک جا کر قافلہ میرا
تو روضہ کی طرف جاؤں گا حالِ وجد میں کہتا
برسِ مہماں نوازِ من بیادستم بگیر آقا
من بیگانہ در شہر شمایم یا رسول اللہؐ

جو حاجی ہیں رہے ہیں جو صلوٰۃ وصوم کے پابند
نظر آئیں گے کل میدانِ محشر میں وہی خرسند
جو تم پر مٹ گئے ہیں بس وہ ٹھہریں گے سعادت مند
نکو کاراں بدیوانِ قیامت سر خرو آیند
بریں گریم کہ من چوں رونمایم یا رسول اللہؐ

سمجھتا تھا جنھیں میں دوست نکلے سب مرے دشمن
خرد کو جانتا تھا رہنما ثابت ہوئی رہزن
مگر کب ہوش آیا ہو چکا برباد جب خرمن
تَرَحّم تاجدارِ من تلطّف شہر یارِ من
نگر بر حالِ زارِ من گدایم یا رسول اللہؐ

کبھی جی میں یہ آتا تھا کہ ہوتے غیرتِ جامی
کبھی یہ سوچتا تھا نام سے بہتر ہے گمنامی
کبھی تھی جستجو اس کی کہ ہے اوروں میں کیا خامی
دریں لہو و لعب عمرم تلف شد وائے ناکامی
نمی دانم چہ خواہد شد سزایم یا رسول اللہ

دکھائی جائیگی کل آپ کی جب شان محبوبی
تو اُس ہنگامۂ محشر میں رکھنا یاد ہم کو بھی
سوائے آپ کے ہم بیکسوں کا کون ہے والی
نگینِ خاتمِ کونین و صدرِ کن فکاں ہستی
منِ بیدل رؤفِؔ بے نوایم یا رسول اللہؐ

خمسہ برغزل حضرت مولانا حسن رضا خانصاب حسنؔ بریلوی

دلبر ہو تم کہیں دلِ خانہ خراب ہو
نورِ نظر ہو تم کہیں چشمِ پُر آب ہو
نرگس ہو نسترن ہو سمن ہو گلاب ہو
ہیں سیکڑوں حجاب مگر بے حجاب ہو
ذرّے بتا رہے ہیں کہ تم آفتاب ہو

نورِ نگاہِ ناز سے دل پر جِلا کروں
تارِ نظر سے چاکِ گریباں سِیا کروں
مرنے پہ بھی یہ رسمِ محبت ادا کروں
بَن کر غبار تیری گلی میں اُڑا کروں
مٹی میں مِل کے کیوں مری مٹی خراب ہو

کٹتی ہیں انتظار میں عشّاق کی شبیں
ہوتی ہے ان کی عمر بسر ہجرِ یار میں
سہتے ہیں یہ غریب ہزاروں مصیبتیں
عاشق کے چشم و قلب میں رہتی ہیں حسرتیں
تم کس کے دل کے چین کن آنکھوں کی خواب ہو

حسرت اگر ہے اس کی کہ ہو معتبر سخن
سیکھو رؤفؔ حضرت صدیقؓ کا چلن
چاہو صفائے قلب تو لو نامِ پنج تن
خواہش ہے آبرو کی اگر تم کو اے حسنؔ
جاکر نجف میں خاکِ درِ بو تراب ہو

خمسہ برغزل جناب شوقؔ قدوائی لکھنوی

اب تڑپ حد سے بڑھ گئی دل کی
ہائے کیوں کر بجھے لگی دل کی
ختم ہے آج زندگی دل کی
لو خبر جلد یا نبیؐ دل کی
جان ہونٹوں پہ آگئی دل کی

اے فلک تجھ سے کیا کروں شکوا
اپنی قسمت کا ہے مجھے رونا
اس سے بدتر نصیب کیا ہوگا
چمنِ طَیبہ فصلِ گُل میں چھُٹا
ہائے مُرجھا گئی کلی دل کی

اُن کے غم میں یہ ہوگئی حالت
آہ کرنے کی بھی نہیں طاقت
رہ گئی ہے بس اک یہی صورت
درِ شہ پر جو لے گئی قسمت
سب کہوں کا بُری بھلی دل کی

خون ہو جائے فرطِ غم سے جگر
جوشِ الفت میں کچھ رہے نہ خبر
سنگ در سے رؤفؔ ٹوٹے سر
جان نکلے تڑپ کے روضہ پر
شوقؔ ہے آرزو یہی دل کی

خمسہ برغزل خود

کس قدر کالی گھٹا اس غم کی دل پر چھائے ہے
اک سمندر ہے محبت کا کہ اُمڈا آئے ہے
دل کو بے چینی جگر میں درد لب پر ہائے ہے
اے صبا جس وقت بھی اُس گل کی یاد آجائے ہے
کیا کہوں کیا کیا ستم کیا کیا قیامت ڈھائے ہے

نفسی نفسی ہو رہی ہے سب کی حالت ہے زبوں
اس پریشانی میں کس سے طالبِ امداد ہوں
داستانِ دردِ دل کس کو سناؤں کیا کروں
کس کے دامن میں چھپوں آخر کسے آواز دوں
کون محشر میں شفیع المذنبیں کہلائے ہے

میں اگر کرنے لگا اپنی مصیبت کو بیاں
آپ کی نازک طبیعت پر وہ گزرے گا گراں
میں دکھاتا ہوں مگر اے چارۂ دردِ نہاں
آپ سے دیکھی نہ جائیں گی مری بربادیاں
آپ کو تو اپنے دشمن پر بھی رحم آجائے ہے

شمعِ الفت کا ہوا تو جب سے پروانہ رؤفؔ
ہو گیا دنیا کے سب جھگڑوں سے بیگانہ رؤفؔ
کوئی سودائی بتائے کوئی دیوانہ رؤفؔ
کس قدر پُر درد ہے تیرا بھی افسانہ رؤفؔ
جو بھی سنتا ہے کلیجہ تھام کر رہ جائے ہے

خمسہ برغزل خود

ہے گردش میں ستارا یا محمدؐ
ذرا کر دو اشارا یا محمدؐ
طریقہ ہے تمھارا یا محمدؐ
دیا فوراً سہارا یا محمدؐ
تمھیں جس نے پکارا یا محمدؐ

خلیل اللہ کی تم نے خبر لی
بچائی نوحؑ کی طوفاں سے کشتی
نکالیں حسرتیں کس کس کے دل کی
ہیں پھیلائے ہوئے دامن کو ہم بھی
ہمیں بھی کچھ خدارا یا محمدؐ

ترے قربان اے غم خوارِ امت
شفیع عاصیاں روزِ قیامت
کرم کر اے سراپا شانِ رحمت
یتیموں بے کسوں کے دل کی طاقت
غریبوں کا سہارا یا محمدؐ

جو مجھ کو سلطنت بھی کوئی بخشے
نہیں ہرگز کسی مصرف کی میرے
مگر ہاں آپ کی بخشش کے صدقے
اگر مل جائے کچھ خوانِ کرم سے
تو ہو جائے گزارا یا محمدؐ

رُخِ مقصود سے ہٹ جائیں پردے
حقیقت کے نظر آجائیں جلوے
نگاہِ شوق کے ارماں ہوں پورے
چمک جائے تمھارے عکسِ رُخ سے
مری قسمت کا تارا یا محمدؐ

ہَوا جنت کی کھا سکتے نہیں ہم
دُرِ مقصود پاسکتے نہیں ہم
تمھارے در پہ آسکتے نہیں ہم
تمھیں صورت دکھا سکتے نہیں ہم
وہ نقشہ ہے ہمارا یا محمدؐ

تمھاری یاد ہو عادت ہماری
تمھارا دین ہو مِلّت ہماری
تمھاری خو ہو یا حضرتؐ ہماری
تمھاری شکل ہو صورت ہماری
کہے دنیا تمھارا یا محمدؐ

اسی دربار کا ہوں میں بھی منگتا
مری سرکار کا ہو بول بالا
بھکاری کی بھی شنوائی ہو داتا
رؤفؔ زار کو بھی کوئی ٹکڑا
سگِ در ہے تمھارا یا محمدؐ

خمسہ برغزل خود

نہیں عرض کرنے کا یارا محمدؐ
زمانہ ہے دشمن ہمارا محمدؐ
سہارا ہے بس اک تمھارا محمدؐ
ہے گردش میں اپنا ستارا محمدؐ
میں صدقے ذرا اک اشارہ محمدؐ

رہا عمر بھر طاعتِ حق سے غافل
کبھی اس پہ مفتوں کبھی اُس پہ مائل
محبت بھری اک نظر کا ہوں سائل
نہیں گو تمھیں منہ دکھانے کے قابل
مگر ہوں تو آخر تمھارا محمدؐ

تم اپنی نگاہِ کرم کے سہارے
ہماری بھی کشتی لگا دو کنارے
عجب عذر کرتے ہیں آفت کے مارے
ہیں ہم سے تو سرکار لاکھوں تمھارے
نہیں کوئی تم سا ہمارا محمدؐ

یہ صورت یہ سیرت بتاتی ہے مجھ کو
کہ ہر درد کے چارہ فرما تمھیں ہو
ذرا اپنے سائل کی فریاد سن لو
بھکاری ہوں داتا مجھے بھیک دیدو
رہے بول بالا تمھارا محمدؐ

پئے جنگ مانگا جو کچھ تم نے سرور
رکھا سارا سامان خدمت میں لاکر
نہ چھوڑی کوئی چیز بھی گھر کے اندر
زہے جوشِ ایمانِ صدیقِ اکبرؓ
کہ جو کچھ تھا سب تم پر وارا محمدؐ

محبت سے بس ایک ٹھوکر لگا دو
مِرا بخت سویا ہوا ہے جگا دو
دلِ مضطرب کی لگی کو بجھا دو
ذرا چاند سی اپنی صورت دکھا دو
مجھے دردِ فرقت نے مارا محمدؐ

پڑے گی قیامت میں جب نفسی نفسی
تو ڈھونڈھے گی ہم کو شفاعت تمھاری
ہمیشہ سے ہے خوئے اقدس کچھ ایسی
وہیں آکے کشتی کنارے لگادی
جہاں ڈوبتوں نے پکارا محمدؐ

شہِ دیں کا ہے ہاتھ میں جس کے داماں
عجب قابلِ رشک ہے وہ مسلماں
رہے اس کا اللہ ہر دم نگہباں
رؤف اس کے غم پر خوشی میری قرباں
ہو مشکل میں جس کا سہارا محمدؐ

خمسہ برغزل خود

ان آنکھوں سے تم کو اگر دیکھ لیتے
ہم آہوں کا اپنی اثر دیکھ لیتے
اٹھا کر نگاہیں جدھر دیکھ لیتے
تمھیں یا نبی جلوہ گر دیکھ لیتے
شبِ غم کی ہم بھی سحر دیکھ لیتے

یتیموں کے والی ضعیفوں کی طاقت
تم آئے ہو بَن کر زمانے میں رحمت
ہزاروں کی بگڑی بنائی ہے حضرتؐ
ذرا اے علاجِ مریضانِ الفت
ہمارا بھی دردِ جگر دیکھ لیتے

جو یوسفؑ کہیں عکسِ رخ دیکھ پاتے
زلیخا صفت اشکِ حسرت بہاتے
جو آدمؑ بھی ملتے تو قربان جاتے
مسیحاؑ بھی نبضِ ارادت دکھاتے
اگر آپ سا چارہ گر دیکھ لیتے

ابوبکرؓ کی سی رفاقت سُنی ہے
علیؓ کی سی شانِ شجاعت سُنی ہے
بتا دے کوئی ایسی حالت سُنی ہے
غلاموں کی اُن کے یہ ہیبت سُنی ہے
صفیں لوٹ دیتے جدھر دیکھ لیتے

جدائی کا آزار ہوتا نہیں کم
یہاں دن بھی آتا ہے بن کر شبِ غم
یہ ارمان ہے دل میں اے جانِ عالم
ہوں پیش نظر آپ کے یوں تو ہر دم
مرے دیکھتے بھی مگر دیکھ لیتے

بڑھے اس لیے آپ سب انبیاء سے
ہمیشہ دعا دی جفاؤں کے بدلے
یہ اخلاق تھے سرورِ دوسراؐ کے
وہیں آپ تسکینِ دل کرنے لگتے
جہاں کوئی خستہ جگر دیکھ لیتے

درِ شاہ پر آکے دھونی رَماتے
مدینہ کی گلیوں میں آنکھیں بچھاتے
فتوحات کو اپنی سب بھول جاتے
سکندر بھی سائل کی صورت بناتے
اگر میرے مولیٰ کا در دیکھ لیتے

ہمیشہ عنایت کی عادت کے صدقے
غریبوں کی ہر دم حمایت کے صدقے
محبت کے قربان شفقت کے صدقے
رؤفؔ آپ کی چشمِ رحمت کے صدقے
اِسے بھی ذرا اک نظر دیکھ لیتے

خمسہ برغزل خود

قیامت میں تشریف جب لائیے گا
تو اِک اِک کو تکلیف میں پائیے گا
وہاں جب زمانہ کے کام آئیے گا
ہماری خطاؤں پہ کیا جائیے گا
نظر اپنی رحمت پہ فرمائیے گا

شراباً طہورا کے جب دور ہوں گے
تو مستوں کے سب کام فی الفور ہوں گے
عجب شان ہوگی عجب طور ہوں گے
وہاں تو کچھ انداز ہی اور ہوں گے
نہ معلوم کس ناز سے آئیے گا

نظر آئیں گے مہ جبیں اک طرف کو
سلاطینِ روئے زمیں اک طرف کو
بزرگانِ خلوت نشیں اک طرف کو
کھڑے ہوں گے ہم بھی وہیں اک طرف کو
ہمیں بھی ذرا دیکھتے آئیے گا

قیامت میں ہوگی عیاں شانِ امجد
جہاں ہوں گے لاکھوں بلا میں مقید
اس الطاف و احسان کی ہے کوئی حد
جہاں سے صدا آئے گی یا محمدؐ
وہیں آپ تکلیف فرمائیے گا

ہے اتنی عزیز آپ کو اپنی امت
کہ بھولے نہیں اس کو وقتِ ولادت
مگر حشر کے دن تو ہوگی یہ صورت
کہیں تو بلانے کی ہوگی ضرورت
کہیں بے بُلائے چلے جایئے گا

خطاؤں کو سب کی چھپانا پڑے گا
انھیں پیشِ حق بخشوانا پڑے گا
یہ بار آپ ہی کو اُٹھانا پڑے گا
ہزاروں کو غم سے چُھڑانا پڑے گا
ہماری بھی بگڑی بنا جایئے گا

ترس کھا کے سینہ سے اپنے لگائیں
ہمیں خوفِ عصیاں فوراً چھڑائیں
زیارت سے حق کی مشرف کرائیں
سرِ حشر اے عاصیو جب وہ آئیں
تو قدموں سے اُن کے لپٹ جایئے گا

ولایت، امامت، نبوت، رسالت
یہ سب ہاتھ باندھے ہوئے پیشِ خدمت
رکھے فرقِ اقدس پہ تاجِ شفاعت
دکھائیں گے جس وقت وہ اپنی صورت
رؤفؔ اُن پہ قربان ہو جایئے گا

خمسہ برغزل خود

تڑپنا ہائے بیتابانہ دل کا　　کبھی مرنا کبھی جی جانہ دل کا
سناؤں کیا تمھیں افسانہ دل کا　　بسا دو تم اگر کاشانہ دل کا
تو بن جائے چمن ویرانہ دل کا

نہ کوئی احتیاطِ فسق و بدعت　　نہ کوئی جذبۂ دردِ محبت
نہیں ہے دل کشی کی کوئی صورت　　کروں کیا پیش اے نازِ رسالت
ترے قابل نہیں نذرانہ دل کا

اب آکر دیکھ لو بیمارِ غم کو　　مریضِ دردِ فرقت کی دوا ہو
لبِ جاں بخش سے تسکین دیدو　　خدا کے واسطے جلدی خبر لو
بس اب لبریز ہے پیمانہ دل کا

مجھے دردِ جدائی کی دوا دو　　مری کشتی کنارے سے لگا دو
نقابِ چہرۂ زیبا ہٹا دو　　ذرا بیمار کو صورت دکھا دو
اسی پر ختم ہے افسانہ دل کا

ہیں سب رازِ نہاں اب آشکارا　　نظر کے سامنے عالم ہے سارا
مری ٹھنڈک مری آنکھوں کا تارا　　ہوا ہے جب سے دل مسکن تمھارا
رؤفؔ زار ہے دیوانہ دل کا

خمسہ برغزل خود

کوئی بے امرِ حق ایمان اُن پر لا نہیں سکتا
بغیر ان کی رضا کے کوئی حق کو پا نہیں سکتا
یہ رشتہ باہمی فہمِ بشر میں آ نہیں سکتا
محمدؐ کون ہیں کیا ہیں کوئی بتلا نہیں سکتا
یہ ایسا راز ہے جس کو کوئی سمجھا نہیں سکتا

ہر اک کو حشر کے دن اپنی اپنی ہی پڑی ہوگی
نہ بیٹا باپ کا ہوگا نہ ماں کی کوئی بیٹی ہی
خلیل اللہؑ بھی ہوں گے وہاں عیسیٰؑ بھی موسیٰؑ بھی
سرِ محشر نبی سب ہوں گے لیکن ہم غریبوں کی
سوائے آپ کے کوئی مدد فرما نہیں سکتا

مجھے معلوم ہیں خود ہی مرے افعال جیسے ہیں
زباں سے کیا کہوں اپنی کہ یہ ایسے ہیں ویسے ہیں
بتاؤں کس طرح مولیٰ مرے اعمال کیسے ہیں
خطائیں ہیں تو ایسی ہیں معاصی ہیں تو ایسے ہیں
کہ صورت آپ کو یہ روسیہ دکھلا نہیں سکتا

کبھی آہیں کبھی نالے کبھی اشکوں کا دریا ہے
غرض جس وقت دیکھا ہے سراپا درد دیکھا ہے
عجب عالم میں رہتا ہے نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے
رکھیں جس حال میں سرکار بس وہ حال اچھا ہے
مریضِ غم کوئی شکوہ زباں پر لا نہیں سکتا

یہی وہ آستانہ ہے جہاں گویا ہوئے پتھر
یہیں فریاد اپنی لے کے آئے جانور اکثر
نہیں تھا فیض سے محروم کوئی کم تر و برتر
یہاں آئے ہیں حضرت رحمۃ اللعالمین بن کر
کبھی خالی نبیؐ کے در سے کوئی جا نہیں سکتا

نبیؐ کی آرزو نے جس کی قسمت کو جگایا ہو
دلِ مردہ کو جس کے اُن کی الفت نے جِلایا ہو
نبیؐ کے عشق میں جس نے جگر پر داغ کھایا ہو
گلِ عارض نبیؐ کا جس کی آنکھوں میں سمایا ہو
نظر میں گلشنِ فردوس اُس کی آ نہیں سکتا

اِنھیں کی ذات اقدس موردِ الطافِ باری ہے
اِنھیں کے فیض نے مخلوق کی بگڑی سنواری ہے
اِنھیں کے دم سے محشر میں امید رُستگاری ہے
اسی در کا بھکاری ہے اِسی در کا بھکاری ہے
رؤفؔ اس آستانہ سے کہیں اب جا نہیں سکتا

خمسہ برغزل خود

تجھ سا جہان بھر میں نہ پاؤں تو کیا کروں
قدموں پہ تیرے سر نہ جھکاؤں تو کیا کروں
الفت کا تیری گیت نہ گاؤں تو کیا کروں
مرنے تری گلی میں نہ آؤں تو کیا کروں
بگڑی کو اپنی یوں نہ بناؤں تو کیا کروں

تم آبروئے حسن ہو، ننگِ وفا ہوں میں
تم چشمۂ حیات ہو موجِ فنا ہوں میں
تم عفوِ بے دریغ، سراپا خطا ہوں میں
تم بادشاہِ وقت ہو مسکیں گدا ہوں میں
سرکار تم سے لَو نہ لگاؤں تو کیا کروں

واقف ہو درد مند ہو، دانائے راز ہو
سب کا خیال رکھتے ہو گو بے نیاز ہو
دنیا میں ایک تم ہی تو بے کس نواز ہو
تم ہی تو میرے درد کے اک چارہ ساز ہو
پھر تم کو حالِ دل نہ سناؤں تو کیا کروں

مانا کہ مجھ پہ ہوگا نہ کوئی عتاب بھی
مانا کہ وہ طلب نہ کریں گے جواب بھی
مانا کہ میری سعی ہوئی کامیاب بھی
مانا رؤف ہوگئے وہ بے نقاب بھی
جلووں کی اُن کے تاب نہ لاؤں تو کیا کروں

خمسہ برغزل خود

انبیاء بھی ہیں پریشان رسولِ عربیؐ
بو البشرؐ تک ہیں پشیمان رسولِ عربیؐ
ساری مخلوق ہے حیران رسولِ عربیؐ
گرم ہے حشر کا میدان رسولِ عربیؐ
میں ہوں اس بھیڑ میں انجان رسولِ عربیؐ

میرے دل میں نہیں صد شُکر کسی سے کینہ
صاف رکھتا ہوں اس آزار سے اپنا سینہ
دل ہے یا مصحفِ رخسار کا اک آئینہ
میرا مذہب ہے تصور میں تمھارے جینا
تم پہ مرنا میرا ایمان رسولِ عربیؐ

زندگی آپ کی الفت میں بسر کرجاؤں
کبھی اس راہ کی مشکل سے نہ میں گھبراؤں
نزع میں جلوۂ دیدار سے دل بہلاؤں
موت کو آپ کا آغوشِ محبت پاؤں
بس اگر ہے تو یہ ارمان رسولِ عربیؐ

سر کسی اور کے آگے نہ جھکانے دینا
غیر کا دل میں تصور بھی نہ آنے دینا
بارِ احسان نہ کسی کا بھی اٹھانے دینا
دیکھنا اور کسی در پہ نہ جانے دینا
ہے رؤفؔ آپ کا مہمانِ رسولِ عربیؐ

خمسہ برغزل خود

نظر ہم خستہ حالوں کی حبیبِ کبریا پر ہے
نہ اپنی بے ریائی پر نہ اپنے اتقا پر ہے
شفاعت کا ہماری فیصلہ اُن کی رضا پر ہے
بھروسا عاصیوں کا شافعِ روز جزا پر ہے
ہمیں تو ناز جو کچھ ہے محمد مصطفےٰؐ پر ہے

وہ سَیرِ عرش و کرسی کرکے آجاتے ہیں دم بھر میں
وہ رکھتے ہیں قدم تو نقش بن جاتے ہیں پتھر میں
فضیلت کی یہ دیکھو انتہا ذاتِ پیمبر میں
بنی آدمؑ سے عیسیٰؑ تک ہیں سب میدانِ محشر میں
مگر تاجِ شفاعت فرقِ ختم الانبیاؐ پر ہے

جب آیا جوش پر میرے نبی کے فیض کا دریا
شہنشاہانِ عالم بھی نظر آنے لگے منگتا
سخی ایسا زمانے نے نہ دیکھا تھا نہ دیکھے گا
کبھی اس آستانے سے کوئی خالی نہیں جاتا
نگاہِ رحمۃ اللعالمیں ہر ہر گدا پر ہے

ہزاروں صاحبِ ظاہر ہیں صدہا صاحبِ باطن
کوئی ایسا بھی ہے ان میں کہ دنیا ہی نہ ہو اُس بن
مثال اس کی کوئی ڈھونڈھے تو عالم میں نہ ہو ممکن
حسیں ہیں، مہ جبیں ہیں، نازنیں ہیں سامنے لیکن
نظر سب دیکھنے والوں کی محبوب خدا پر ہے

ادا بھائی جو دیکھا اُن کو کملی دوش پر ڈالے
کبھی ارشاد ہے اے میرے جھرمٹ مارنے والے
جو موقع ہو تو اُن کی جانِ اقدس کی قسم کھالے
نہیں ہم ہی اکیلے ساقی کوثر کے متوالے
خدا بھی شیفتہ محبوب کی اِک اِک ادا پر ہے

محبت دل میں بھر دیتے ہیں اپنے نعت خوانوں کے
کوئی آتا ہے مشرق سے کوئی آتا ہے مغرب سے
بُھلا کر دل سے دنیا اور مافیہا کے سب جھگڑے
وہ اپنا ذکر سنوا کر جلا دیتے ہیں ہر ہفتے
کرم سرکار کا کیسا رؤفؔ بے نوا پر ہے

سلام

آپ کیا تشریف لائے
خلق کے مطلب بر آئے
معجزے وہ وہ دِکھائے
جو کسی نے بھی نہ پائے

یا نبی سلام علیکَ یا رسول سلام علیکَ

آپ محبوبِ خدا ہیں
آپ شاہِ دوسرا ہیں
شافعِ روزِ جزا ہیں
کیا بتاؤں آپ کیا ہیں

یا نبی سلام علیکَ یا رسول سلام علیکَ

اے شہنشاہِ مدینہ
آسماں رکھتا ہے کینہ
بھر گیا داغوں سے سینہ
ہوگیا دُشوار جینا

یا نبی سلام علیکَ یا رسول سلام علیکَ

میں گرفتارِ بلا ہوں
میں رؤفؔ بے نوا ہوں
بے کس و بے آشنا ہوں
آستانے پر پڑا ہوں

یا نبی سلام علیکَ یا رسول سلام علیکَ

سلام

السلام اے سرورِ دنیا و دیں — السلام اے رحمۃ اللعالمیں
السلام اے شافعِ روز جزا — السلام اے تاجدار ھل اَتیٰ
السلام اے دردِ دل کے چارہ گر — السلام اے مرہمِ زخمِ جگر
بے سہاروں کے سہارے السلام — اے مری آنکھوں کے تارے السلام
السلام اے خانۂ دل کے مکیں — السلام اے راحتِ جانِ حزیں
السلام اے مقتدائے مرسلاں — السلام اے خاتمِ پیغمبراں
میرے والی میرے مولا السلام — میرے مالک میرے آقا السلام
السلام اے افتخارِ انبیا — السلام اے سرپرستِ اولیا
السلام اے مخزنِ صدق و صَفا — السلام اے معدنِ صبر و رضا
اے مرے ملجا و ماویٰ السلام — اے شبِ اسرا کے دولہا السلام
السلام اے اولِ بنیادِ خلق — السلام اے باعثِ ایجادِ خلق

السلام اے حضرت خیر البشر
اس رؤفؔ زار پر بھی اک نظر

رُخصتِ ماہِ صیام

تو بھی اب رخصت ہوا ماہِ صیام
کی نہ تو نے بھی وفا ماہِ صیام

دے چلا عُشاق کو داغِ فراق
چھین کر دل لے چلا ماہِ صیام

جسم کی بیماریوں کا چارہ گر
دردِ عصیاں کی دوا ماہِ صیام

مثل فرضوں کے نوافل کا ثواب
برکتوں سے ہے بھرا ماہِ صیام

روح کو ملتی ہے تجھ سے تازگی
دل پہ ہوتی ہے جِلا ماہِ صیام

وصف اک تیرا ہے قرآں کا نزول
مرحبا صل علیٰ ماہِ صیام

روکنے والا معاصی سے ہمیں
نیکیوں کا رہ نما ماہِ صیام

تیرا رتبہ، تیری شوکت، تیری شان
سب مہینوں سے سوا ماہِ صیام

تجھ میں دروازے ہوئے دوزخ کے بند
اور درِ جنت کھلا ماہِ صیام

جانِ محزوں تیرے جلووں پر نثار
اور دلِ مضطر فدا ماہِ صیام

جو ترا انداز ہے وہ دل فریب
جو ادا ہے دل ربا ماہِ صیام

لیلۃ القدر ایک موتی بے بہا
ہے تیرے اندر چُھپا ماہِ صیام

یاد کرکے تجھ کو تڑپے گا بہت
یہ رؤفؔ بے نوا ماہِ صیام

❖

شریعت نام ہے جس کا رہِ رشد و ہدایت ہے
جسے اسلام کہتے ہیں سراسر دینِ فطرت ہے

شریعت پر ہمیشہ چاہئے ثابت قدم رہنا
طریقت بھی اُسی کی ہے جو پابندِ شریعت ہے

محمدؐ درحقیقت باعثِ ایجادِ عالم ہیں
خدا کے بعد ہر ہر فرد پر ان کی فضیلت ہے

ہمارا ناک میں دم ہے شرارت سے تری واعظ
یہ تیرے روز کے فتوے یہ بدعت ہے وہ بدعت ہے

نہیں ہے تو نہ ہو گر اولیاء اللہ کا قائل
تجھے اُن سے عداوت ہے مجھے اُن سے محبت ہے

کہا ہے حق نے انعمت علیھم شان میں اُن کی
یہ افسانہ نہیں ہے مصحفِ حق کی تلاوت ہے

مجھے اللہ ان کے راستہ پر گامزن کردے
نہ کوئی میرا ارماں ہے نہ کوئی میری حسرت ہے

زمانہ درس لیتا ہے مقابر کی زیارت سے
مزاروں سے عقیدت مذہب اہلِ طریقت ہے

جو ممکن ہو تو بزمِ نعت خوانی میں چلے آنا
وہ جلسہ میرے اک شیخِ طریقت کی کرامت ہے

اسے ہوتے ہوئے اب ہو چکے باون برس پورے
میں ویسے ہی نہیں کہتا یہ تاریخی شہادت ہے

یقیں آتا نہ ہو تم کو اگر میری گزارش پر
تو آکر دیکھ لو سالِ بنا زیبِ عمارت ہے

رؤف اِس بزمِ نعتِ سرور عالم سے ہر ہفتے
مری تفریح میرے دل کے بہلانے کی صورت ہے

خود سے خطاب

چشم لب دنداں دہن پھر جسم جس میں جان ہے
دیکھ تو غافل یہ کتنا قیمتی سامان ہے

دینے والا کون ہے اے کاش تو یہ سوچتا
کس کی ہے یہ سب نوازش کس کا یہ احسان ہے

کیا غرض تھی یہ خزانہ تجھ کو کیوں سونپا گیا
غور کر اس پر اگر تو واقعی انسان ہے

ہوش میں آ دیکھ اتنی بے حسی اچھی نہیں
تجھ پہ فرض ان نعمتوں کا شکر ہر ہر آن ہے

اس کی خوش نودی کے ہر ہر کام سے تجھ کو گریز
ہائے جس کا لطف تیری شان کے شایان ہے

ایسے محسن سے تغافل ایسے آقا سے فرار
کیا کہوں تو کون ہے انساں ہے یا حیوان ہے

جب تجھے دنیا کے کاموں سے فراغت ہو نصیب
سیرتِ اصحاب ہے تفسیر ہے قرآن ہے

دیکھ اہل اللہ کا دامن نہ چھوٹے ہاتھ سے
ان طبیبوں کے یہاں ہر درد کا درمان ہے

اولیاء اللہ کا ہے فیض فیضانِ نبیؐ
اور یہ فیضانِ نبیؐ اللہ کا فیضان ہے

روز محشر بس وہی خوش بخت ہوگا سرخرو
سامنے جس کے یہ منظر ہر گھڑی ہر آن ہے

دُور اِک جانب دکھائی دے رہا ہے پُل صراط
دُوسری جانب نظر میں عدل کی میزان ہے

ہاتھ اور پاؤں گواہی دے رہے ہیں اک طرف
جس کو دیکھو یہ تماشا دیکھ کر حیران ہے

کیا غضب ہے باپ بیٹے کو نہیں پہچانتا
اور نہ بیٹے ہی کو اپنے باپ کی پہچان ہے

نفسی نفسی کا یہ عالم الامان و الحفیظ
اس بَلا میں مبتلا ہر بے عمل انسان ہے

حشر میں یا رب ترا محبوب ہے میرا شفیع
اور تو ستّار ہے غفار ہے رحمان ہے

دونوں سرکاروں سے کچھ ایسا تعلق ہے مجھے
ایک میرا جسم ہے اور ایک میری جان ہے

سال میں چون مجالس اپنے اپنے وقت پر
اور یہ چھپن سال سے تفریح کا سامان ہے

یہ مجالس اور خاکِ پائے درویشاں رؤفؔ
مفلسی میں عیش کرتا ہے خدا کی شان ہے

الموعظة و النصیحة

کرو توبہ ڈرو حق سے یہ سمجھو کل قیامت ہے
جہاں اعضا گواہی دیں گے وہ ایسی عدالت ہے

نماز و روزہ و حج نیکیاں ہیں یہ حقیقت ہے
مگر ایسی ہی اک اللہ کے بندوں کی خدمت ہے

یہ دو باتیں بھی انساں کے لیے بے حد ضروری ہیں
بزرگوں کا ادب ہے اور خوردوں کو نصیحت ہے

زن و فرزند مال و جاہ سب انعام ہیں حق کے
مگر جانِ برادر جان ان سب کی قناعت ہے

زنا کینہ حسد بغض و عداوت جھوٹ عیاری
مگر ان سب سے بدتر جو برائی ہے وہ غیبت ہے

تمھیں صوفی سے کیا مطلب تمھیں ملّا سے کیا لینا
کسی کے نقش پا پر تم کو مٹنے کی ضرورت ہے

ہے جب تک دم میں دم مخلوق کی خدمت کئے جاؤ
رؤف اللہ سے مل جائے گا جو حقِ خدمت ہے

مناقب

منقبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ

نبیؐ کے عشق کا ہے سلسلہ صدیق اکبرؓ سے
کوئی پوچھے مزا اس درد کا صدیق اکبرؓ سے

جسے ارمان ہو سرکارِ طیبہ کی غلامی کا
کرے آکر وہ پہلے مشورہ صدیق اکبرؓ سے

علیؓ سے علم لو حِلم و حیا عثمانؓ سے سیکھو
عمرؓ سے عدل لو صدق و صفا صدیق اکبرؓ سے

نبیؐ کے عشق کی برچھی لگی ہو جس کے سینہ میں
وہ لے اس درد کی جاکر دوا صدیق اکبرؓ سے

جسے ہو دیکھنی دل میں چمک نورِ محمدؐ کی
کرے کچھ روز وہ کسبِ ضیا صدیق اکبرؓ سے

نبی نے اپنے پہلو میں جگہ دی بعدِ رحلت بھی
سمجھ لو کیا تعلق اُن کا تھا صدیق اکبرؓ سے

ہوا ہے شاد اپنے دوست کے دشمن سے کوئی بھی
نبیؐ ناراض اُس سے جو خفا صدیق اکبرؓ سے

نبیؐ کے بعد ہر مسلم کو رکھنی چاہئے الفت
علیؓ عثمانؓ عمرؓ جانِ وفا صدیق اکبرؓ سے

بنا دیتے ہیں دم بھر میں وہ بگڑی اُن غریبوں کی
جو کرتے ہیں مقدر کا گِلا صدیقِ اکبرؓ سے

جنھیں محروم رہنا تھا رہے وہ عیب جوئی میں
جنھیں ملنا تھا سب کچھ مل گیا صدیق اکبرؓ سے

رؤفؔ اُن کے کرم ان کی عطا کا کیا ٹھکانا ہے
جو مانگو گے وہی مل جائے گا صدیقِ اکبرؓ سے

منقبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ

اگر دل ہے شیدائے صدیق اکبرؓ
تو سر میں ہے سودائے صدیق اکبرؓ

نبیؐ کا جہاں ذکر چھیڑا کسی نے
وہیں اشک بھر لائے صدیق اکبرؓ

ہوا پیش جب انتخابِ خلافت
تو سب کو پسند آئے صدیقِ اکبرؓ

محبت کی دنیا کا خضرِ حقیقی
نشانِ کفِ پائے صدیقِ اکبرؓ

بنا لو تم اپنا تو خلدِ بریں کی
سند ہاتھ آجائے صدیقِ اکبرؓ

نہیں شبہ اس میں کہ بعدِ پیمبر
نہیں کوئی ہمتائے صدیقِ اکبرؓ

رؤفؔ آستانہ پہ کب سے کھڑا ہے
کچھ اس کو بھی مل جائے صدیقِ اکبرؓ

منقبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ

ہے مدفن جلوہ گاہ مصطفٰے صدیقِ اکبرؓ کا
سمجھ ہو تو سمجھ لو مرتبہ صدیقِ اکبرؓ کا

رہ حق میں کبھی اُن کے قدم لغزش نہیں کرتے
جنھیں ہے یاد اندازِ وفا صدیقِ اکبرؓ کا

کوئی مانے نہ مانے اس سے اب ہوتا ہے کیا حاصل
زمانہ میں تو ڈنکا بج چکا صدیقِ اکبرؓ کا

صحابہ یوں تو سَب شمعِ نبوت کے تھے پروانے
مگر انداز ہی کچھ اور تھا صدیقِ اکبرؓ کا

کوئی آدھا کوئی اپنا چہارم مال لاتا ہے
مگر اللہ اکبر حوصلہ صدیقِ اکبرؓ کا

یہ جو کچھ بھی ہے لے آتے ہیں سب حضرت کی خدمت میں
عجب اخلاص ہے صلِ علیٰ صدیقِ اکبرؓ کا

نبیؐ سے دور ہے جو دور ہے صدیقِ اکبرؓ سے
وہ حق کا ہو گیا جو ہو گیا صدیقِ اکبرؓ کا

قیامت میں رؤفِ پُر معاصی کے گناہوں کو
الٰہی بخش دینا واسطہ صدیقِ اکبرؓ کا

منقبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ

یارِ غارِ مصطفٰے کا ذکر میری جان ہے
حضرت صدیق کی مدحت مرا ایمان ہے

وہ مرے آقا ہیں میں ان کے غلاموں کا غلام
میں ہوں اُن کا مدح گو شاہد مرا دیوان ہے

سب سے پہلے وارثِ گنجِ نبوت ہیں وہی
ثانی اثنین اذھما فی الغار جن کی شان ہے

ہے میسر صحبتِ محبوب کب تک حشر تک
اس سے بڑھ کر بھی تقرب کی کوئی پہچان ہے

گھر کا کل سامان لاکر خدمتِ سرکار میں
بولے آقا مال کیسا جان بھی قربان ہے

صورتِ صدیقؓ ہے صدق و صفا کا آئینہ
سیرتِ صدیقؓ اخلاقِ حُسن کی کان ہے

نعتِ سرکارِ دو عالم منقبت اصحاب کی
روز محشر میری بخشش کا یہی سامان ہے

یادگار عیشؔ ہے یہ بزم صدیقی رؤفؔ
آج راحتؔ کا نہیں تو عیشؔ کا مہمان ہے

آج وہ ہوتے تو دادِ منقبت دیتے مجھے
آہ ہے فریاد ہے افسوس ہے حرمان ہے

منقبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ

زباں پر آگیا تھا واسطہ صدیقِ اکبرؓ کا
صفایا ہوگیا فوراً مرے عصیاں کے دفتر کا

نہیں ہرگز نہیں یہ منقبت صدیقِ اکبر کی
یہ سمجھو تذکرہ ہے کشتیٔ اُمّت کے لنگر کا

یہی تو سب سے پہلے مسند آرائے خلافت ہیں
اِنہی کے دوش پر ہے بار سب دینِ پیمبر کا

یہ جو کچھ بھی ہے سب قربان کر دیتے ہیں آقا پر
کسی میں بھی نہیں عشقِ پیمبر ان کے نمبر کا

رہیں گے حشر تک صدیق آغوشِ پیمبر میں
کہاں سے لائے گا کوئی جواب اُن کے مقدر کا

زمانہ اس کا کوئی بال بیکا کر نہیں سکتا
جو عاشق ہے ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا

یہ اوصافِ صحابہ ہر برس دہرائے جاتے ہیں
مزہ ہر سال آجاتا ہے یوں قندِ مکرر کا

ہو اے جانِ صحابہ اک عنایت کی نظر اس پر
رؤف زار بھی ہے ایک سائل آپ کے در کا

منقبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ

پہنچے یوں منزل مقصد پہ گدائے صدیقؓ
مشعلِ راہ بنے صدق و صفائے صدیقؓ

یا خدا صبر ملے مجھ کو طفیلِ حسنینؓ
دولتِ عشق عنایت ہو برائے صدیقؓ

جان کرتے تھے فدا سارے صحابہؓ لیکن
غار میں دیکھئے تصویرِ وفائے صدیقؓ

کھول دیتے ہیں درِ روضۂ اقدس حضرت
کہ پسِ مرگ بھی پہلو سے نہ جائے صدیقؓ

یہ مراتب کی بلندی یہ مدارج کا عروج
کس سے ممکن ہے، بھلا وصف و ثنائے صدیقؓ

کیا عجب ہے جو مجھے دیکھ کے رضواں یہ کہے
اس کو آنے دو یہ ہے مدح سرائے صدیقؓ

حق کے محبوب کے محبوب ہیں صدیقؓ رؤفؔ
دیکھو آغوشِ پیمبرؐ میں ہے جائے صدیقؓ

منقبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ

مطلع مربع

نبیؐ کے عشق کا ہے سلسلہ صدیقِ اکبرؓ سے
کوئی پوچھے مزا اس درد کا صدیقِ اکبرؓ سے

مربع

جو چاہے بیٹھنا آل محمد کے سفینے میں
جسے ہو زندگی اپنی بسر کرنا مدینے میں
نبیؐ کے عشق کی برچھی لگی ہو جس کے سینے میں
وہ لے اس درد کی جاکر دوا صدیقِ اکبرؓ سے

لڑکپن ساتھ گزرا تھا جوانی ساتھ ہی گزری
اور آخر ہوگئی یہ انتہا جذبِ محبت کی
نبیؐ نے اپنے پہلو میں جگہ دی بعدِ رحلت بھی
سمجھ لو کیا تعلق ان کو تھا صدیقِ اکبرؓ سے

نظر آتی ہے منزل پر پہنچنے کی یہی صورت
اِسی رستے سے ہوں گے اہلِ محشر داخلِ جنت
نبیؐ کے بعد ہر مومن کو رکھنی چاہئے الفت
علیؓ عثمانؓ عمرؓ جانِ وفا صدیقِ اکبرؓ سے

نبیؐ کا عشق ہے دنیا کی ہر دولت سے مستثنیٰ
بہت دشوار ہے اُن کے حریمِ ناز کا مِلنا
جسے ارمان ہو سرکارِ طیبہ کی غلامی کا
کرے آکر وہ پہلے مشورا صدیقِ اکبرؓ سے

مسلمانو یہ کیسی بے خودی ہے ہوش میں آؤ
پڑھو اِن جاں نثارانِ نبیؐ کے کارناموں کو
علیؓ سے علم لو حلم و حیا عثمانؓ سے سیکھو
عمرؓ سے عدل لو صدق و صفا صدیقِ اکبرؓ سے

ہمیں تو صرف اپنا حالِ دل اُن کو سنانا ہے
خبر بھی ہے تمھیں یہ کس سخی کا آستانا ہے
رؤفؔ اُن کے کرم اُن کی عطا کا کیا ٹھکانا ہے
جو مانگو گے وہی مل جائے گا صدیقِ اکبرؓ سے

منقبت سیدنا عمر فاروقؓ

چمک تیغ بُرّانِ فاروقِ اعظمؓ
دکھا دے ذرا شانِ فاروقِ اعظمؓ

دماغوں کو عالم کے کردے معطر
شمیمِ گلستانِ فاروقِ اعظمؓ

اب اک بار پھر کفر کی تیرگی کو
مِٹا روئے تابانِ فاروقِ اعظمؓ

عدالت سکھائی سیاست بتائی
ہے عالم پہ احسانِ فاروقِ اعظمؓ

نبیؐ کو تھا مطلوب اسلام اُن کا
سمجھ لیجئے شانِ فاروقِ اعظمؓ

ہے مفتوحہ بیت المقدس اُنھیں کا
ہے ایران ایرانِ فاروقِ اعظمؓ

مدینے سے کی ساریہ کو ہدایت
زہے جوشِ فیضانِ فاروقِ اعظمؓ

عجب ذات ہے اُن کی ذاتِ گرامی
عجب شان ہے شانِ فاروقِ اعظمؓ

سند ہاتھ آجائے خلد بریں کی
جو مل جائے دامانِ فاروقِ اعظم

الٰہی ہمیں بخشنا روز محشر
بحقِّ غلامانِ فاروقِ اعظمؓ

رؤفؔ اپنی قسمت پہ ہے ناز مجھ کو
کہ ہوں آج مہمانِ فاروقِ اعظمؓ

منقبت سیدنا عمر فاروقؓ

بُلا کے لائی ہے سب کو محبتِ فاروقؓ
کھلا ہے بابِ گلستانِ مدحتِ فاروقؓ

نثارِ حدِّ شریعت کیا ہے لختِ جگر
زمانہ دیکھ لے شانِ عدالتِ فاروقؓ

ملا ہے بیت مقدس تو رونمائی میں
کچھ ایسی حق نے بنائی ہے صورتِ فاروقؓ

نبیؐ کے نام کا ڈنکا بجا کرے دن رات
یہ آرزو یہ تمنا یہ حسرتِ فاروقؓ

ہے ذرہ ذرہ مدینہ کا اُن کی راحتِ جاں
گلی گلی ہے مدینہ کی جنتِ فاروقؓ

مری لحد بھی بنانا انھیں کے کوچہ میں
ہوں مَیں بھی کشتۂ تیغِ محبتِ فاروقؓ

خدا کی یاد ہے یادِ نبیؐ مرے نزدیک
نبیؐ کا عشق سمجھتا ہوں الفتِ فاروقؓ

وہ اپنے دوست کے پہلو میں جلوہ فرما ہیں
ہے کیا ہی قابل صد رشک قسمتِ فاروقؓ

نبی کا ان سے نہ تھا ساتھ چھوٹنے والا
ہے تا قیامِ قیامت محبتِ فاروقؓ

عمرؓ کی آنکھ سے دیکھے کوئی علیؓ کا جمال
علیؓ کے دل سے کوئی پوچھے عظمتِ فاروقؓ

نبیؐ کی خدمتِ اقدس میں ہو اگر موقع
ہمیں بھی بھول نہ جانا شفاعتِ فاروقؓ

میں جس طرف بھی محبت سے دیکھتا ہوں رؤفؔ
اُسی طرح نظر آتی ہے صورتِ فاروقؓ

منقبت سیدنا عمر فاروقؓ

آج تک پہلو میں ہے پہلوئے جانانِ عمرؓ
دیکھئے کس ناز سے نکلے ہیں ارمانِ عمرؓ

اے زہے شوکت عمر کی اے زہے شانِ عمرؓ
حق تعالیٰ شانہٗ ہے مرتبہ دانِ عمرؓ

خدمتِ اسلام کچھ اس شان سے کی آپ نے
اٹھ نہیں سکتا کسی سے بارِ احسانِ عمرؓ

کیا سمجھ سکتے ہیں اُن کی قدر ہم کوتاہ بیں
کوئی پیغمبرؐ سے پوچھے رفعتِ شان عمرؓ

آنکھ محوِ دیدِ عثمانؓ سر میں سودائے علیؓ
دل فدا صدیقؓ پر ہو جان قربانِ عمرؓ

ایسی دربانی پہ دنیا کی شہنشاہی نثار
پہلے دربانِ نبی ہوتا ہے دربانِ عمرؓ

بحرِ عصیاں کے حوادثِ ختم ہوجائیں رؤفؔ
ڈوبتوں کے ہاتھ اگر آجائے دامانِ عمرؓ

منقبت سیدنا عمر فاروقؓ

شورِ تکبیرِ عمرؓ پھر زورِ شمشیرِ عمرؓ
اور پھر اللہ اکبر حسنِ تدبیرِ عمرؓ

حشر تک اِس کو زمانہ محو کر سکتا نہیں
لوحِ دل پر نقش ہے عدلِ جہانگیرِ عمرؓ

فتح جب بیت المقدس کی کبھی آتی ہے یاد
سامنے آنکھوں کے پھر جاتی ہے تصویرِ عمرؓ

اپنے دونوں پیشواؤں کا تقرب ہے نصیب
قابلِ صد رشک ہے واللہ تقدیرِ عمرؓ

آپ کے ایمان لانے کی نبیؐ نے کی دعا
کوئی پیغمبر کے دل سے پوچھے توقیرِ عمرؓ

بعد پیغمبر نبی ہوتے تو ہوتے آں جناب
یہ شرف یہ جاہ یہ عزت یہ توقیرِ عمرؓ

ہیں یہ ان میں جن کو جنت کی بشارت دی گئی
مدعیٔ بے خبر جنت ہے جاگیرِ عمرؓ

ان کے اوصافِ حسن تاریخ میں پڑھنے کے بعد
کر نہیں سکتا کوئی ذی عقل تحقیرِ عمرؓ

ہم مسلمانوں کا ہو ایمان بنیاد عمل
قادرِ مطلق بحقِ ذوق تعمیرِ عمرؓ

ہم ذلیل و خوار ہیں اب اور شرمندہ نہ کر
قادرِ مطلق بحقِ جاہ و توقیرِ عمرؓ

ہم نہتّوں کے تحفظ کا بھی کردے انتظام
قادرِ مطلق بحقِ تیر و شمشیرِ عمرؓ

عسکری تنظیم کی تحریک کی کوئی سبیل
قادرِ مطلق بحقِ حُسنِ تدبیرِ عمرؓ

آج تو نے منقبت ایسی سنائی ہے رؤفؔ
تو نے گویا کھینچ کر رکھ دی ہے تصویرِ عمرؓ

منقبت سیدنا عمر فاروقؓ

لے رہا ہوں جب سے میں نامِ عمرؓ
ہو رہا ہے مجھ پر انعامِ عمرؓ

حق سے پیغمبر نے مانگا تھا اسے
تھا اُنھیں درکار اسلامِ عمرؓ

اکثر اُن کی رائے پر تائیدِ حق
کیا قریب عرش ہے بامِ عمرؓ

خوب تر محبوب تر مرغوب تر
پختۂ بوجہل سے خامِ عمرؓ

کچھ عجب فرحت سی ہوتی ہے مجھے
جب کوئی ملتا ہے ہمنامِ عمرؓ

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
دین چمکا بعدِ اسلامِ عمرؓ

ابر و باد و مہر و ماہ بحرو بر
بے خبر یہ سب ہیں خدامِ عمرؓ

اے نبی اے سیدی اے مرشدی
اے مری جاں اے دلآرامِ عمرؓ

مژدۂ بخشش سے خوش کردیجئے
بہرِ جود و بخششِ عامِ عمرؓ

چشمِ باطن نور سے بھر دیجئے
بہرِ کشف و علم و الہامِ عمرؓ

لاج رکھ لیجے رؤفؔ زار کی
بہر عز و جاہ و اکرامِ عمرؓ

منقبت سیدنا عمر فاروقؓ

دل کے اندر ہو محبت حضرتِ فاروقؓ کی
آنکھ میں پھرتی ہو صورت حضرتِ فاروقؓ کی

کردیا فرزند کو دینِ پیمبر پر نثار
اے زہے شانِ عدالت حضرت فاروقؓ کی

بول بالا ہو رہا تھا ہر طرف اسلام کا
کیا مبارک تھی خلافت حضرت فاروقؓ کی

بس دکھانے سے جسے بیت المقدس مل گیا
واہ کیا صورت تھی صورت حضرت فاروقؓ کی

بعدِ پیغمبرؐ نبی ہوتے تو ہوتے یہ جناب
اللہ اللہ یہ جلالت حضرتِ فاروقؓ کی

محو ہوسکتی ہے کیا تاریخ کے اوراق سے
مدعی تجھ سے خلافت حضرت فاروقؓ کی

خواب میں کیسی بھلا یہ بات بھی کوئی رؤفؔ
جاگتے میں ہو زیارت حضرت فاروقؓ کی

منقبت سیدنا عثمان غنیؓ

نامِ عثمان غنیؓ عالی گہر والا تبار
وصف ذی النورین اُن کا باعثِ صد افتخار

مایۂ حلم و حیا سرمایۂ مہر و وفا
خوگرِ لطف و کرم جود و عطا جن کا شعار

جامعُ القرآن ہونے کی صفت سے متصف
اور یہ خدمت ہے عثمانِ غنیؓ کا شاہکار

ان کی شخصیت کو پیغمبرؐ کے دل سے پوچھئے
بیعتِ رضواں ہے اُن کی شان کی آئینہ دار

راہِ حق میں پہلے اپنے مال کو قرباں کیا
اور پھر دینِ نبیؐ پر ہوگئے خود بھی نثار

یہ ہیں اُن کے جانشین صدقہ ہے جن کے نور کا
جلوۂ شمس و قمر شام و سحر لیل ونہار

بہر عثمانِ غنیؓ کر یہ دعا حق سے رؤفؔ
کاش ہم بھی اُن کے کچھ اطوار کرلیں اختیار

منقبت سیدنا عثمان غنیؓ

حق آپ ثنا خواں ہوا عثمانِ غنیؓ کا
اللہُ غنی مرتبہ عثمانِ غنیؓ کا

اسلام کی خدمت میں دیا سب سے زیادہ
دیکھے تو کوئی حوصلہ عثمانِ غنیؓ کا

اسلام کی الفت میں اطاعت میں نبیؐ کی
سر دے دیا یہ حال تھا عثمانِ غنیؓ کا

دو لڑکیاں منسوب ہوئیں اُن کو نبی کی
بے مثل تھا یہ مرتبہ عثمانِ غنیؓ کا

قراں کی تلاوت میں پیا جامِ شہادت
کیا خوب ہوا خاتمہ عثمانِ غنیؓ کا

یہ رات ہے کس ماہ کی عثمانِ غنیؓ کی
یہ روز ہے کس مہر کا عثمانِ غنیؓ کا

پھر جائیں رؤفؔ جگر افگار کے دن بھی
اے رحمتِ رب واسطہ عثمانِ غنیؓ کا

منقبت سیدنا علیؓ کرم اللہ وجہہ

اے صبا آنے کو ہے گلشن میں کیا کوئی نگار
کہہ رہی ہے چشمِ نرگس، ہے کسی کا انتظار

سمتِ مغرب سے ابھی آئی ہے اتراتی ہوئی
لائی ہے مژدہ کوئی شاید نسیمِ مشکبار

اس طرف سوسن مخاطب ہو کے اک اک کی طرف
کہہ رہی ہے اے چمن کے رہنے والو ہوشیار

داغ اپنے دامنِ دل سے گلِ لالہ مٹا
او پریشاں حال سنبل اپنی زلفوں کو سنوار

رہ نہ جائے دیکھ حسنِ دلبری میں کوئی نقص
اے گلِ رعنا ابھی اور اپنے جوبن کو نکھار

سرو تو بھی اپنی آزادی کو رکھ بالائے طاق
آج کرنا ہوں گے آدابِ گلستاں اختیار

اے نسیمِ صبح تو بھی چال کو اپنی بدل
اور نئے انداز ہوں تیرے بھی اے بادِ بہار

نغمہ آج اے عندلیب ایسا مسرت خیز ہو
جھوم جائے جس کو سن کر باغ کا ہر برگ و بار

دیکھتے ہی اک نظر اُس کے گلِ رخسار کو
گل فدا ہوں گے اگر سو بلبلیں ہوں گی ہزار

سروِ آزاد اُس کے قدِ ناز کا ہوگا غلام
بوئے گیسو پر فدا ہو جائے گا مشکِ تتار

عمر بھر حسرت رہے گی اُس پر مرنے کی اُسے
دیکھ لے گا اے صبا صورت جو اُس کی ایک بار

اُن کی تشریف آوری کو یوں سمجھنا چاہئے
گلشنِ اسلام میں آنے کو ہے فصلِ بہار

سیکڑوں القاب ہوں گے اُس شہِ ذی جاہ کے
اس قدر ہوگا فزوں دنیا میں اُن کا اقتدار

بوالحسن کوئی کہے گا اُن کو کوئی بو تُراب
اور کوئی مولیٰ علیؑ مشکل کشا دُلدل سوار

ان بتوں کو جو نظر آتے ہیں بیت اللہ میں
وہ گرائیں گے نبیؐ کے دوش پر ہو کر سوار

سامنے آئیں گے جب ان کے شجاعانِ عرب
اور دیکھیں گے انھیں میداں میں وقتِ کارزار

جب نظر جائے گی ان کے روئے انور کی طرف
یوں کہیں گے برملا ہو ہو کے قدموں پر نثار

ان سے کوئی جنگجو دنیا میں لڑ سکتا نہیں
لافتیٰ اِلاّ علیؑ لا سیف اِلاّ ذو الفقار

اُن کے آتے ہی بدل جائے گی دنیا کی ہوا
دیکھنا ہو جائیں گے کچھ اور ہی لیل و نہار

پیشوا ہوں گے امامت میں ولایت میں امام
اور خلافت میں چہارم آسماں کے تاجدار

شمع و پروانہ بنیں گے مصطفےٰ و مرتضےٰ
اُن کو اِن پر ناز اور یہ اُن کی صورت پر نثار

مدح اس سرکار عالی جاہ کی ممکن نہیں
اولیاء کے مایۂ ناز انبیاء کے افتخار

ہوں گے وہ دنیا میں باب شہر علم مصطفےٰ
اُن کی ذات پاک پر ہوگا ولایت کا مدار

بن کے ساقی اپنے رندوں کو پلائیں گے مدام
جس کا آنکھوں سے نہ جائے گا قیامت تک خمار

اُن کے دستِ ناز میں ہوگا یدِ قدرت کا زور
اُن کے ہر انداز میں اعجاز ہوں گے بے شمار

دیکھنا اُن کی نمازِ عصر کُن ہوگی قضا
غیرِ اعظم کرے گا ان کی طاعت اختیار

کچھ عجب انداز ہوں گے اُس سراپا ناز کے
دوستوں کو جن سے راحت دشمنوں کے دل فگار

لکھ نہیں سکتا قلم اُن کے فضائل کا بیاں
کر نہیں سکتی زباں ان کے مراتب کا شمار

بے کسوں کے دل کی طاقت اور بے چینوں کا چین
بے سہاروں کے سہارے بے قراروں کے قرار

دیکھ کرتے ہیں رؤفؔ امداد تیری وہ ابھی
یا علیؑ مشکل کشا کہہ کر ذرا اُن کو پکار

منقبت سیدنا علیؓ کرم اللہ وجہہ

بو تراب وحیدر و صفدر علیؓ مرتضےٰؓ
ناصرِ دیں قاتل انتر علیؓ مرتضےٰؓ

آپ کا اللہ ہے یاور علیؓ مرتضےٰؓ
آپ کے حامی ہیں پیغمبرؐ علیؓ مرتضےٰؓ

کیوں کسی کے در پہ جاکر طالبِ امداد ہوں
آپ کے الطاف کے خوگر علیؓ مرتضےٰؓ

بادشاہِ ھل اتٰی گنجینۂ جُود وسخا
خالق و مخلوق کے دلبر علیؓ مرتضےٰؓ

آپ ہی کی ذات تھی معجز نمائے ردِّ شمس
آپ ہی ہیں فاتحِ خیبر علیؓ مرتضےٰؓ

کم سِنوں میں سابقُ الایمان اللہ غنی
سب سے پہلا آپ کا نمبر علیؓ مرتضےٰؓ

خواب گاہِ مصطفےٰ میں آپ تھے ہجرت کی شب
اے خوشا وہ آپ کا بستر علیؓ مرتضےٰؓ

بے عمل، بے علم، ناداں، جاہلِ مطلق، رؤفؔ
شہرِ علمِ مصطفےٰؐ کا در علی مرتضےٰؓ

منقبت سیدنا علیؓ کرم اللہ وجہہ

دیکھ کر دل کش ادائے بوترابؓ
ہو گیا دل مبتلائے بوترابؓ

جب پکارا آگئے امداد کو
جان صدقے دل فدائے بوترابؓ

بادشاہی کا مزا لیتا رہے
کوئی ہو جائے گدائے بوترابؓ

جس کا جی ہو آزما کر دیکھ لے
کیمیا ہے خاکِ پائے بوترابؓ

میرے عصیاں کا نہیں کوئی شمار
بخش دے یا رب برائے بوترابؓ

آنکھ محوِ دید ہو اُن کی رؤفؔ
دل بنے خلوت سرائے بوترابؓ

منقبت سیدنا علیؓ کرم اللہ وجہہ

اے افتخارِ انبیا مولیٰ علی مشکل کشا
اے صدرِ بزمِ اولیا مولیٰ علی مشکل کشا

آئینۂ صدق و صفا مولیٰ علی مشکل کشا
گنجینۂ مہر و وفا مولیٰ علی مشکل کشا

دستِ ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ کے قلب و جگر
جانِ محمدؐ مصطفےٰ مولیٰ علی مشکل کشا

زوجِ بتولِ خوش سیر خالق کے منظورِ نظر
مخلوق کے حاجت روا مولیٰ علی مشکل کشا

ہر سو ہے چرچا آپ کا عالم ہے شیدا آپ کا
بجتا ہے ڈنکا آپ کا مولیٰ علی مشکل کشا

ہم نام لیوا آپ کے مایوس سے مجبور سے
ہیں ہند میں بے دست و پا مولیٰ علی مشکل کشا

شیعہ ہے سُنی سے خفا سُنی کو شیعہ سے گلہ
بھائی سے بھائی ہے جدا مولیٰ علی مشکل کشا

بس نام کے خادم ہیں ہم بے انتہا نادم ہیں ہم
اب عفو کر دیجے خطا مولیٰ علی مشکل کشا

ہونٹوں پہ جان زار ہے جینا بہت دشوار ہے
ہے آہ آہِ نارسا مولیٰ علی مشکل کشا

منزل سے کوسوں دور ہوں معذور ہوں مجبور ہوں
مشکل کشا مشکل کشا مولیٰ علی مشکل کشا

عصیاں کا ہے خوف و خطر انجام سے لگتا ہے ڈر
اِس درد کی دیجئے دوا مولیٰ علی مشکل کشا

حد سے فزوں ہے تشنگی دو ایک جامِ آگہی
بہرِ شہیدانِ وفا مولیٰ علی مشکل کشا

چلمن ذرا سر کاؤنا صورت ذرا دکھلاؤنا
ہوں جان و دل تم پر فدا مولیٰ علی مشکل کشا

خوب آپ کو معلوم ہے دیدار سے محروم ہے
اب تک رؤفؔ بے نوا مولیٰ علی مشکل کشا

منقبت حضرت سیدنا حسین بن علیؓ

کرنی اگر ہے سیرِ گلستانِ اولیا
کر اختیار راہِ محبانِ اولیا
مطلوب ہے اگر تجھے فیضان اولیا
اے دل بگیر دامنِ سلطانِ اولیا
یعنی حسینؓ ابنِ علیؓ جانِ اولیا

خادم ہیں جن کے جن و ملک وہ خجستہ خو
پروانہ جن کا مہرِ رسالت وہ شمع رو
مدح و ثنائے شہ میں کسے تابِ گفتگو
چوں صاحبِ مقامِ نبیؐ و علیؓ ست اُو
ہم فخرِ انبیا شدہ ہم شانِ اولیا

حسرت بھری نگاہ سے تکتے ہیں بادہ کش
پیاسوں کی ہے زبان پہ فریادِ العطش
خورشید رُخ نہ زہرہ شمائل نہ ماہ وش
آئینۂ جمالِ الٰہی ست صورتش
زاں رو شد است قبلۂ ایمانِ اولیا

گو اشقیا نے ظلم کئے آپ پر شدید
ہرگز نہ کی قبول مگر بیعتِ یزید
جب راہِ حق میں حضرت والا ہوئے شہید
ذوقے دِگر بجامِ شہادت ازو رسید
شوقے دِگر بمستیٔ عرفانِ اولیا

پاتے ہیں زور قوتِ بازو سے زیر دست
ہاتھوں سے ان کے ہوتا ہے دنیا کا بندوبست
چشمِ خمار رہتی ہے مستِ مئے اَلست
روئے نکوش مطلعِ صبحِ سعادت است
سیمائے اوست شمعِ شبستانِ اولیا

سمجھو رؤفؔ اُن کی محبت کو فرضِ عین
ہو جائے گا نصیب دلِ مضطرب کو چین
دیکھو مآلِ حُبِّ شہنشاہ مشرقین
دارد نیاز حشرِ خود امید با حسینؓ
با اولیا ست حشرِ محبان اولیا

شہادت سیّدنا حسینؓ

یاد آرہی ہے آج شہادت حسینؓ کی
آنکھوں میں پھر رہی ہے مصیبت حسینؓ کی

وہ فوجِ اشقیا کہ نہیں جس کا کچھ شمار
اور ایک مختصر سی جماعت حُسینؓ کی

اے چشمِ تر اسی لیے پیدا ہوئی ہے تو
رو خوب یاد کرکے مصیبت حُسینؓ کی

کھاتا ہے تیر حلقِ مبارک پہ شیر خوار
کیا خوب ہو رہی ہے ضیافت حُسینؓ کی

سردے کے اپنا سرورِ اہلِ جناں بنے
تھی کیسی کامیاب تجارت حُسینؓ کی

بخشی انھوں نے دیں کو نئے سر سے زندگی
اسلام آج ہے تو بدولت حُسینؓ کی

اپنے تو اپنے غیر بھی حلقہ بگوش ہیں
ہے کس قدر وسیع حکومت حُسینؓ کی

اے مدعیِ مذہبِ اسلام لے خبر
آ، کربلا میں دیکھ حمیت حُسینؓ کی

دیکھو نبیؐ کے قول ''اَنا مِن حُسینؓ'' کو
تو صاف جلوہ گر ہو حقیقت حُسینؓ کی

ہے فخرِ کائنات کو فخر اُن کی ذات پر
اللہ یہ جلال یہ عظمت حُسینؓ کی

اللہ ان کی دل میں محبت ہو جلوہ گر
آنکھوں کو ہو نصیب زیارت حُسینؓ کی

دنیا چھٹے عزیز چھٹیں اقربا چھٹیں
چھوٹے مگر نہ دل سے محبت حُسینؓ کی

اک روز اس کا اجر ملے گا تمھیں رؤفؔ
کرتے رہو خلوص سے مِدحت حُسینؓ کی

سرکارِ کربلا

حوریں فدائے حسنِ طرح دارِ کربلا
جنت نثارِ رونقِ گل زارِ کربلا

آ، اُڑ کے میری آنکھ میں اے کربلا کی خاک
آ، دل ترا مقام ہے اے خارِ کربلا

کیا بات آج خیر تو ہے اے نسیمِ صبح
مرجھا رہا ہے کیوں گلِ رخسارِ کربلا

عشرہ کا دن نہیں یہ قیامت کا روز ہے
لوٹی ہے اہلِ شام نے سرکارِ کربلا

کیوں کر غمِ حسینؑ میں آنسو نہ ہوں رواں
ہے ذرہ ذرہ آج عزا دارِ کربلا

ہر ہر کلی پہ باغ کی ٹوٹے ہیں کوہِ غم
تاراج ہو رہا ہے چمن زارِ کربلا

زہراؑ کے لالہ زار کی ساری بہار میں
باقی ہیں ایک عابدِ بیمارِ کربلا

گھر بار سب لٹا کے ہوئے خود بھی نذرِ حق
یہ کام آپ ہی کا تھا سرکارِ کربلا

یہ خونِ بے گناہ ہے یہ خونِ بے گناہ
شاہد ہیں آج تک درو دیوارِ کربلا

قدسی کھڑے ہیں باندھے ہوئے ہاتھ ہر طرف
بیٹھے ہیں تختِ ناز پہ سرکارِ کربلا

جو مانگنا ہو اے دلِ بے تاب مانگ لے
دربارِ کربلا ہے یہ دربارِ کربلا

دنیا کے تخت و تاج کو لائے نظر میں کیا
جو ہو گیا ہو بندۂ سرکارِ کربلا

دل ہے جگر ہے جان ہے ایمان ہے رؤفؔ
کیا شے ہے تیرے پاس سزاوارِ کربلا

سرکارِ کربلا

پھر آئی یاد شاہِ کربلا کی
حسین ابنِ علیؓ شیرِ خدا کی

ہرا ہونے لگا پھر زخم دل کا
عنایت پھر ہوئی بادِ صبا کی

قیامت کیوں نہ ڈھائے جوشِ گریہ
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

ملائی خاک وخوں میں شکلِ انور
علی اکبر شبیہِ مصطفاؐ کی

سپردِ خاک کرکے شاہ بولے
علی اصغر امانت تھی خدا کی

کیا اُس حلق اقدس کو تہہِ تیغ
تھی بوسہ گاہ جو خیر الورا کی

ہوا تاراج گلشن مصطفاؐ کا
لٹی ساری کمائی فاطمہؓ کی

یہ ظاہر تھا مگر باطن پہ جس دم
نظر پہنچی مری طبعِ رسا کی

تو یہ دیکھا کہ ہے فتحِ حقیقی
حسینؑ پاک باطن با صفا کی

ہوا اسلام زندہ ان کے دم سے
وہی رونق ہیں دینِ مصطفاؐ کی

انھیں کا بول بالا ہو رہا ہے
یہی ہے شان سچے رہنما کی

لگاتے ہاتھ وہ ان قدسیوں کو
بھلا کیا تھی مجال اُن اشقیا کی

فقط امت کو تھا یہ درس دینا
کیا کرتے ہیں یوں طاعت خدا کی

دیا کرتے ہیں سر یوں راہِ حق میں
نہیں کرتے ہیں پروا ما سوا کی

روایت اور بھی اِک سن رہے ہیں
جو ہے تحقیق اہلِ اتقا کی

کہ اک وصفِ شہادت رہ گیا تھا
رسالت میں حبیبِ کبریاؐ کی

حقیقت میں نواسہ کی شہادت
شہادت ہے محمدؐ مصطفا کی

ہوئی اس طرح تکمیلِ مراتب
ہوا جو کچھ مشیت تھی خدا کی

الٰہی دے ہمیں توفیق ایسی
کریں تقلید ان کے نقشِ پا کی

رہے یونہی تمیزِ حق و باطل
یہی ہے جان دینِ مصطفاؐ کی

رؤف ان کی محبت میں ہو یہ حال
کہ چھانوں خاک دشتِ کربلا کی

شہیدانِ کربلا

یہ دل ہو اور حسرت و ارمانِ کربلا
یہ پاؤں اور خار بیابانِ کربلا

اللہ کیسی بادِ مخالف چلی ہے آج
بَل کھا رہی ہے زلفِ پریشانِ کربلا

اے خضرِ راہِ شوق ذرا دستگیر ہو
کچھ بے وطن ہیں اور بیابانِ کربلا

بجھتی ہے آبِ تیغ سے تشنہ دہن کی پیاس
ہوتی ہے یوں ضیافتِ مہمانِ کربلا

پالا ہو جس کو شاہِ رسالت نے گود میں
وہ جسم اور ریگِ بیابانِ کربلا

سُرخی شفق کی شام و سحر بے سبب نہیں
لاتا ہے رنگ خونِ شہدانِ کربلا

پاتے رؤفؔ چارۂ زخمِ جگر کہاں
ہوتا اگر نہ فیضِ نمکدانِ کربلا

گلستان اہلِ بَیت

اے ساکنانِ کوئے محبانِ اہل بیت
کیوں کر سناؤں حالِ پریشانِ اہل بیت

تاریک ہیں نگاہ میں دنیا کی بستیاں
یاد آرہا ہے خانۂ ویرانِ اہلِ بیت

کیسی تری بہار پہ بادِ خزاں چلی
کس کی نظر لگی چمنستانِ اہل بیت

گھیرا ہے ہر طرف سے لعینوں کی فوج نے
گویا گہن میں ہے مَہِ تابانِ اہلِ بیت

غلطاں ہیں خاک وخوں میں گل اندام نازنیں
بے گور و بے کفن ہیں حسینانِ اہلِ بیت

ہوتے ہیں سیر اہل ولا سب بقدرِ ظرف
جاری ہے آبِ چشمۂ فیضانِ اہل بیت

ہے مجھ کو اور کون سی شے کی کمی رؤفؔ
مہمانِ اہل بیت ہوں مہمان اہلِ بیت

منقبت حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانیؒ

ہمارے پیشوا ہیں غوثِ اعظمؒ
جہاں کے رہنما ہیں غوثِ اعظمؒ

گلستانِ محمد مصطفیٰؐ کی
نسیمِ جاں فزا ہیں غوثِ اعظمؒ

کوئی اُن کو مری آنکھوں سے دیکھے
جمالِ کبریا ہیں غوثِ اعظمؒ

اگر دل کے لیے فرحت کا ساماں
تو آنکھوں کی ضیا ہیں غوثِ اعظمؒ

میں اُن کی شکل کے قربان جاؤں
مرے گھر کا دیا ہیں غوثِ اعظمؒ

تمنائیں مرادیں آرزوئیں
یہ سب تم پر فدا ہیں غوثِ اعظمؒ

رؤفؔ زار دل کی آنکھ سے دیکھ
کہیں تجھ سے جدا ہیں غوثِ اعظمؒ

شاہِ جیلانیؒ

جہاں دیکھی ادائے دل ربائے شاہِ جیلانیؒ
ہوئے سب دیکھنے والے فدائے شاہِ جیلانیؒ

بتا دو چارۂ دردِ جدائی کی کوئی صورت
دلِ مضطر کو کیوں کر چین آئے شاہِ جیلانیؒ

ہزاروں مشکلیں آسان ہو جائیں غریبوں کی
اگر وا ہوں لبِ معجز نمائے شاہِ جیلانیؒ

کبھی تو جلوۂ دیدار آنکھوں کو میسر ہو
کبھی تو آرزوئے دل بر آئے شاہِ جیلانیؒ

مریضِ ہجر کو تسکین دیدیتے ذرا آکر
بہت دن ہوگئے صورت دکھائے شاہِ جیلانیؒ

الٰہی رحم فرما ہم سیہ کاروں کی حالت پر
الٰہی بخش دے ہم کو برائے شاہِ جیلانیؒ

مصیبت ہو بلا ہو غم ہو کوئی حال ہو لیکن
تمھاری آرزو دل سے نہ جائے شاہِ جیلانیؒ

سلاطینِ جہاں کو بھی نگاہوں میں نہیں لاتا
رؤفِ زار ہے شاید گدائے شاہِ جیلانیؒ

غوث اعظم

تری الفت مرا ایمان یا غوث
تری صورت مرا قراں یا غوث

مرا دل اپنے جلوؤں سے بسا دو
یہ گھر ہونے کو ہے ویران یا غوث

تمھارے ہجر کا ہے داغ دل میں
یہی اس گھر کا ہے سامان یا غوث

قدم گردن پہ ہے جو ہر ولی کی
مری آنکھوں میں ہو مہمان یا غوث

تمھاری دید یعنی عید میری
تمھارا ذکر میری جان یا غوث

رؤفؔ جاں بلب کی بھی خبر لو
کوئی دم کا ہے یہ مہمان یا غوث

غوث اعظم شاہِ جیلانیؒ

سُنو میری کہانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ
تمھیں کو ہے سُنانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

''مریدی لاتخف'' دنیا نے کانوں سے سنا اپنے
بھلا کس کی زبانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

غریبوں کے سہارے اولیا کی آنکھ کے تارے
شہ بطحیٰ کے جانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

زمین و آسماں خشکی تری سب میں برابر ہے
تمھاری حکمرانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

تڑپتا ہے مریضِ غم تمھارے درد فرقت میں
فزوں ہے ناتوانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

بھلا دستِ کرم کو آپ کے دشوار ہی کیا ہے
مری بگڑی بنانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

رؤفؔ مدح خواں کو منزل مقصد پہ پہنچا دے
تمھاری مدح خوانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

منقبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

جہاں دیکھا کسی نے جلوۂ رخسار خواجہؒ کا
یہ دیکھا ہے کہ فوراً ہوگیا بیمار خواجہؒ کا

ملی سب خاک میں شانِ جلالت اہلِ باطل کی
بجا جب ہند میں ڈنکا مرے سرکار خواجہؒ کا

دُرِ مقصد سے دامن بھر لئے سب نامرادوں نے
اٹھا جس دم عطا کو دست گوہر بار خواجہؒ کا

نکیرین آ کے مرقد میں یہی کہتے ہیں آپس میں
اِسے سونے دو یہ ہے کشتۂ دیدار خواجہؒ کا

الٰہی تیری رحمت کی گھٹا چھائی رہے اس پر
ہمیشہ پھولتا پھلتا رہے گلزار خواجہؒ کا

صبا للہ میری بھی دوا اجمیر سے لا دے
پڑا ہوں میں بھی امروہہ میں اک بیمار خواجہؒ کا

اگر تم سے کوئی پوچھے کہ یہ کس گل پر مرتا ہے
تو کہہ دینا کہ عاشق ہے رؤفؔ زار خواجہؒ کا

٭٭

صبر پر بھی صلہ غریب نواز
صبر کا ہو بھلا غریب نواز

تیرے صبر و رضا غریب نواز — کوہِ صبر و رضا غریب نواز
آپ کے آستاں سے پائے ہیں — بھیک شاہ و گدا غریب نواز
تیرے در پر آپ کی توجہ سے — بن گئے اولیا غریب نواز
آپ کے روضے پر آپ کے در کا — ہوں بالا ہوا غریب نواز
آپ نے کس پہ کی نگاہِ کرم — ہو گیا آپ کا غریب نواز
جھولیاں تو نے بھر دیں بھر بھر دیں — مرحبا مرحبا غریب نواز
ہر طرف ہے یہ تیرے دشمن کے — کر رہے ہیں جفا غریب نواز
اب تو سرکار کے مقام کی — ہو گئی انتہا غریب نواز
کیسے چھوٹے کہ تو کہے سے — ہو گئے ہو خفا غریب نواز
ہم کو ہے تیرے لطف پہ ناز — ہے ہماری خطا غریب نواز
آپ کی رہ چھوڑنے کی ہے یہ — ہے یہ اس کی سزا غریب نواز
ہم غریبوں کی لاج رکھ لیجئے — ہے لقب آپ کا غریب نواز
آپ بندہ پرور کے دل میں — بند ہے آپ کا غریب نواز

رونق اب تو ہے رونق بازار بھی ہے
اک غلام آپ کا غریب نواز

جانِ بہار ہے خواجہؒ

کسی کی ذات کا آئینہ دار ہے خواجہؒ
یہ دیکھتا ہوں کہ تصویرِ یار ہے خواجہؒ

نہ آؤ گے تو نہ نکلے گی جان آنکھوں سے
یہ انتظار عجب انتظار ہے خواجہؒ

میں دیکھتا ہوں مگر تم نظر نہیں آتے
یہ تیر تو مرے سینہ کے پار ہے خواجہؒ

تمھیں حضورؐ نے ہندوستان سونپ دیا
اب اس جہاں کا تمھیں اختیار ہے خواجہؒ

یہ دیکھ لیجئے ہم مبتلا ہیں کس غم میں
ہمارا ہند میں اب کیا وقار ہے خواجہؒ

ہماری کشتیٔ الفت کے پار لگنے کا
تمھاری چشمِ کرم پر مدار ہے خواجہؒ

اتار و تخت سے تم جس کو وہ اُتر جائے
بٹھاؤ تم جسے وہ تاج دار ہے خواجہؒ

جو ہم سے منھ کہیں موڑا تو کیا ٹھکانا ہے
یہ قافلہ تو غریب الدیار ہے خواجہؒ

تمھارے در کا گدا ہوں تمھارے در کا گدا
یہیں کی بھیک پہ میرا مدار ہے خواجہؒ

گناہگار ہے اس کی خطا معاف کرو
رؤفؔ زار بہت شرمسار ہے خواجہؒ

❖

ازل سے ہوں میں دیوانہ معین الدین چشتیؒ کا
مرے لب پر ہے افسانہ معین الدین چشتیؒ کا

مئے حُبِّ نبی پی پی کے زاہد مست رہتا ہوں
لگا ہے منھ سے پیمانہ معین الدین چشتیؒ کا

وہ دیکھو سامنے دونوں ہیں مکہ بھی مدینہ بھی
نظر میں ہے جلو خانہ معین الدین چشتیؒ کا

قیامت تک اسی انداز سے اے قادر مطلق
رہے آباد میخانہ معین الدین چشتیؒ کا

ہزاروں مانگنے والے کھڑے ہیں آستانہ پر
زہے دربار شاہانہ معین الدین چشتیؒ کا

نبی کا عشق ہے الفت معین الدین چشتیؒ کی
خدا کا گھر ہے کاشانہ معین الدین چشتیؒ کا

خدا کو یاد کرتا ہے نبی کے رخ پر مرتا ہے
رؤفؔ زار دیوانہ معین الدین چشتیؒ کا

منقبت سیّد شرف الدین شاہِ ولایت، امروہہ

یہ در ہو اور بندے کی جبیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ
ہوں دفن بھی بعد مرگ یہیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ

تم راجہ ہو میں پرجا ہوں تم داتا ہو میں منگتا ہوں
تم سب کچھ ہو میں کچھ بھی نہیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ

خدمت ہے تمھاری خدمتِ حق الفت ہے تمھاری الفتِ حق
کوچہ ہے تمھارا خلدِ بریں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ

تم حفظ و حمایتِ امروہہ تم شاہِ ولایتِ امروہہ
میں بھی ہوں یہاں اک خاک نشیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ

اپنے جد کا صدقہ دے دو اک ٹکڑا در کے سائل کو
ہو جائے بسر سب عمر یہیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ

کچھ حاجتِ تخت و تاج نہیں دنیا کا میں محتاج نہیں
عقبیٰ کی طلب میں لاج نہیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ

دیوار سے سر ٹکراتا ہے آنکھوں سے اشک بہاتا ہے
دیکھو یہ رؤفؔ حزیں تو نہیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ

منقبت حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ

نہیں میں ہی ثنا خواں ہے زمانہ بدرِ چشتیؒ کا
خلائق کی زباں پر ہے ترانہ بدرِ چشتیؒ کا

دیا کرتی ہے درسِ معرفت آ آ کے یاد اُن کی
سبق آموزِ وحدت ہے فسانہ بدرِ چشتیؒ کا

دُرِ مقصد سے دامن لے گئے بھر بھر کے گو لاکھوں
مگر معمور ہے پھر بھی خزانہ بدرِ چشتیؒ کا

الٰہی تیرا دریائے کرم بے حد و پایاں ہے
مرا مقصد بھی پورا کر بہانہ بدرِ چشتیؒ کا

اگر چاہو رسائی تا بہ مقصد اے رؤفؔ اپنی
عقیدت سے پکڑ لو آستانہ بدرِ چشتیؒ کا

منقبت حضرت شاہ قیام الدین چشتیؒ

مرے والی قیام الدین چشتیؒ
مرے حامی قیام الدین چشتیؒ

پسِ مُردن نہ ہو برباد للہ
مری مٹی قیام الدین چشتیؒ

فقیروں میں تمھارے آستاں کے
ہوں اِک میں بھی قیام الدین چشتیؒ

نکل جائے بھنور سے آفتوں کے
مری کشتی قیام الدین چشتیؒ

بنا دو از رہِ بے کس نوازی
مری بگڑی قیام الدین چشتیؒ

پُکارو تم تو آئیں گے مدد کو
رؤفؔ اب بھی قیام الدین چشتیؒ

حسن تغزل

❖

گردشِ زمیں اپنی دَورِ آسماں اپنا
آپ ہوگئے اپنے ہوگیا جہاں اپنا

آپ شوق سے رکھ دیں میرے حلق پر خنجر
خود مجھے بھی کرنا ہے آج امتحاں اپنا

خویش ہوں کہ بیگانے اِن کو کوئی کیا جانے
سب غرض کے بندے ہیں کون ہے یہاں اپنا

عیش میں تو ہوتے ہیں سیکڑوں کرم فرما
جو شریک ہو غم میں وہ ہے مہرباں اپنا

وصلِ یار ممکن ہے وصلِ یار ممکن ہے
پہلے لوحِ ہستی سے محو کر نشاں اپنا

کیا خبر ہے وہ تجھ سے چند گام آگے ہو
تو ہر ایک سے ناداں نیک رکھ گماں اپنا

راستے میں سوتے ہو اے رؤفؔ یہ غفلت
ڈھونڈھنے کو نکلے تھے تم تو کارواں اپنا

❖

آہ میں کیا اثر نہیں آتا
آہ کرنا مگر نہیں آتا

راز داری اگر نہیں آتی
کچھ تجھے چشمِ تر نہیں آتا

اک نظر جس کو تم نے دیکھ لیا
ہوش اُسے عمر بھر نہیں آتا

خاک ہی اُن کے در کی بن جاؤں
مجھ سے یہ بھی مگر نہیں آتا

ہائے کیسی جگہ ہے ملکِ عدم
جو گیا لوٹ کر نہیں آتا

ایسی بدلی ہوا زمانے کی
کوئی اپنا نظر نہیں آتا

شرم رکھنا رؤفؔ کی مولیٰ
اس سے کوئی ہنر نہیں آتا

❖

ادا کا ناز کا غمزے کا شوخی کا شرارت کا
ہوا ہے ایک دل کو سامنا کس کس قیامت کا

تم آجاؤ سنور جائے چلے جاؤ بگڑ جائے
تمھارے بس میں ہے بننا بگڑنا میری قسمت کا

یہاں ہیں سیکڑوں مذہب قیامت ہے جدا سب کی
خدا جانے وہ وعدہ کر گئے ہیں کس قیامت کا

تصور اُن کے چہرہ کا یہ کہہ کر ہوگیا رخصت
بہت ڈھونڈھو گے پاؤ گے نہ لیکن میری صورت کا

سُنا ہے حشر کے میدان میں سارے حسیں ہوں گے
الٰہی ہم بھی دیکھیں گے تماشا تیری قدرت کا

تہیدستِ عمل ہیں لاج رکھ لینا قیامت میں
گنہگاروں کو مولیٰ آسرا ہے تیری رحمت کا

رؤفؔ اتنی پریشانی نہ ہونی چاہئے ہرگز
ہمیشہ سے جہاں میں ساتھ ہے تکلیف و راحت کا

❖

نہ تھا جب عشق یہ ساماں کہاں تھا
غمِ دل تھا نہ یہ آزارِ جاں تھا

ہمارے عشق کے بھی تذکرے تھے
تمھارے حسن کا چرچا جہاں تھا

صنم خانے میں بت میں بُت شِکن میں
جہاں دیکھا ترا سکہ رواں تھا

وہاں زاغ و زغن کی سلطنت ہے
جہاں بلبل ہمارا آشیاں تھا

لحد کو کردیا پامال تم نے
یہی اک مرنے والا کا نشاں تھا

نہ آئے تم اگرچہ جانتے تھے
کہ میں کوئی گھڑی کا میہماں تھا

تمھاری بزم میں اے شاہِ خوباں
جو چپ تھا وہ رؤفؔ بے زباں تھا

❖

خوگر ہوں میں تو ہجر کے صدے اٹھاؤں گا
تم کیا کرو گے جب میں تمھیں یاد آؤں گا

جب تک تجھے نہ دیکھوں گا اے جانِ آرزو
دل کو ترے خیال سے بہلائے جاؤں گا

ذرہ میں آفتاب میں انجم میں ماہ میں
جس روپ میں بھی آؤ گے پہچان جاؤں گا

مل جاؤ وقتِ نزع وہ ساعت قریب ہے
جب تم مجھے بلاؤ گے اور میں نہ آؤں گا

غیروں سے اے خیالِ رُخِ یار کیا امید
آ میری جان میں ترے قربان جاؤں گا

عالم کے ذرّہ ذرّہ سے ہوں گے وہ آشکار
اس طرح اُن کے رخ سے میں پردہ اٹھاؤں گا

ہر شرط ماننے سے تو مجبور ہوں رؤفؔ
جو ماننے کی ہوگی اُسے مان جاؤں گا

❖

اگر کوئی نالہ رَسا ہو گیا
تو ہم سے نہ کہنا یہ کیا ہو گیا

مجھے قتل کرکے پشیماں نہ ہو
چلو خیر جو ہو گیا ہو گیا

تجھے خواب تک میں نہ دیکھا کبھی
زمانہ ترا مبتلا ہوگیا

وہ بیٹھے تو فتنے دبے سیکڑوں
وہ اٹھے تو محشر بپا ہو گیا

صفائی سے دل کی یہ حالت ہوئی
کہ آئینۂ حق نما ہو گیا

فنا ہو کے الفت میں زندہ ہوئے
یہ وہ درد تھا جو دوا ہو گیا

تجھے ہم کبھی خوش نہیں دیکھتے
رؤفؔ حزیں تجھ کو کیا ہو گیا

❖

جس طرف جس راہ سے اُن کا گزر ہونے لگا
ذرّہ ذرّہ غیرتِ شمس و قمر ہونے لگا

آشیانے پر ہمارے بجلیاں گرنے لگیں
جب ذرا نخلِ تمنا بارور ہونے لگا

پوچھتے کیا ہو، مری بیماریٔ غم کا سبب
تم کرم کرنے لگے دردِ جگر ہونے لگا

آہ سے مظلوم کی پرہیز کرنا چاہئے
اب نہیں کوئی اثر لیکن اگر ہونے لگا

لیجئے مجھ کو پسینے موت کے آنے لگے
قصۂ دردِ محبت مختصر ہونے لگا

جب کسی پر خشم آلودہ نگاہیں پڑگئیں
اُس کی آنکھوں میں جہاں زیر و زبر ہونے لگا

وہ حسیں بے انتہا نازک طبیعت ہے، رؤفؔ
ہائے کیا ہوگا جو نالوں میں اثر ہونے لگا

❖

اس طرف کو بھی کوئی دور ہو پیمانے کا
بول بالا رہے ساقی ترے میخانے کا

کس کا غم ہے کہ حنا خون ہوئی جاتی ہے
کس کا سودا ہے کہ صد چاک ہے دل شانے کا

ذکرِ فرہاد ہے تشہیرِ محبت میری
قصۂ قیس ہے چرچا مرے افسانے کا

لوگ کہتے ہیں کہ رخسار پہ تِل ہے اُن کے
میں تو کہتا ہوں کہ دل ہے کسی دیوانے کا

کیا بتاؤں میں تمھیں گورِ غریباں کیا ہے
شہر کا شہر ہے ویرانہ ہے ویرانے کا

تم کو معلوم نہیں کچھ غمِ الفت کے مزے
سچ اگر پوچھو تو بس ہے یہی غم کھانے کا

جانتا ہوں تمھیں جس مے کی تمنا ہے رؤفؔ
ظرف بھی چاہئے لیکن اُسی پیمانے کا

❖

اگر میرا افسانہ سن پایئے گا
تو بے ساختہ اشک بھر لایئے گا

کچھ ایسی ہے دلچسپ میری کہانی
سنے جایئے گا، سنے جایئے گا

اگر اب بھی بیمارِ غم کو نہ پوچھا
تو پھر عمر بھر جی میں پچتایئے گا

اگر بعد مرنے کے تشریف لائے
مری روح کو اور تڑپایئے گا

نہ معلوم کیا واقعہ پیش آئے
لحد پر نہ تکلیف فرمایئے گا

اسی وقت جانے پر اصرار کیوں ہے
چلے جایئے گا، چلے جایئے گا

زمانے سے ہوگی ملاقات لیکن
رؤفؔ حزیں کو کہاں پایئے گا

❖

کیا بتاؤں چارہ گر تجھ کو مجھے کیا ہوگیا
چوٹ لگ لگ کر جگر میں درد پیدا ہوگیا

درد مندِ ہجر کو آخر قضا آ ہی گئی
لے مسیحا اب ترا بیمار اچھا ہوگیا

آگئے اب وہ تو گویا ایک بھی حسرت نہ تھی
اے مری بے تابیٔ دل اب تجھے کیا ہوگیا

میرے بننے میں بھلا میرا بھی کوئی دخل تھا
آپ نے جیسا بنایا مجھ کو ویسا ہوگیا

دیکھ تو لیتے کبھی آکر مریضِ ہجر کو
پوچھ تو لیتے کہ یہ کیا حال تیرا ہوگیا

ہائے وہ بھولے سے بھی لیتا نہیں میری خبر
جس کی خاطر میں زمانے بھر میں رسوا ہوگیا

عمر بھر تو خوابِ غفلت میں رہے سوتے رؤفؔ
اب کھلیں آنکھیں تو کہتے ہو کہ یہ کیا ہوگیا

❖

صبا کی بات کا کیا اے دل اعتبار کیا
تو اپنی راہ بھی لے کس کا انتظار کیا

وفا نہ کی نہ کریں گے کبھی کسی سے یہ گل
جگر کا خون بھی بُلبل اگر ہزار کیا

چمن کا ذکر تو سب کچھ سنایا اُس گل کو
صبا نے عرض ہمارا بھی حالِ زار کیا

ہم اپنی موت مرے تم نے کچھ کیا ہی نہیں
نہ تم نے تیغ اٹھائی نہ تم نے وار کیا

صبا ہے خاک بسر بلبل و رؤفؔ حزیں
ہر اک کو یاد نے اُس گل کی دلفگار کیا

❖

لگ گیا انبار اب تو کشتگانِ ناز کا
اور موقع کون سا ہوگا ترے اعجاز کا

دیکھنے والے بھی مدت تک مزے لیتے رہے
دیر تک تڑپا کیا لاشہ قتیل ناز کا

مِل نہ جائے خاک میں سب آبرو اے چشمِ تر
اُٹھ نہ جائے دیکھنا پردہ کہیں اس راز کا

جب کوئی آواز آتی ہے مریضِ ہجر کو
اُس کو ہو جاتا ہے دھوکا آپ کی آواز کا

زینتِ بزمِ جہاں سب خاک میں مل جائے گی
اے حقیقت کوئی محرم ہو نہ تیرے راز کا

جان پر بنتی ہے یہ انجام ہوتا ہے رؤفؔ
زخم ہوتا ہی نہیں اچھا خدنگِ ناز کا

❖

محرمِ راز نہ تھا واقفِ اسرار نہ تھا
جو غلام آپ کے در کا مرے سرکار نہ تھا

گلۂ یار نہ تھا شکوۂ اغیار نہ تھا
اپنی تقدیر تھی کوئی بھی خطاوار نہ تھا

ہائے وہ آنکھ جو غم سے کبھی گریاں نہ ہوئی
ہائے وہ دل کہ جو لذت کشِ آزار نہ تھا

تم کو جب تک نہیں دیکھا تھا ہزاروں غم تھے
جب تمھیں دیکھ لیا ایک بھی آزار نہ تھا

حالِ دل پوچھ لیا تھام کے دامن مجھ سے
تیرے گلشن کا کوئی خار بھی بے کار نہ تھا

آخرش ہوکے رہا وہ سگِ دنیا کا شکار
جو ترے دامِ محبت میں گرفتار نہ تھا

آپ کا نام تو تھا تادمِ آخر لب پر
کون کہتا ہے رؤفؔ آپ کا بیمار نہ تھا

❖

اب تو کچھ چاہئے اس دل کا مداوا کرنا
آپ کے ہاتھ میں ہے مارنا زندا کرنا

ہاتھ اور پاؤں سنا ہے کہ گواہی دیں گے
ہائے کس چیز پہ دنیا کی بھروسا کرنا

اشکِ حسرت مری تقدیر میں لکھ کر بولے
زندگی بھر اِنھیں دانوں پہ گزارا کرنا

مجھ میں طاقت ہے تڑپنے کی کہاں اود قاتل
تیرے قربان کہیں وار نہ اوچھا کرنا

نقدِ جاں مفت ہی جائے دلِ ناداں نہ کہیں
زلف رہزن ہے ذرا دیکھ کے سودا کرنا

زندگی بھر وہ کئے جائیں جفائیں ہم پر
شیوۂ اہلِ محبت نہیں شکوا کرنا

خوابِ غفلت سے خدا کے لیے اب چونک رؤفؔ
حشر تک قبر میں پھر چین سے سویا کرنا

❖

یہ سر تری چوکھٹ سے جدا ہو نہیں سکتا
بندے کا کوئی اور خدا ہو نہیں سکتا

ہاتھوں میں لہو ہے کِسی مقتولِ جفا کا
کیا کہتے ہو یہ رنگِ حنا ہو نہیں سکتا

کیسے کہوں قاصد ہے یہ تحریر اُنھیں کی
ایسا تو مقدر کا لکھا ہو نہیں سکتا

تم چاہ میں پڑتے تو سمجھتے کہ یہ عاشق
صبر آپ سے کرتے نہیں یا ہو نہیں سکتا

جب آپ ہی غیروں کے طرف دار بنیں گے
پھر کیا نہیں کر سکتے وہ کیا ہو نہیں سکتا

کیا موت کا آنا بھی رؤفؔ اپنی شبِ غم
وعدہ ہے کسی کا جو وفا ہو نہیں سکتا

❖

گل پریشاں شمع گریاں سوختہ پروانہ تھا
کون تھا جس کو تمھاری زلف کا سودا نہ تھا

ہائے نکلا ہی نہ کچھ میرے لبِ خاموش سے
ورنہ اُس سرکار میں اے حسرتِ دل کیا نہ تھا

داستانیں سیکڑوں عشاق کی ہم نے سنیں
غور سے دیکھا تو تیرے حسن کا افسانہ تھا

چشمِ ظاہر کو نظر آئے وہاں صدہا حجاب
چشمِ باطن نے جو دیکھا ایک بھی پردا نہ تھا

ہائے کل بزمِ طرب میں اُس سراپا ناز کی
سب تھے لیکن اک رؤفؔ بادیہ پیمانہ تھا

❖

عالم مری نگاہ میں ہے حُسنِ یار کا
نقشہ کھنچا ہوا ہے نظر میں بہار کا

فرصت ہو کیوں تصورِ جاناں سے جیتے جی
کیا اعتبار زندگیٔ مستعار کا

تو ہی تو زندگی ہے مری اے خیالِ یار
تو ہی تو ہے قرار دلِ بے قرار کا

کیسی ادا شناس نظر ہے مری جسے
ہر شے پہ یہ گمان کہ جلوہ ہے یار کا

دیکھو تو کس قدر مری مٹی خراب ہے
تم اختیار کے ہو نہ دل اختیار کا

دنیا برا کہے تو کہے جائے شوق سے
کرنا طواف مجھ کو مگر کوئے یار کا

اچھا تھا یا بُرا کوئی کچھ بھی کہے مگر
تھا آدمی رؤفؔ بڑے اعتبار کا

❖

اِسی شان سے مٹاتے مجھے تھا اگر مِٹانا
مگر آپ سُن تو لیتے مرا غم بھرا فسانا

تری شوخیِ تبسم مری عقل کو کرے گم
مرے ہوش تیرے صدقے ذرا پھر تو مسکرانا

تھے وہ مہربان مجھ پر تو جہان مہرباں تھا
جو نگاہ اُن کی بدلی تو بدل گیا زمانا

تم اٹھا دو اپنے در سے مگر اتنا غور کر کے
کہ ہم ایسے بے کسوں کا کہیں اور ہے ٹھکانا

میں جدھر نظر اٹھاؤں تمھیں مستِ ناز پاؤں
میں جہاں بھی سر جھکاؤں ہو تمھارا آستانا

ہوں تمھارے در کا سائل ہو مری مراد حاصل
رہے حشر تک مبارک تمھیں تاجِ خسروانا

ترا جور او ستمگر نہ ہو غیر کا مقدر
ترے ناوکِ ادا کا ہو رؤفؔ ہی نشانا

❖

یہ مانتا ہوں آپ سے آیا نہ جا سکا
سچ کہئے کیا مجھے بھی بلایا نہ جا سکا

اُف آستانِ یار کی بے کس نوازیاں
سر رکھ کے سنگِ در پہ اٹھایا نہ جا سکا

آتے ہی یاد آپ کی آنسو نکل پڑے
آنکھوں سے رازِ عشق چھپایا نہ جاسکا

رخصت ابھی ہوا ہے جہاں سے مریض غم
کچھ دیر پہلے آپ سے آیا نہ جا سکا

پیچھے تو ہو رہی تھیں ہزاروں شکایتیں
وہ آگئے تو لب بھی ہلایا نہ جا سکا

بالیں سے آپ اُٹھ کے چلے تو گئے مگر
پھر ہوش میں مریض کو لایا نہ جاسکا

مجھ کو رؤفؔ نازِ امانت نہیں مگر
یہ بار آسماں سے اُٹھایا نہ جا سکا

❖

ہر شے کو اپنے نور سے معمور کردیا
عالم کو تم نے جلوہ گہِ طور کر دیا

دنیا میں پہلے تم کو بَھلا جانتا تھا کون
کچھ ہم سے مَرنے والوں نے مشہور کردیا

ساقی کی چشمِ مست کے قربان جایئے
دیکھا تھا اِک نگاہ کہ مخمور کردیا

فرقت کا پہلے دل میں جو ہلکا سا داغ تھا
رو رو کے چشم زار نے ناسور کردیا

دل میں سمائے اور نظر سے نہاں ہوئے
اتنا قریب کرکے مجھے دُور کردیا

لاتا نہیں ہوں میں بھی نظر میں کسی کو اب
مجھ کو بھی حُسن یار نے مغرور کردیا

کچھ تو رؤفؔ خود ہی انھیں رحم آگیا
کچھ میرے حالِ زار نے مجبور کردیا

❖

داغِ جگر کو شمعِ شبستاں بنا دیا
اللہ تو نے درد کو درماں بنا دیا

کافر کے دل کو دولتِ دنیا کی چاہ دی
مومن کے دل کو منزلِ جاناں بنا دیا

کس مصلحت کے پیشِ نظر کس کو علم ہے
کافر کوئی کسی کو مسلماں بنا دیا

کافر کے واسطے یہی دنیا بنی بہشت
مومن کے واسطے اِسے زنداں بنا دیا

زاہد کو اپنے فضل سے توفیقِ زہد دی
اور مجھ کو ننگِ محفلِ رنداں بنا دیا

کس کو مجالِ چون و چرا تیرے سامنے
جیسا بھی جس کو چاہا مری جاں بنا دیا

کچھ دن ہوا کھلا کے رؤفؔ اِس جہان کی
سب کا مقام گورِ غریباں بنا دیا

❖

نکلنے کو ہے جانِ ناتواں اب
ارادہ کیا ہے اے جانِ جہاں اب

تمھارے در پہ مِٹنے کی ٹھنی ہے
یہ سر ہے اور سنگِ آستاں اب

تم اپنے تھے تو سب اپنے تھے گویا
زمیں وہ ہے نہ ہے وہ آسماں اب

مچی تھی دھوم جن کی سلطنت کی
کہیں ملتا نہیں اُن کا نشاں اب

ہوا ہر سُو مخالف چل رہی ہے
کہاں لے جاؤں اپنا آشیاں اب

جہاں کچھ دن ہوئے آبادیاں تھیں
نظر آتے ہیں ویرانے وہاں اب

رؤفؔ اب کوئی دم کا میہماں ہے
خبر لے اے مسیحائے زماں اب

❖

اب چُپ ہیں سب مساعیِ لا انتہا کے بعد
باقی ہے بس دعا کا سہارا دوا کے بعد

پوچھا تھا تجھ سے حق نے "اَلَستُ بِرَبِّکُم"
ظالم یہ سرکشی تری قولِ "بلٰی" کے بعد

ہوتی نہیں وہ بات کبھی عمر بھر نصیب
پھر کچھ بھی کیجئے سخنِ ناسزا کے بعد

جو مانگنا ہو اے دلِ بے تاب مانگ لے
ہے سننے والا اور بھی کوئی خدا کے بعد

تو نے سنا نہیں وہ غفور الرحیم ہے
توبہ تو صدق دل سے ہو فوراً خطا کے بعد

عیش و نشاط، راحت و آرام، وصلِ دوست
یہ منزلیں ہیں منزلِ صبر و رضا کے بعد

چون و چرا کا اب کوئی موقع نہیں رؤفؔ
لب بند ہوگئے مرے عہدِ وفا کے بعد

❖

صحنِ گلشن سے اُٹھا جس وقت سامانِ بہار
دل ہی دل میں رہ گیا افسوس ارمانِ بہار

اس قدر تو فصلِ گل میں پھولنا اچھا نہیں
ہے خزاں بھی یاد اے گلہائے خندانِ بہار

جان و دل قربان ہوں تیرے خرامِ ناز پر
اور بھی دوگام اے سروِ خرامانِ بہار

جب نظر آیا ترا رُخ ہوگیا دل باغ باغ
فصلِ گل ہے ایک تیرے دم سے اے جانِ بہار

سونے والے خوابِ غفلت سے نہ چونکے عمر بھر
اور بجھ کر رہ گئی شمعِ شبستانِ بہار

خوابِ غفلتِ سے رؤفؔ افسوس کب آنکھیں کھلیں
مِل گیا جب خاک میں سب ساز و سامانِ بہار

❖

لطف تو جب ہے عشق کا اے غمِ جاں نوازِ عشق
تیغ بدستِ ناز ہو سر بکفِ نیازِ عشق

کیسا قیام کیا قعود کیسا رکوع کیا سجود
محوِ جمالِ یار ہوں بس ہے یہی نمازِ عشق

لب پہ فغاں ہے چشم تر ہوتی ہے عمر یوں بسر
تو ہی بتا دے فتنہ گر کیسے چھپاؤں رازِ عشق

آتشِ غم سے کیوں جلے اپنی زباں سے کیا کہیں
شمعِ سحر سے پوچھئے لذتِ سوز و سازِ عشق

تارِ نفس میں چھڑ گئی راگنی سوز و ساز کی
آگ لگا کے چل دیا آپ تو نے نوازِ عشق

خستہ جگر گیا رؤفؔ خاک بسر گیا رؤفؔ
ہجر میں مرگیا رؤفؔ آپ کا پاک بازِ عشق

❖

اس طرح نقاب اُٹھے رُخ سے یوں پیش کروں نذرانۂ دل
وہ شمعِ جمال نظر آئے اور صدقے ہو پروانۂ دل

وہ خوگرِ جور و جفا پیشہ ہر چند رہا بیگانۂ دل
بہنے لگے آنکھوں سے آنسو جس وقت سنا افسانۂ دل

طوفانِ حوادث کا اٹھنا اور خرمنِ ہستی کا لُٹنا
اُس روز ہی بجلی کیوں نہ گری جس روز اُگا تھا دانۂ دل

ہر ساقی کو دیکھا بھرتے ساغر پیمانے اور شیشے
میرا ساقی اللہ رکھے بھر دیتا ہے پیمانۂ دل

تم آئے دن سا نکل آیا جانے لگے اندھیرا چھایا
پھر اپنے کرم سے آجاؤ پھر روشن ہو کاشانۂ دل

پھر اشک قیامت ڈھائیں گے سب زخم ہرے ہوجائیں گے
خاموش رہو کیا کرتے ہو چھیڑو نہ رؤفؔ افسانۂ دل

❖

تری راہ میں نقشِ پا ہوگئے ہم
خدا کی قسم رہنما ہوگئے ہم

ذرا آ کے اک روز دیکھا تو ہوتا
تمھاری محبت میں کیا ہوگئے ہم

وہ دیں یا نہ دیں بھیک اُن کی خوشی ہے
مگر اب تو اُن کے گدا ہوگئے ہم

رہے آپ ہی جب نہ پردے میں مخفی
تو بدنام کیوں جا بجا ہوگئے ہم

اُدھر دامِ گیسو میں پھنسنا ہمارا
اِدھر قیدِ غم سے رہا ہوگئے ہم

مرے دردِ دل پر ترس کھا کے کہہ دو
رؤف اب تمھاری دوا ہوگئے ہم

❖

آپ کے در سے اگر جائیں گے ہم
آپ دیکھیں گے کہ مر جائیں گے ہم

ہائے کب چھوڑا ہمیں صیّاد نے
اب کہاں بے بال و پر جائیں گے ہم

اے صبا پہنچا ہمارا بھی پیام
تیرے صدقے عمر بھر جائیں گے ہم

دیکھئے تنہا نہ چھوڑے جایئے
آپ کی فرقت میں مر جائیں گے ہم

عاشقوں کو کفر کیا اسلام کیا
تم جدھر ہو گے اُدھر جائیں گے ہم

آپ آتے ہی رہیں گے دیکھنا
اور سفر دنیا سے کر جائیں گے ہم

کیسے تڑپو گے وہ کہتے ہیں رؤفؔ
یہ تماشا دیکھ کر جائیں گے ہم

❖

وعدہ کر کے جو کوئی چال وہ چل جاتے ہیں
سب ارادے دلِ مضطر کے بدل جاتے ہیں

شمع بیتابیٔ دل دیکھ تو پروانوں کی
بس جو چلتا نہیں کچھ اور تو جل جاتے ہیں

دیکھ لیتے ہیں جو تصویر مسیحا تیری
مرتے مرتے تیرے بیمار سنبھل جاتے ہیں

جو بھی آتا ہے زباں پر وہ سناتے ہیں مجھے
جب بھی آتے ہیں وہ کچھ لعل اُگل جاتے ہیں

آپ کو یاد رہے بات ہی رہ جاتی ہے
اور مصیبت کے بُرے دن تو نکل جاتے ہیں

جانتے ہیں کہ ہے کیا چیز غریبُ الوطنی
بس وہی پھول جو گلشن سے نکل جاتے ہیں

نا امیدی کا اثر کس لئے لیتے ہو رؤفؔ
نخل سوکھے ہوئے تقدیر سے پھل جاتے ہیں

❖

جادو ہے کون سا نگہِ مستِ یار میں
جو ہے بندھا ہوا ہے اِسی ایک تار میں

دستِ قضا سے جامۂ ہستی اتر چکا
رشتہ کسی کی چاہ کا ہے تار تار میں

میری لحد کو شوق سے پامال کیجئے
یہ آرزو بھی دفن ہوئی ہے مزار میں

ہم سے تو سیکڑوں ہوئے اُس گل پہ شیفتہ
اُس سا تو ایک بھی نہیں بلبل ہزار میں

کیا آرزو ہے ہوش میں آؤ ذرا رؤفؔ
نام و نمود زندگیٔ مستعار میں

❖

لے کے دل درد دیئے جاتے ہیں
وہ یہ اندھیر کئے جاتے ہیں

مر گئے ہوتے کبھی کے ہم تو
تیرے وعدے پر جِئے جاتے ہیں

رہِ الفت کے مسافر اکثر
راہ میں لوٹ لئے جاتے ہیں

جن میں خوبی نہیں ہوتی کوئی
نظر انداز کئے جاتے ہیں

زہرِ غم پہلے بھرا جاتا ہے
زخم جب دل کے سِئے جاتے ہیں

کیسے کرتے ہو رفو زخموں پر
پہلے ٹانکے بھی چھِئے جاتے ہیں

محتسب کا ہمیں کیا ڈر ساقی
تو پلاتا ہے پِئے جاتے ہیں

نئی صورت ہے یہ تڑپانے کی
اپنی تصویر دیئے جاتے ہیں

مار کر نشترِ فرقت دل پر
بولے یوں زخم سِئے جاتے ہیں

جن کو مِلتی ہے حقیقت کی خبر
اُن کے لب پہلے سِئے جاتے ہیں

اے دل آلام و مصائب سے نہ ڈر
یہ سبق ہیں جو دیئے جاتے ہیں

ایک ہم ہیں کہ نہیں تلچھٹ بھی
ایک وہ ہیں جو پِئے جاتے ہیں

اپنے ہاتھوں سے محبت میں رؤفؔ
زہر کے جام پِئے جاتے ہیں

❖

غیر کو شاد کئے جاتے ہیں
مجھ پہ بیداد کئے جاتے ہیں

تم ہمیں یاد کرو یا نہ کرو
ہم تمھیں یاد کئے جاتے ہیں

آپ کی ایک نظر کو ہم تو
آج تک یاد کئے جاتے ہیں

نہ تو پکتے ہیں محبت کے غلام
نہ یہ آزاد کئے جاتے ہیں

اور کچھ ہو نہیں سکتا ہم سے
آپ کو یاد کئے جاتے ہیں

بیٹھے بیٹھے وہ نئے طرز ستم
روز ایجاد کئے جاتے ہیں

تم ہی بھولے ہوئے ہو اُن کو رؤفؔ
وہ تمھیں یاد کئے جاتے ہیں

❖

کھایا جو داغ اس مہِ خوبی کی چاہ میں
روشن ہوا چراغ محبت کی راہ میں

چھوڑا نہ کوئی نام کو ارمان و آرزو
قصہ تمام کر گئے وہ اک نگاہ میں

اے عشق تیرے نام کا سکہ رَواں رہے
شاہ و گدا ہیں ایک تری بارگاہ میں

طَالع کی کج روی ترے چینِ جبیں میں ہے
قسمت کی خوبیاں تری سیدھی نگاہ میں

دنیا سے ربط ضبط زیادہ نہ چاہئے
لے بیٹھتا ہے بار مسافر کو راہ میں

پہلے مثالِ آئینہ دل صاف کیجئے
پھر بت کدے میں بیٹھئے یا خانقاہ میں

مر جائے گا رؤفؔ تو سر پھوڑ پھوڑ کر
اے اہل قافلہ اسے چھوڑو نہ راہ میں

❖

ڈھونڈھے گا بعدِ مرگ مجھے نامہ بر کہاں
جب صبح ہوگئی تو چراغِ سحر کہاں

دیر و حرم کی تھیں مری قسمت میں ٹھوکریں
دل کہہ رہا تھا منزلِ جاناں اِدھر کہاں

اے اہلِ کارواں میں غریبُ الدیار ہوں
جاتے ہو راستہ میں مجھے چھوڑ کر کہاں

ملنا نہ ملنا حضرتِ دل اور بات تھی
اُس مہ جبیں کو آپ نے ڈھونڈھا مگر کہاں

میری تو آرزو ہے کہ جھگڑا مِٹے کہیں
لیکن یہ امر آپ کے مد نظر کہاں

برسوں جیئے مگر دمِ آخر یہ حال ہے
مطلق خبر نہیں کہ رہے عمر بھر کہاں

مسجد میں آپ ڈھونڈھنے آئے رؤفؔ کو
وہ خانماں خراب ملے گا اِدھر کہاں

❖

میں عشق میں ہوں یکتا تم نازِ دلبری میں
کوئی ہنر کسی میں کوئی ہنر کسی میں

عاشق کو کیا کسی کے اچھے بُرے سے مطلب
جینا تری گلی میں مرنا تری گلی میں

کچھ ایسی دل کشی ہے صورت میں آدمی کی
گویا بنانے والا بیٹھا ہے آدمی میں

ناکامیوں پہ میری اغیار ہنس رہے ہیں
اللہ رہ نہ جائیں ارمان جی کے جی میں

آنے کا ایک دن تھا جانے کا دوسرا دن
سچ پوچھئے تو بس یہ دو دن ہیں زندگی میں

تم ہی رؤفؔ جانو ہے کیا بلا تصنُّع
ہم نے تو عمر اپنی کاٹی ہے سادگی میں

❖

ہاں بادِ صبا پھر وہی دلدار کی باتیں
یاد آتی ہیں رہ رہ کے بہت یار کی باتیں

بھرتا ہی نہیں جی کبھی عشاق کا ان سے
کچھ ایسی دل آویز ہیں دل دار کی باتیں

محبوب کی باتوں سے جو اُکتائے وہ کیا دل
بلبل سے کئے جایئے گلزار کی باتیں

کس طرح سے کٹتی ہے شبِ دردِ محبت
بیمار سے پوچھے کوئی بیمار کی باتیں

عشاق کی حسرت کو تمنا کو نہ پوچھو
فرصت کے شب و روز ہوں اور یار کی باتیں

ہر وقت زبانوں پہ رہے ذکر تمھارا
گفتار کی باتیں کبھی رفتار کی باتیں

دل نشترِ اُلفت سے ہوا جاتا ہے گھائل
سن سن کے رؤفؔ جگر افگار کی باتیں

❖

محوِ حیرت بنا گئیں آنکھیں
وہ تماشا دکھا گئیں آنکھیں

راہ آنکھوں میں پا گئیں آنکھیں
دل کے اندر سما گئیں آنکھیں

خانۂ دل کو کر گئیں روشن
شمع الفت جلا گئیں آنکھیں

آج تک ہوش میں نہیں آیا
جانے کیسی پِلا گئیں آنکھیں

نطق اس کے بیاں سے قاصر ہے
کیا کہوں کیا دِکھا گئیں آنکھیں

جو ہے تیرِ نظر کا زخمی ہے
سب اداؤں پر چھا گئیں آنکھیں

کیا شکایت کروں کسی سے رؤفؔ
مجھ کو رونا سکھا گئیں آنکھیں

❖

آپ کی راہِ محبت میں جو مر جاتا ہوں میں
کہہ نہیں سکتا جو لطفِ زندگی پاتا ہوں میں

آگیا تھا آپ کی دل بستگی کو بزم میں
آپ اُکتاتے ہیں مجھ سے لیجئے جاتا ہوں میں

دیکھتا ہوں آج اپنے جذبِ الفت کا اثر
وہ مجھے سمجھا رہے ہیں اُن کو سمجھاتا ہوں میں

مجھ کو اتنی بھی خبر اے قافلے والو نہیں
کس طرف سے آرہا ہوں کس طرف جاتا ہوں میں

جب کسی صورت تری صورت نہیں آتی نظر
ذکر سے تیرے دلِ ناداں کو بہلاتا ہوں میں

ان کا ملنا اور نہ ملنا دونوں باتیں ایک ہیں
خود کو کھوتا ہوں تو اُن کو جلوہ گر پاتا ہوں میں

اِس کو قسمت کو خرابی ہی تو کہتے ہیں رؤفؔ
کام کرتا ہے کوئی بدنام ہو جاتا ہوں میں

❖

عاشقوں میں درد کی صورت نظر آتا ہوں میں
نازنینوں میں سراپا ناز بن جاتا ہوں میں

میں کہیں رکھتا ہوں اپنے سر پہ تاجِ خسروی
اور کہیں محتاج بَن کر ہاتھ پھیلاتا ہوں میں

میں پہن لیتا ہوں گاہے پارسائی کا لباس
اور کہیں اک رندِ مَے آشام بن جاتا ہوں میں

آپ ہی فتویٰ لگا دیتا ہوں کفر و شرک کا
آپ ہی کہہ کرانا الحق دار پر آتا ہوں میں

جب گلوں کے عشق کی وادی میں رکھتا ہوں قدم
نالَہائے عندلیبِ زار بَن جاتا ہوں میں

غنچہ و گل، ماہ و انجم، ذرّہ و مہر، آب و خاک
مختصر یہ ہے کہ ہر ہر شکل میں آتا ہوں میں

میری ہی تصویر کے خاکے ہیں قیس و کوہکن
اب محبت میں رؤفؔ زار کہلاتا ہوں میں

❖

کتابِ عشق میں فہم و خِرد کے باب نہیں
سمجھ سکیں جسے عاقل یہ وہ کتاب نہیں

ہر اک صدا پہ تری او پکارنے والے
میں چونک اُٹھا کہیں مجھ سے ہی تو خطاب نہیں

کمالِ ذوق بھی ہے انتہائے شوق بھی ہے
یہ سب ہی کچھ ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

نقابِ رخ کا کچھ اُن کے نہ کر خیال اے دل
یہ دیکھ تیرے تو رُخ پر کوئی نقاب نہیں

کسی کے بَس کی نہیں بس یہ عیب ہے ورنہ
شرابِ عشق سے بہتر کوئی شراب نہیں

نمود تک تو اِسے سب حباب کہتے تھے
فنا کے بعد تو دریا ہے پھر حباب نہیں

رؤفؔ پھیر ہیں یہ سب ترے مقدر کے
کسی کی زلفِ پریشاں میں پیچ و تاب نہیں

❖

وہ ادا گل میں نہیں وہ ناز سوسن میں نہیں
اب تو کوئی بات بھی پہلی سی گلشن میں نہیں

خار تو جتنے بھی ہو سکتے ہیں سب موجود ہیں
اے گلِ مقصود تو ہی میرے دامن میں نہیں

جس قدر اے آسماں چاہے گرالے بجلیاں
یاں تو پہلے ہی سے کوئی دانہ خرمن میں نہیں

گل سے اے بُلبل تجھے کس چیز کی امید ہے
چاکِ دامن سے سمجھ لے خاک دامن میں نہیں

جھانکنے والو پسِ پردہ وہ ہر جائی کہاں
تم اُٹھا کر دیکھ لو سایہ بھی چلمن میں نہیں

پاک دامانی پہ اپنی کیوں نہ مجھ کو ناز ہو
گل نہیں دامن میں کوئی خار دامن میں نہیں

پوچھ لے حالِ رؤفؔ زار دامن تھام کر
خار بھی ایسا کوئی قسمت سے گلشن میں نہیں

❖

چُھپنے کو چُھپیں لیکن آخر چُھپ کر بھی رہیں گے کہیں نہ کہیں
جو ڈھونڈھنے والے ہیں اُن کے وہ ڈھونڈھ ہی لیں گے کہیں نہ کہیں

کاکل کا الگ زلفوں کا الگ اور گیسوئے مشک فشاں کا الگ
ہیں اتنے دام تو حضرت دل اک روز پھنسیں گے کہیں نہ کہیں

اشکوں میں نہیں تو آہوں میں آہوں میں نہیں تو نالوں میں
جب آتشِ الفت بھڑکے گی یہ بھید کھلیں گے کہیں نہ کہیں

اُٹھ گس تو ذرا ہمت کی کمر اے دل تو اُن کو تلاش تو کر
مسجد میں ملیں یا مندر میں لیکن وہ ملیں گے کہیں نہ کہیں

ہم جس کی ادا پہ مرتے ہیں دم اُس کے عشق کا بھرتے ہیں
جس شمع کے ہیں ہم پروانے اُس پر ہی مٹیں گے کہیں نہ کہیں

تو اپنی طلب میں ہو کامل در در پھرنے سے کیا حاصل
بس چاہئے اک بیتابیٔ دل وہ آپ ملیں گے کہیں نہ کہیں

بیداری میں یا رویا میں اِس دنیا میں یا عقبیٰ میں
قسمت میں ہے تو رؤفؔ انھیں ہم دیکھ ہی لیں گے کہیں نہ کہیں

❖

لوگ کیوں سعیِٔ عبث کرتے ہیں سمجھانے میں
یہ نہیں جانتے ضد ہوتی ہے دیوانے میں

ساغرِ نرگسِ ساقی میں جو مے دیکھی ہے
وہ نہ خُم میں ہے نہ شیشے میں نہ پیمانے میں

شمع کا کام جلانا ہے کہاں اے ہمدم
اور ہی آگ بھری ہے کوئی پروانے میں

جمع ہو جاتے ہیں جس روز پرانے مے خوار
رونق آجاتی ہے ساقی ترے میخانے میں

مجھ کو جو لوگ نہ کرتے تھے نظر سے اوجھل
وہی اب دفن کئے جاتے ہیں ویرانے میں

سارے جھگڑوں سے بھی مل جاتی ہے دنیا کے نجات
وقت بھی خوب گزر جاتا ہے مے خانے میں

اب تو ہے رنگ ہی کچھ اور زمانے کا رؤفؔ
کہیں آنے میں مزہ ہے نہ کہیں جانے میں

وہ نہ کعبہ ہی میں ملتے ہیں نہ بت خانے میں
لطف آتا ہے انھیں ٹھوکریں کھلوانے میں

کب تک آئیں گے وہ اتنا تو بتا دے قاصد
دیر کیا ہے مری بگڑی کے سنور جانے میں

یہ جو تلچھٹ ترے شیشے میں ہے باقی ساقی
لا اب اس کو بھی اُلٹ دے مرے پیمانے میں

آتے آتے ترے خال و رخ و گیسو کا خیال
تیرے انداز بھی آجاتے ہیں دیوانے میں

دلِ محزوں کسی قابل ہے نہ جانِ مضطر
ہائے کیا پیش کروں آپ کو نذرانے میں

جب سے اے دردِ محبت تری روداد سنی
لطف آیا ہی نہیں پھر کسی افسانے میں

نہ بیاں ہے نہ ترا طرز بیاں ہے یہ رؤفؔ
اور ہی بول رہا ہے کوئی افسانے میں

❖

کون سا ذرہ ترے نور سے معمور نہیں
کون سے دل میں ترے عشق کا ناسور نہیں

ہم خیال آپ کا میں جان سے دل سے لیکن
ہم زباں آپ کا اے حضرت منصور نہیں

تیرا یہ مشورۂ ترکِ محبت ناصح
تجھے منظور ہو لیکن مجھے منظور نہیں

موت ہی سے ہو مداوائے محبت شاید
ورنہ اب کوئی علاجِ دلِ رنجور نہیں

ہم بھی کہنے کو ہیں انساں مگر ایسے انساں
جیسے نرگس کی کھلی آنکھ مگر نور نہیں

چشم بینا جو ہوئی وَا تو یہ دیکھا میں نے
میں ہی خود دور ہوں وہ جانِ جہاں دور نہیں

ہو رؤفؔ اِس لیے ناکامِ تمنا اب تک
بات یہ ہے کہ ابھی شیشۂ دل چور نہیں

❖

زندگی اس کی ہے جس کو عشق کا آزار ہو
ہے وہ اچھا جو زمانے میں ترا بیمار ہو

آنکھ وہ ہے جو فراقِ یار میں روتی رہے
دل وہ ہے جو زخمیٔ تیرِ نگاہِ یار ہو

اک نگاہِ لطف پر ہے میری قسمت کا مَدار
دیکھ بھی لو تم محبت سے تو بیڑا پار ہو

عیش میں تو ہمنشیں ہوتے ہیں دشمن بھی شریک
دوست وہ ہے جو مصیبت میں ترا غم خوار ہو

مہ جبینو ہے ازل سے ساتھ حسن و عشق کا
چاہنے والے نہ ہوں تو زندگی دشوار ہو

جب پڑے اپنے ہی بازو پر پڑے جا کر نظر
ہے رؤفؔ افسوس تم منت کشِ اغیار ہو

❖

کس طرح بھولوں گا اے زنداں تری تصویر کو
آنکھ میں لے کر چلا ہوں حلقۂ زنجیر کو

کھینچ کر لے ہی چلا پہلو سے ظالم تیر کو
اب تڑپنے کا سہارا بھی نہیں نخچیر کو

میری بے تابی تو اب قابو سے باہر ہو چکی
اُن سے رُک جائے تو روکیں نالۂ شبگیر کو

ہم میں جب تک دم رہا تدبیر پر مرتے رہے
تھک گئے تو بیٹھ کر رونے لگے تقدیر کو

کس کو دیکھو گے تمھیں شانِ کریمی کی قسم
عفو کو یا مجھ پریشاں حال کی تقصیر کو

غم نظر آئیں اگر بڑھتے ہوئے حد سے رؤفؔ
سامنے آنکھوں کے رکھ لینا غمِ شبیرؑ کو

❖

کبھی تم نور افزائے نظر ہو
کسی دن تو شبِ غم کی سحر ہو

غریبوں سے محبت کرنے والے
اِدھر بھی اک عنایت کی نظر ہو

مرے ویرانۂ دل کو بسا دو
مری آنکھوں میں آکر جلوہ گر ہو

کہیں ٹوٹے ہوئے دل کی تسلی
کہیں تم مرہمِ زخمِ جگر ہو

فضاؤں میں مری ناکامیوں کی
ذرا آواز دے دو تم کدھر ہو

کوئی ترسے تمھارے دیکھنے کو
کسی کے ہر گھڑی پیشِ نظر ہو

صبا کہنا ہمارا حالِ دل بھی
اگر ان کی طرف تیرا گزر ہو

ذریعہ کوئی ایسا ہو الٰہی
اُنھیں میری مجھے ان کی خبر ہو

کبھی گیسو کبھی رخ کا تصور
وہ میری شام یہ میری سحر ہو

نظر میں اتنی وسعت دے الٰہی
جدھر دیکھوں وہی رشکِ قمر ہو

کرم ہے آپ کا سارا جہاں پر
رؤفِ زار پر بھی اک نظر ہو

❖

کئے دیتا ہے ترا دردِ فرقت نیم جاں مجھ کو
ذرا صورت دکھا دی ہوتی اے جانِ جہاں مجھ کو

حرم ہو دیر ہو مسجد ہو مندر ہو کلیسہ ہو
وہیں سر کو جھکا دوں تم نظر آؤ جہاں مجھ کو

ترس آجائے اُس گل کو مرے حالِ پریشاں پر
سکھا دے عندلیب ایسی کوئی طرزِ فغاں مجھ کو

نہیں معلوم تو کیوں کر کہے گا حالِ دل میرا
ذرا قاصد سنا دے پہلے میری داستاں مجھ کو

اگر لکھّا ہے منزل پر پہنچنا میری قسمت میں
دکھادوں گا تمھیں خود ڈھونڈھ لے گا کارواں مجھ کو

ذرا جی بھر کے اے صیّاد مجھ کو دیکھ لینے دے
نہ جانے پھر نظر آئے نہ آئے آشیاں مجھ کو

رؤفؔ اب تو یہاں سے سر نہ اُٹھے گا نہ اُٹھے گا
مقدر سے ملا ہے اُن کا سنگِ آستاں مجھ کو

❖

ہیں ازل کے کشتۂ ناز ہم کوئی شوخ مائلِ ناز ہو
کبھی ضبطِ غم، کبھی شرحِ غم کبھی سوز ہو کبھی ساز ہو

جسے بادشاہی کی ہو ہوس وہ تمھارے در کا گدا بنے
جسے زندگی کی ہو آرزو وہ تمھارا کشتۂ ناز ہو

نہیں حسرت اور کوئی صبا فقط اتنی رکھتا ہوں التجا
کہ یہ چشمِ شوق جدھر اٹھے اُسی گل کا جلوۂ ناز ہو

ہوں ادا و ناز نئے نئے ترا حسن روز فزوں رہے
شبِ غم بڑھے تو بڑھے مگر تری زلف اور دراز ہو

تمھیں دے کے مفت گنوائے دل کوئی خاک تم سے لگائے دل
نہ رہے جب اپنی بھی کچھ خبر تو تمھارا محرم راز ہو

جو زباں سے کہہ دے وہ ہو ابھی جو طلب کرے وہی دو ابھی
بنے بندہ کوئی رؤفؔ سا کوئی تم سا بندہ نواز ہو

❖

جو کوئی بات پوچھو اس کے واقف کار سے پوچھو
وفا عاشق سے پوچھو بے وفائی یار سے پوچھو

نہ تم مجھ سے نہ کچھ میرے کسی غم خوار سے پوچھو
مری الجھن کو اپنے گیسوئے خم دار سے پوچھو

حرم یا دیر کو آورگانِ عشق کیا جانیں
یہ ہیں جھگڑے کی باتیں کافر و دیندار سے پوچھو

شفا ہونا نہ ہونا یہ تو باتیں ہیں مقدر کی
مگر آکر کبھی تم حال تو بیمار سے پوچھو

شہیدِ ناز کی میت کا اٹھنا بھی قیامت تھا
عجب حسرت برستی تھی درو دیوار سے پوچھو

محبت شمعِ عرفاں ہے محبت نور ایماں ہے
محبت حاصلِ جاں ہے کسی ہشیار سے پوچھو

ادائے دلبری یہ ہے تمھارا کام تم جانو
مگر اس پر فدا ہونا رؤفؔ زار سے پوچھو

❖

اشک آنکھوں میں نہ ہوں لب پر فغاں کوئی نہ ہو
فتنہ گر کیا میرے غم کا ترجماں کوئی نہ ہو

میں اسی صورت سے تیرے ہجر میں تڑپا کروں
اور میرے حالِ دل پر مہرباں کوئی نہ ہو

میری ہستی اُن میں گم ہو وہ ہوں مجھ میں جلوہ گر
نام کو بھی اُن کے میرے درمیاں کوئی نہ ہو

اے دلِ مجبور گو بَن جائے جانِ زار پر
راز لیکن اُن کی الفت کا عیاں کوئی نہ ہو

ہے مقدر میں تو منزل پر پہنچ جائیں گے ہم
کارواں کیسا نشانِ کارواں کوئی نہ ہو

دل سا کاشانہ کسی کی یاد سے خالی رہے
حیف اِس خلوت کدے میں میہماں کوئی نہ ہو

ہائے مجھ پر رحم کھا کر اُن کا فرمانا رؤفؔ
جور اس بے کس پر اب اے آسماں کوئی نہ ہو

❖

جو فعل بھی ہو ازرہِ اخلاص و یقیں ہو
جو قول بھی ہو صدق کی دولت کا امیں ہو

کعبے میں کلیسا میں صنم خانے میں دل میں
دیدار میسر ہو مجھے اُن کا کہیں ہو

کس طرح اُٹھے بارِ غمِ ہجر الٰہی
کس طرح انھیں میری محبت کا یقیں ہو

وہ وعدۂ فردا کبھی پورا نہ کریں گے
اے حضرت دل ہم بھی یہیں تم بھی یہیں ہو

آبادیٔ دل بعد کی منزل ہے الٰہی
پہلے مجھے بربادیٔ دل کا تو یقیں ہو

زاہد کے لیے کعبے میں میرے لیے دل میں
ظاہر میں کہیں رہتے ہو باطن میں کہیں ہو

ہستی پہ رؤفؔ اپنی عبث ناز ہے تم کو
تم کچھ بھی نہیں کچھ بھی نہیں کچھ بھی نہیں ہو

❖

محبت میں جب مبتلا ہوگئے وہ
تو وحدت میں کثرت نما ہو گئے وہ
کہیں رندِ میکش کی صورت بنائی
کہیں صوفیِ باصفا ہوگئے وہ

دلِ مضطرب بن گئے عاشقوں میں
حسینوں میں ناز و ادا ہو گئے وہ
کہیں اپنی شاہی کے سکے جمائے
کہیں لے کے کاسہ گدا ہوگئے وہ

گلستاں میں گل بن کے جلوہ دکھایا
نیستاں میں نے کی صدا ہوگئے وہ
اُدھر نور بن کر سرِ طور چمکے
اِدھر ہوش بَن کر ہوا ہوگئے وہ

کہیں قیس بن کر بیابان چھانے
کہیں لیلیٰ دل ربا ہو گئے وہ
نبیؐ بن کے معراجِ رفعت پر پہنچے
علیؓ بن کے مشکل کشا ہو گئے وہ

شریعت میں سجدے کئے بندگی کے
حقیقت میں عینِ خدا ہو گئے وہ
غرض اپنے جلوے کو اتنا بڑھایا
کہ ہر چیز میں رونما ہوگئے وہ

اور اب ایک درویش کا روپ بھر کر
رؤف حزیں کی صدا ہو گئے وہ

❖

کوئی گردش تری ایسی بھی تو اے آسماں ہوتی
ہماری شومیٔ قسمت نصیبِ دشمناں ہوتی

لگی ہو جس کو بس وہ جانتا ہے حالِ دل کہنا
بھلا قاصد سے میری داستاں کیوں کر بیاں ہوتی

مقدر کے لکھے سے آدمی مجبور ہوتا ہے
وگرنہ ہم کہاں ہوتے شبِ غم تو کہاں ہوتی

اگر اے باغباں کچھ بھی مقدر یاوری کرتا
یہی بادِ مخالف پاسبانِ آشیاں ہوتی

رؤفؔ الٹے ہیں وہ تو ہوگئے اپنے بھی بیگانے
اگر وہ مہرباں ہوتے تو دنیا مہرباں ہوتی

❖

دل کی حالت کیا بتاؤں چارہ گر کیا ہوگئی
دم زدن میں منقلب بے کس کی دنیا ہوگئی

آج رخصت ہو گیا دنیا سے محرومِ وصال
اب ترے بیمار کو صحت مسیحا ہوگئی

کیوں نہ اے دل تیرِ مژگاں کا نشانہ بن گیا
کیوں نہ اے جانِ حزیں خاکِ کفِ پا ہوگئی

کیسے کیسے نازنیں آنکھوں سے اوجھل ہوگئے
ہائے دنیا دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگئی

پوچھ تو لیتے کبھی حالِ رؤفؔ مبتلا
دیکھ تو لیتے کہ کیا حالت تھی اور کیا ہوگئی

❖

جو پوچھا کیوں محبت دل میں اے جانِ جہاں رکھ دی
تو فرمایا امانت یہ جہاں کی تھی وہاں رکھ دی

بتاؤ اور تم اک وار کے بدلہ میں کیا لو گے
تمھارے سامنے دل رکھ دیا بسمل نے جاں رکھ دی

جبینِ شوق کے سجدے وہیں ہونے لگے پیہم
ذرا سی خاک اُن کے آستانے کی جہاں رکھ دی

نکالی جان کس انداز سے قاتل نے رک رک کر
جہاں دل میں تڑپ دیکھی وہیں نوکِ سناں رکھ دی

مرے مکتوب کے ہوں کاش ایسے بولتے فقرے
یہ ظاہر ہو کہ میں نے کاٹ کر گویا زباں رکھ دی

پہنچنا ہو گیا مشکل مجھے گورِ غریباں تک
وہیں محشر ہوا برپا مری میت جہاں رکھی دی

رؤفؔ باصفا دیر و حرم کا فرق کیا جانے
جہاں وہ نقشِ پا دیکھا جبیں اپنی وہاں رکھ دی

❖

چارۂ عشق کیا کرے کوئی
کس مرض کی دوا کرے کوئی

جو توجہ سے بات بھی نہ سنے
اس سے کیا التجا کرے کوئی

ہم تو اپنی زباں سے کچھ نہ کہیں
اور محشر بپا کرے کوئی

ہو نظر میں اگر حقیقتِ حال
کیوں کسی کا گلا کرے کوئی

میرے دل سے چھپے تو میں جانوں
آنکھ سے یوں چھپا کرے کوئی

آپ جب بھول کر بھی لیں نہ خبر
مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

ہم کہیں باز آنے والے ہیں
لاکھ ہم پر جفا کرے کوئی

آہ وہ قدر ہی نہیں کرتے
مرتے مرتے وفا کرے کوئی

صرف اتنی سی آرزو ہے رؤفؔ
اپنا وعدہ وفا کرے کوئی

❖

تمھیں دل دے کے ساری عمر حیرانی نہیں جاتی
وہ صورت پیش آتی ہے کہ پہچانی نہیں جاتی

ہوا ہے چاک اس صورت سے میرے صبر کا دامن
سِیئے جاتا ہوں لیکن چاک دامانی نہیں جاتی

بس اے مرغِ تخیل روک لے پرواز کو اپنی
جہاں وہ ہیں وہاں تک فکرِ انسانی نہیں جاتی

مرض کیسا ہی مہلک ہو شفا ممکن ہے دنیا میں
مگر تیری خلش اے دردِ پنہانی نہیں جاتی

حقیقت میں تمھارے اس قدر احسان ہیں مجھ پر
کہ تم کو جان دے کر بھی پشیمانی نہیں جاتی

اگرچہ لاکھ تدبیریں کرے انسان راحت کی
مگر اے دل مقدر کی پریشانی نہیں جاتی

رؤفؔ زار کی حالت کو وہ پوچھیں تو کہہ دینا
یہ صورت ہے کہ اب صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

❖

غم نہیں راہِ عشق میں جائے جو جانِ زار بھی
صرف قضا یہ دیکھ لے آ گیا کوئے یار بھی

بزم میں اپنی دیکھئے مجھ کو بھی رہنے دیجئے
ہوتے ہیں باغِ دہر میں گل کے قریب خار بھی

اے گلِ تر بہت نہ پھول بلبلِ زار کو نہ بھول
حُسن پہ ناز ہے فضول اِس کا کچھ اعتبار بھی

اُن کے گر آ گئے قدم پھر تو یہیں مریضِ غم
صبر بھی لے سکون بھی چین بھی لے قرار بھی

اس کی تلاش ہے اگر اپنی خودی سے درگزر
یہ تو خیالِ خام ہے تو بھی ہو اور یار بھی

دکھ سے نجات دی مجھے جس نے حیات دی مجھے
اُس کی ہی ٹھوکروں میں ہو بعد فنا مزار بھی

دل تو کبھی کا ہو چکا زلف کا تیری شیفتہ
تیرے ہی رخ پہ ہو فدا جانِ رؤفؔ زار بھی

❖

جو عمر اُن کے در پر بسر ہوگئی
تو سمجھوں گا اچھی گزر ہوگئی

سرِ حشر جب اُن کی آمد ہوئی
قیامت اِدھر سے اُدھر ہوگئی

حقیقت کی آنکھوں سے دیکھا گیا
تو ہر شے فریبِ نظر ہوگئی

محبت کی دلداریاں اب کہاں
یہ دنیا ہی زیر و زبر ہوگئی

بہت خوابِ غفلت کے لوٹے مزے
اب اٹھ سونے والے سحر ہوگئی

تم آئے نہیں بھول کر بھی کبھی
مری عمر یوں ہی بسر ہوگئی

رؤفؔ آہ کیا ہجر میں مرگیا
کہانی ہی سب مختصر ہوگئی

❖

کیسی بے درماں بلا یہ گردشِ تقدیر تھی
ہر عمل بے سود تھا ناکام ہر تدبیر تھی

ان کی شانِ دلبری تھی اُن کے عشوے وجہ عشق
میں یہ حیراں ہوں کہ میری کون سی تقصیر تھی

بھیج کر تصویر کچھ تسکین دی تھی آپ نے
دن تو کٹتے تھے مگر تصویر پھر تصویر تھی

پوجنا تصویر کا ویسے ہی کفر و شرک تھا
اور میں وہ کافر کہ دل میں یار کی تصویر تھی

آپ زندہ دیکھتے آکر مریض ہجر کو
مرنے والے کی بھلا ایسی کہاں تقدیر تھی

اے فلک شاید تجھے وہ دن ہمارے یاد ہوں
زور تھا آواز میں فریاد میں تاثیر تھی

پاؤں اب اٹھتے نہیں بارِ علائق سے رؤفؔ
تم جسے سمجھے تھے زیور پاؤں کی زنجیر تھی

❖

اِدھر یہ دل جسے عادت ہے پیچ کھانے کی
اُدھر وہ زلف کہ خوگر نہیں جو شانے کی

فروغِ حُسن سے اپنے وہ بے خبر ہی رہیں
کہیں ہوا نہ لگے اُن کو اِس زمانے کی

حرم میں ذکرِ حرم بت کدے میں یادِ بُتاں
شراب خانے میں باتیں شراب خانے کی

ہم اپنے بچنے کا کرتے رہیں ہزار علاج
کسے خبر ہے مگر موت کے بہانے کی

فلک کا شکوہ تو کرتے ہی آئے ہیں عُشّاق
نہ جانے اس کو عداوت ہے کس زمانے کی

یہ ہم نے مانا کہ تم مٹ گئے رؤفؔ اُن پر
مگر یہ بات بھی ہو کچھ زباں پہ لانے کی

❖

سیدھی ہوئی تو خوبیٔ تقدیر ہوگئی
بَل کھا گئی وہ زلف تو زنجیر ہوگئی

دل کو جگر کو جان کو سب کو کیا شکار
جس کی طرف اٹھی وہ نظر تیر ہوگئی

جو تم نے کہہ دیا وہ مجھے ماننا پڑا
جو تم نے لکھ دیا مری تقدیر ہوگئی

جینا ہمارا عرصۂ دنیا میں خواب تھا
مرنا ہمارا خواب کی تعبیر ہوگئی

سیدھی پڑی نظر تو مجھے کر دیا نہال
اُلٹی ہوئی تو گردشِ تقدیر ہوگئی

آیا نہ یاد شمع کو پروانہ بھول کر
برباد خاکِ عاشقِ دل گیر ہوگئی

ممکن نہیں نصیب کا لکھا مٹے رؤفؔ
جو بات ہوگئی دمِ تحریر ہوگئی

❖

ہو گئے بدنام در در ٹھوکریں کھانے لگے
ہم تو اپنے جرمِ الفت کی سزا پانے لگے

اب کوئی موقع نہیں بے اعتنائی کا انھیں
بیٹھنے اٹھنے لگے آنے لگے جانے لگے

تو ہوئی کیوں بلبلِ ناشاد میری ہم صفیر
کیا تجھے بھی دردِ الفت کے مزے آنے لگے

اس دلِ وحشی کی الجھن کا بھلا کیا ہو علاج
وہ تو کچھ کہہ کر پھر اپنی زلف سلجھانے لگے

ہاں اٹھائیں گے مصائب قیدِ الفت کے رؤفؔ
خانہ زادِ عشق کیوں زنداں سے گھبرانے لگے

❖

داستانِ غمِ نہانی ہے
یہ کہانی تمھیں سنانی ہے

دل کو قابو میں رکھ کے سنئے گا
عاشقِ زار کی زبانی ہے

ہم تو پہلے ہی سے سمجھتے تھے
وہ کرو گے جو دل میں ٹھانی ہے

خاکِ تربت اُڑا نہ بادِ صبا
مرنے والے کی یہ نشانی ہے

کس نے پردہ اٹھا دیا رخ سے
رنگِ خورشید زعفرانی ہے

کیوں نہ رکھوں گا سر ترے در پر
اپنی تقدیر آزمانی ہے

جانتا ہوں فلک کی سب چالیں
تیرے کوچہ کی خاک چھانی ہے

کس طرح قافلہ لٹا دل کا
ایک حسرت بھری کہانی ہے

اے صبا رخ ہو اُن کے کوچہ کا
خاکِ تربت اگر اڑانی ہے

ایک وہ بھی تو ہستیاں ہیں رؤفؔ
موت بھی جن کی زندگانی ہے

❖

پوچھا اِس غم کا کون بانی ہے
بولے سب جورِ آسمانی ہے

پوچھا تم بھی ہو عشق سے واقف
بولے ہاں مرگِ ناگہانی ہے

پوچھا عاشق کی آپ کے پہچان
بولے آنکھوں سے خونفشانی ہے

پوچھا شادی و غم سے کیا مطلب
بولے نیرنگِ آسمانی ہے

پوچھا دوری بھی ظلم ہے کہ نہیں
بولے نادان مہربانی ہے

پوچھا کیوں کر ہو طے مرا قصہ
بولے شمشیر درمیانی ہے

پوچھا خوبی ہے کچھ رؤفؔ میں بھی
بولے ہاں اس کی بے زبانی ہے

❖

ہو مدعا کہ ناز و کہا دل نے مرغ جاں سے
ہے ملاقی اسی میں کہ نکل چلو یہاں سے

ترے دام غم میں پھنس کر یہ خبر نہ تھی ستم گر
کہ مریں گے پھوڑ کر سر ترے سنگ آستاں سے

کہوں کس سے اے صبا میں جو مصیبتیں سہی ہیں
مجھے مدتیں ہوئی ہیں کہ جدا ہوں کارواں سے

سر حشر کیا کرو گے وہاں کس کا دم بھروگے
مری داستاں تو ہوگی اسی تیغ کی زباں سے

جو عیوب ہیں وہ ہم میں جو قصور ہیں وہ ہم میں
کریں کس کی تکتہ چینی ہیں برے تو ہم جہاں سے

کوئی کہہ رہا اے دل کہ نہیں وصال مشکل
اگر اٹھ گیا خودی کا یہ حجاب درمیاں سے

جو بھلائیاں ہوئی ہیں وہ سب آپ سے ہوئی ہیں
جو برائیاں ہوئی ہیں وہ رؤف خستہ جاں سے

❖

نہ رقیبوں نے نہ اُس در کی جبیں سائی نے
مجھ کو رسوا کیا تقدیر کی رسوائی نے

مٹ گئے قامتِ زیبا پہ ہزاروں شمشاد
سرو قد سیکڑوں ڈھائے تری رعنائی نے

چشمِ گریاں نے جو اشکوں سے قیامت ڈھائی
ہائے کچھ بھی نہ کیا صبر و شکیبائی نے

اُس کے در پر ہیں پڑے شیخ و برہمن دونوں
پائی کچھ ایسی ادا اُس بُتِ ہرجائی نے

وہ یہ کہتے ہیں رؤفؔ اپنے مقدر سے مرا
خلق کہتی ہے کہ مارا تری رعنائی نے

❖

تم کو تو خوف ہی نہ تھا روزِ حساب سے
پھر کیا ہوا جو ہوگئے اب لاجواب سے

بندے نے بھول کر کبھی شکوہ نہیں کیا
ویسے ہی کہہ دیا ہے کسی نے جناب سے

سوتے ہوئے نصیب کو رہبر بناؤں گا
پوچھوں گا راستہ اُسی مصروفِ خواب سے

اللہ سب کو لطفِ جوانی نصیب ہو
کوئی بھی نامراد نہ جائے شباب سے

اب آتشِ فراق کو کیوں کر بجھاؤں گا
آنسو بھی چل پڑے مری چشمِ پُر آب سے

آدابِ بارگاہ تو سیکھو ابھی رؤفؔ
اس منھ پہ عرضِ حال رسالت مآبؐ سے

❖

وہ سچے ہیں اور ان کا وعدۂ فردا بھی سچا ہے
مگر اتنا بتا دیں زندگی کا کیا بھروسا ہے

کہو گے حشر میں رنگِ حِنا تو منھ کی کھاؤ گے
وہاں تو ہاتھ خود کہہ دیں گے یہ خونِ تمنا ہے

مجھے وہ اپنے دیوانوں میں لکھ لیں نقدِ جاں لے کر
یہ سودا ہوگیا اے دل تو اِن داموں بھی سستا ہے

مری جانب سے آنکھیں پھیر کر وہ ناز سے بولے
اِدھر دیکھو زمانہ اِس طرح کروٹ بدلتا ہے

زباں سے جب نکل سکتا نہیں کچھ مرنے والے کی
تو بالآخر در و دیوار کو حسرت سے تکتا ہے

کہا میں نے بتاؤ کون ہوں میں بولے دیوانہ
کہا میں نے کہ تم کو چاہتا ہوں بولے سودا ہے

نہیں ہے اک رؤفؔ خستہ جاں ہی ان کا دیوانہ
جہاں دیکھو انھیں کے حسن کا دنیا میں چرچا ہے

❖

اسیرِ دامِ الفت کا تمھارے حال ہی کیا ہے
مریضِ دردِ فرقت ہے نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے

دلِ بے تاب کا حالِ زبوں دیکھا نہیں جاتا
مثالِ ماہیٔ بے آب پہلو میں تڑپتا ہے

مجھے ملنے سے مطلب ہے کسی صورت سے مِل جاؤ
حریم دل میں آجاؤ اگر آنکھو ں سے پردا ہے

حیات و موت دونوں میں تمھاری ذات ہے شامل
نہ تم بِن کوئی مرتا ہے نہ تم بِن کوئی جیتا ہے

تخیل کوئے جاناں کا تجسس بوئے جاناں کا
تصور روئے جاناں کا یہی عاشق کی دنیا ہے

ابھی لینے کے دینے پڑ رہے تھے آپ کے پیچھے
ابھی صورت دکھا دی آپ نے بیمار اچھا ہے

رؤفؔ بے نوا کب سے کھڑا ہے ہاتھ پھیلائے
اسے بھی بھیک مل جاتی تمھارے در کا منگتا ہے

❖

مقدر کے لکھے کو آج تک کس کس نے ٹالا ہے
رہے گا وہ تو ہو کر ہم نشیں جو ہونے والا ہے

تمھارے دم سے ہے نظمِ زمین و آسماں قائم
تمھارے حسن ہی سے بزمِ ہستی میں اجالا ہے

ہوئیں وہ صحبتیں بھی فصلِ گُل کے ساتھ ہی رخصت
نہ اب گل ہے نہ بلبل ہے نہ نرگس ہے نہ لالا ہے

سہے صدمے اٹھائے داغ کھائیں ٹھوکریں در در
نہیں معلوم اے دل اور کیا کیا ہونے والا ہے

اب اُن کی بزم میں بدنظمیاں بڑھنے لگیں حد سے
نہ کوئی کہنے والا ہے نہ کوئی سننے والا ہے

قیامت چال، شیریں گفتگو، جادو بھری آنکھیں
غرض قدرت نے اس کو حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے

رؤفؔ اب تم بھی اٹھو خواب سے معلوم ہے کس کو
عدم کا قافلہ کس دن روانہ ہونے والا ہے

❖

تم سے اے شہِ خوباں کیا کہوں گِلہ کیا ہے
داستانِ دل سن لو اور مدعا کیا ہے

تیغِ عشق کا مارا مر رہا ہے بے چارا
دیکھ لو ذرا آ کر حالِ مبتلا کیا ہے

جب سے دل دیا تجھ کو کچھ خبر نہیں مجھ کو
غیر کس کو کہتے ہیں اور آشنا کیا ہے

قیس کو لقب بخشا عاقلوں نے مجنوں کا
یہ غریب کیا جانیں عشق میں مزا کیا ہے

آنکھ پھیر لی مجھ سے تم نے یہ نہ سوچا ہائے
اس رؤفؔ بے کس کا اور آسرا کیا ہے

❖

مدِّ نظر ہو تم دلِ خانہ خراب کے
ذرّہ کو ہو گئے ہیں دماغ آفتاب کے

دنیا میں مطمئن کوئی کس طرح رہ سکے
کچھ زندگی کے دن ہیں سو وہ بھی حساب کے

آنکھوں میں بَس گئے کسی حیرت زدہ کی آپ
دل میں سما گئے کسی خانہ خراب کے

مجنوں کہیں ہے میں ہوں کہیں کوہکن کہیں
ہیں منتشر تمام ورقِ اس کتاب کے

پوچھے جو کوئی تم سے کہ تم کون ہو رؤفؔ
کہنا کہ ہم گدا ہیں درِ بو ترابؑ کے

❖

نہ یہ رنگِ سبزہ نہ گل کی یہ بو ہے
ہر اِک شکل میں جلوہ گر یار تو ہے

شریعت میں جو تو کہے وہ بجا سب
حقیقت میں زاہد نہ میں ہوں نہ تو ہے

دمِ واپسیں کاش وہ پوچھ لیتے
کہ اے مرنے والے کوئی آرزو ہے

حرم بت کدے مسجدیں خانقاہیں
جہاں دیکھئے آپ کی جستجو ہے

نمازِ محبت کے ارکان توبہ
یہاں شرط خونِ جگر سے وضو ہے

رؤفؔ اپنی ہستی کو پہچان لے بَس
یہاں اور کس کی تجھے جستجو ہے

❖

اے آسماں ہے کاوش کیوں میرے آشیاں سے
کچھ جمع کر لئے ہیں تنکے یہاں وہاں سے

دنیا میں کیا بتائیں کس طرح دن گزارے
جب تک یہاں رہے ہم گم کردہ کارواں سے

اے باغباں چمن سے مجھ کو نکال دینا
لیکن ذرا لپٹ کر رولوں میں آشیاں سے

شمشیر تیر خنجر کس کس کو روکئے گا
یہ داستاں تو ہوگی ایک ایک کی زباں سے

اتنا مجھے بتا دو باتیں تو ہو چکیں سب
شکوہ کبھی سنا ہے تم نے مری زباں سے

دنیا کے عیش و راحت دھوکے کی ٹٹیاں ہیں
غافل کہیں نہ ہونا نیرنگِ آسماں سے

محفل میں تم نے اپنی دیکھا رؤفؔ کو بھی
بیٹھے ہوئے ہیں کیسے خاموش بے زباں سے

❖

نیرنگیٔ جہاں کا ہے منظر لئے ہوئے
آئینہ ہاتھ میں ہے سکندر لئے ہوئے

لب میں ہے اُس نگار کے اعجازِ عیسوی
ٹھوکر میں ہے وہ فتنۂ محشر لئے ہوئے

یہ عاشقی کی شان وہ اندازِ دلبری
ہم سر بکف وہ ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے

ڈوبا ہوا ہے دل تری الفت کی موج میں
قطرہ ہے اپنے ساتھ سمندر لئے ہوئے

چھانوں جہاں کی خاک تمھاری تلاش میں
یہ آرزو پھرے مجھے در در لئے ہوئے

پروانے جل رہے ہیں فقط اُن کی آگ میں
حاضر ہے ورنہ شمع تو خود سر لئے ہوئے

شکوہ نہ آسماں سے نہ صیاد سے گلہ
پھرتا ہے اے رؤفؔ مقدر لئے ہوئے

❖

سچ پوچھئے تو بس انھیں لوگوں کی عید ہے
مدِ نظر جنھیں رخِ جاناں کی دید ہے

اٹھ جاؤں بزم ناز سے ناکامِ آرزو
ساقی یہ تیری شانِ کرم سے بعید ہے

سنتے ہیں شورِ عیدِ مبارک، چہار سو
مل جاؤ تم تو ہم بھی کہیں آج عید ہے

چھپتا کہاں ہے کشتۂ تیغِ جفا کا خوں
دیکھو شفق میں سرخیٔ خونِ شہید ہے

ہم دل جلوں سے عید کی بابت نہ پوچھئے
جس روز تم کو دیکھ لیا روزِ عید ہے

کیا پوچھتے ہو حال مریضِ فراق کا
ہر ہر نفس پہ دردِ جدائی شدید ہے

کیوں بار بار پوچھتے ہو کون ہے رؤفؔ
جاناں تمھاری تیغِ ادا کا شہید ہے

❖

طُور پر جلوہ دکھانا اور ہے
اُدنُ مِنّی کا ترانہ اور ہے

جھانکتے پھرتے ہیں کیوں دیر و حرم
ان کے ملنے کا ٹھکانا اور ہے

قم باذن اللہ کہتا ہو کوئی
یار کا ٹھوکر لگانا اور ہے

باغ میں کھلتے ہیں یوں کھلنے کو پھول
میرے گل کا مسکرانا اور ہے

اور ہے پابندیٔ صوم و صلوٰۃ
نقشِ ہستی کا مٹانا اور ہے

ہم بھی چلنے کے لیے تیار ہیں
کوئی دن کا آب و دانہ اور ہے

خونِ دل سے سینچنا ہوگا رؤفؔ
نخلِ الفت کا لگانا اور ہے

❖

اے شمع رو خیال ہمارا نہ کیجئے
پروانے جلتے رہتے ہیں پروا نہ کیجئے

مُردوں کو سونے دیجئے قبروں میں چین سے
محشر خرامِ ناز سے برپا نہ کیجئے

بس آپ ہی کے سامنے کا مرنے کا شوق ہے
اچھا نہ کیجئے مجھے اچھا نہ کیجئے

اللہ تیری شان کریمی کا واسطہ
محتاج مجھ کو اور کسی کا نہ کیجئے

اِس دل میں آپ رہتے ہیں یہ گھر ہے آپ کا
آباد رکھئے یا اسے ویرانہ کیجئے

جب جان دے چکے رہِ الفت میں دے چکے
اب کیا ذرا سی بات کا افسانہ کیجئے

مولیٰ ہر ایک اپنے پرائے کے سامنے
کل حشر میں رؤف کو رسوا نہ کیجئے

❖

ترے وعدہ پہ جیتا ہوں یہ میرا رشتۂ جاں ہے
تری صورت پہ مرتا ہوں یہ میرا دین وایماں ہے

جسے چاہو بنا لو تم نشانہ تیرِ مژگاں کا
یہ سینہ ہے یہ سر ہے یہ جگر یہ دل ہے یہ جاں ہے

کوئی نسبت نہیں عشاق کو اربابِ دنیا سے
انھیں مرنے کی حسرت ہے انھیں جینے کا ارماں ہے

حریمِ ناز میں اُن کے صبا پہنچے تو کہہ دینا
جگر پُرسوز ہے دل مضطرب ہے چشم گریاں ہے

رؤفؔ زار کی بالیں پہ آکر کچھ نہ کرتے وہ
بس اتنا پوچھ لیتے مرنے والے کوئی ارماں ہے

❖

نہ جنت سے غرض مجھ کو نہ مطلب حور و غِلماں سے
میں دیوانہ ہوں جاناں کا مجھے ہے کام جاناں سے

نچھاور کردوں قدموں پر جگر کو دیدہ و دل کو
میں کفر اُس بُت کی زلفوں کا بدل لوں اپنے ایماں سے

دلِ عاشق کو تڑپا دے لگی کو اُس کی بھڑکا دے
ذرا چلمن کو سرکا دے صبا رخسارِ جاناں سے

ہمارے اور تمھارے صلح کی بس ہے یہی صورت
تم اپنی ہٹ سے باز آؤ ہم اپنے عہد و پیماں سے

رؤفؔ اب تو ادھر کا بھول کر بھی رخ نہیں کرتے
پسِ مُردن کہاں بھاگو گے تم گورِ غریباں سے

❖

ناز سے ٹھوکر لگاتے جایئے
اپنے مردوں کو جلاتے جایئے

زندگانی کا نہیں کچھ اعتبار
دیکھئے صورت دکھاتے جایئے

دل کو کیوں کر ہجر میں آئے گا چین
کوئی صورت تو بتاتے جایئے

آپ جاتے ہیں تو پہلے جانِ جاں
خاک میں مجھ کو ملاتے جایئے

پھر نہ جائے آپ کا دل سے خیال
یاد کچھ ایسی دلاتے جایئے

آپ کے صدقے مرے ہوش و خرد
اپنا دیوانہ بناتے جایئے

کشتگانِ ناز زندہ ہوں ابھی
جانِ عیسیٰ لب ہلاتے جایئے

سب کی بگڑی کو سنوارا آپ نے
میری بگڑی بھی بناتے جایئے

جس کو دنیا غم بتاتی ہے رؤفؔ
نازِ جاناں ہیں اٹھاتے جایئے

❖

کیا مصیبت ہوگئی یہ عشق کی منزل مجھے
جو قدم رکھا نظر آئی نئی مشکل مجھے

کر مدد بہر خدا اے نا خدائے بحرِ غم
ناؤ ٹوٹی ہے نظر آتا نہیں ساحل مجھے

جو ترے قدموں پہ ہو قربان ایسی جان دے
جو تری خاطر تڑپتا ہو ملے وہ دل مجھے

تیرے در کی خاک ہو جانا تو میرا فرض ہے
یہ تری مرضی جو تو کردے کسی قابل مجھے

دَیر ہو، کعبہ ہو، بت خانہ ہو کوئی در بھی ہو
وہ جہاں آئیں نظر لے چل وہاں اے دل مجھے

کیجئے للہ بیمارِ محبت کی دوا
آپ کی فرقت میں جینا ہو گیا مشکل مجھے

وہ ستمگر تو سراپائے قیامت ہے رؤفؔ
جو ادا دیکھی نظر آئی وہی قاتل مجھے

❖

غمزے کے نزاکت کے شوخی کے شرارت کے
ہیں اُس مہِ خوبی میں انداز قیامت کے

مجھ سے تو کوئی پوچھے قیمت مرے اشکوں کی
آنسو نہیں موتی ہیں یہ بحرِ محبت کے

اب چون و چرا کی کچھ باقی نہیں گنجائش
جب سے تمھیں دیکھا ہے قائل ہیں قیامت کے

آہوں سے پتہ اکثر چلتا ہے محبت کا
آنسو جنھیں کہتے ہیں بھیدی ہیں محبت کے

اس وقت عیادت کو آنا ہے تو آجاؤ
آثار نہیں اچھے بیمارِ محبت کے

کونین کی پونجی کیا دلبر کے مقابل میں
ہم جان بھی دیدیں گے سودے میں محبت کے

بہنے لگے آنکھوں سے اُن کی بھی رؤفؔ آنسو
یاد آئے جو افسانے عاشق کی مصیبت کے

❖

جب تک ہمارے پاس وہ جانِ جہاں رہے
واللہ ہم کو یاد نہیں ہم کہاں رہے

کیا زندگی کا کوچۂ الفت کی پوچھنا
مرنے کی آرزو ہو جسے وہ یہاں رہے

اُن کا عتاب اور کسی پر نہ ہوگیا
یہ بھی کرم ہی تھا کہ وہ نامہرباں رہے

اہل حرم بھی ڈھونڈھتے تھے اہلِ دیر بھی
کچھ تو جواب دو کہ تم آخر کہاں رہے

آنکھوں میں نور جان میں ایمان دل میں چین
کِس کِس ادا کے ساتھ رہے وہ جہاں رہے

تم ہو اگر خلاف تو دنیا خلاف ہو
تم مہرباں رہو تو جہاں مہرباں رہے

سر اُن کے سنگِ در سے نہ اٹھے کبھی رؤفؔ
دَم ہو لبوں پہ اور وہی آستاں رہے

❖

اِک بلا جانے سے پہلے دوسری آجائے ہے
آسماں ظالم قیامت پر قیامت ڈھائے ہے

جان سے دھونا پڑیں گے ہاتھ او نادان دل
ناوکِ الفت کہیں ایسے ہی نکلا جائے ہے

ہائے کافر عشق کی مجبوریاں کعبہ تو کیا
بت کدے جاتا ہوں جب یہ بت کدے لیجائے ہے

وہ بھی آنے ہی کو ہیں لیکن قضا کا کیا علاج
ہائے ساحل پر پہنچ کر ناؤ ڈوبی جائے ہے

دل کو میرا پاسِ عزت مجھ کو دل کا ہے خیال
میں اسے سمجھا رہا ہوں وہ مجھے سمجھائے ہے

عشق کھو دیتا ہے جسم و جاں کی سب بیماریاں
زندگی پاتا ہے جو اس راہ میں مر جائے ہے

اے رؤفؔ اُن سے یہ کہنا غم سدا رہتے نہیں
سب گزر جاتے ہیں بس اک بات ہی رہ جائے ہے

❖

اے دلِ زار کیا کیا تو نے
دین و دنیا سے کھو دیا تو نے

چشمِ تر دل نے تو مٹایا تھا
اور ڈبویا رہا سہا تو نے

اے صبا چوم لوں لبوں کو ترے
نام کس گل کا لے دیا تو نے

میں نے جب آپ کو مٹا ڈالا
پردۂ رخ ہٹا دیا تو نے

تیرے قربان میرے دردِ جگر
جب میں سویا جگا دیا تو نے

میں نے کچھ بھی زبان سے نہ کہا
پھر بھی سب کچھ سمجھ لیا تو نے

برق سی کوند کر گری دل پر
جب ذرا مسکرادیا تو نے

اے قضا پھر کوئی خلش نہ رہی
جب تھپک کر سلا دیا تو نے

کوئے جاناں کی جستجو میں رؤفؔ
آپ ہی کو نہ کھو دیا تو نے

❖

دل محوِ خیالِ رخِ جاناں نہ ہوا ہے
اک شمعِ شب افروز کا پروانہ ہوا ہے

جس دن سے تم اے جانِ جہاں جلوہ فگن ہو
یہ دل بھی اُسی دن سے پری خانہ ہوا ہے

تم ہی تو ہو رؤفؔ مرے کاشانۂ دل کی
تم ہی سے تو آباد یہ ویرانہ ہوا ہے

یہ مہر مرے ماہ کے آتا ہے مقابل
بے عقل ہے مجنوں ہے دیوانہ ہوا ہے

جس شان کا جس آن کا ہے وہ مہِ خوبی
ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ ہوا ہے

اُس دن سے کسی کو بھی نظر میں نہیں لاتا
جس دن سے رؤفؔ آپ کا دیوانہ ہوا ہے

❖

اسے آنکھوں میں رکھو یا نکالو اپنی محفل سے
ہمیں کیا فکرِ دل کی ہاتھ ہم تو دھو چکے دل سے

مرے دل میں گزرتے ہیں جو خطرے کہہ نہیں سکتا
ہٹا دیں آپ اس وقت آئینہ اپنے مقابل سے

مثالِ شمع جلنا چپکے چپکے جان دے دینا
ہماری عُمر کی کشتی تو یوں لگتی ہے ساحل سے

اُنھیں روکوں تو گویا اک قیامت ہو ابھی برپا
اگر اے آرزو رخصت کروں اُن کو تو کس دل سے

نہ چھیڑ اُن کو عبث بیتابیٔ دل رحم کر مجھ پر
اگر وہ روٹھ جا۔ٔ ہیں تو پھر منتے ہیں مشکل سے

اگر کچھ ہو تو لو یہ سامنے آئینہ رکّھا ہے
کہ چوٹیں خوب ہوتی ہیں مقابل کی مقابل سے

سنبھل کر راہِ الفت میں رؤفؔ اپنے قدم رکھنا
بس اِک لغزش میں کوسوں دور ہو جاتے ہیں منزل سے

❖

اِک ایسا جام پلا مجھ کو جو ناقص کو کامل کردے
اے ساقی میں تیرے صدقے میرے دل کو بھی دل کردے

مشہور ہے تیری جود و سخا دے صدقہ اپنے مستوں کا
میں منھ نہ تکوں اِس کا اُس کا مجھ کو بھی کسی قابل کردے

اک حالت ہو ایسی طاری جو ہوش بھی ہو بے ہوشی بھی
تیری تو رہے پل پل کی خبر باقی سب سے غافل کردے

آنکھوں میں دم آکر ٹکا ہے، بیمار اُدھر میں لٹکا ہے
دم بھر کے لیے آ بالیں پر آسان مری مشکل کردے

اُلفت کا بوجھ اٹھا تو لیا دل کو یہ روگ لگا تو لیا
اب تو کردے جیسا چاہے آساں کردے مشکل کردے

ملنے کی کوئی بتا صورت اے جانِ رؤفؔ دکھا صورت
مجھ کو اپنا پروانہ بنا خود کو شمعِ محفل کردے

❖

دل چیز ہی کیا جلوۂ رخسار کے بدلے
ہے جان بھی حاضر ترے دیدار کے بدلے

عشاق سے پوچھے کوئی دردِ غمِ الفت
چھوڑا چمنِ عیش کو اس خار کے بدلے

جنت کو کروں کوچۂ دلبر پہ تصدق
طوبیٰ کو نہ لوں سایۂ دیوار کے بدلے

بازارِ محبت کے خریدار سے پوچھو
کونین بھی کم ہیں نگہہِ یار کے بدلے

اس چرخِ ستم گر کی خبر حشر میں لیں گے
لینے ہیں رؤفؔ جگر افگار کے بدلے

❖

بحرِ غمِ الفت میں یہ حال ہمارا ہے
ٹوٹی ہوئی کشتی ہے اور دور کنارا ہے

للہ ترس کھا کر امداد کو آجاؤ
کچھ سوچ کے بے کس نے اس وقت پکارا ہے

کس سے کہوں افسانہ اپنا ہے نہ بیگانہ
اب تو مجھے لے دے کر تیرا ہی سہارا ہے

رونے کی حکایت کیا ہجراں کی شکایت کیا
جس حال سے تم خوش ہو وہ حال گوارا ہے

بندِ غمِ عصیاں سے اے کاش چھڑا دیتے
وہ کام ہمارا تھا یہ کام تمھارا ہے

تم نے تو خبر لی ہے اس طرح غریبوں کی
اس وقت ہی آئے ہیں جس وقت پکارا ہے

تم اپنی محبت کے بیمار کو دیکھو تو
جینے کی نہ طاقت ہے مرنے کا نہ یارا ہے

کچھ سن نہیں سکتے تم جو ہم پر گزرتی ہے
کچھ کہہ نہیں سکتے ہم جو حال ہمارا ہے

اے جانِ جہاں میں کیا اور میری مصیبت کیا
تم نے تو زمانے کی بگڑی کو سنوارا ہے

دیوانہ رؤفؔ اول دیوانہ رؤفؔ آخر
سرکار تمھارا تھا سرکار تمھارا ہے

❖

آنکھوں کا جو تمھاری بیمار ہوگیا ہے
دُور اس کا دم میں سارا آزار ہو گیا ہے

جس سمت چل دیئے ہو مہکا دیئے ہیں رستے
جس دشت میں گئے ہو گلزار ہو گیا ہے

جس پر نگاہِ کی ہے رنگیں ادا سے تم نے
دم بھر میں رشکِ گلشن وہ خار ہو گیا ہے

اے جانِ ناز آجا صورت ذرا دکھا جا
فرقت میں تیری جینا دشوار ہو گیا ہے

اِک ہم ہیں جو ابھی تک حسرت میں مر رہے ہیں
اِک وہ ہیں جن کو اُن کا دیدار ہوگیا ہے

کرتا ہے جان اپنی تم پر رؤفؔ صدقے
سُنتے ہیں اب وہ کافر دیندار ہوگیا ہے

❖

بنے تیرِ جفا کے ہم نشانے
ثمر اچھا دیا نخلِ وفا نے

غبارِ راہِ اُلفت ہوں الٰہی
مری مٹی بھی لگ جائے ٹھکانے

وہ تکتے رہ گئے حسرت سے مُنھ کو
نہ کھولے لب دلِ بے مدعا نے

تمنا ہے کہ جب یہ جان نکلے
کھڑے ہوں آپ بھی میرے سرہانے

ترے قربان اے دردِ محبت
بڑے دلچسپ ہیں تیرے فسانے

وہ میری روشنی میں اُن کا جلوہ
حقیقت ہے کوئی مانے نہ مانے

ہماری کوششیں بیکار ہیں سب
وہی ہوگا جو چاہا ہے خدا نے

ہیں اس صورت سے وہ محفل کے اندر
کوئی جانے انھیں کوئی نہ جانے

وہ اب تو اور بھی بگڑے ہوئے ہیں
نہ جانے کیا کہا بادِ صبا نے

ہزاروں دل ہوئے پامالِ شوخی
ہزاروں کو کیا غارت حیا نے

جہاں میں حشر برپا کر رکھا ہے
رؤف ان کی نگاہِ فتنہ زا نے

❖

رکھتا نہیں امّیدِ وَفا اور کسی سے
مطلب نہیں کچھ تیرے سوا اور کسی سے

یہ سوچ کے سر کو تری چوکھٹ پہ رکھا ہے
مٹتا نہیں قسمت کا لکھا اور کسی سے

تو نے ہی بنائی ہے ہمیشہ مری بگڑی
یہ کام نہ ہوگا، نہ ہوا اور کسی سے

کیا تجھ کو گوارا ہے کہ مانگوں ترے ہوتے
دردِ دلِ مضطر کی دوا اور کسی سے

شرم آتی ہے کرتے ہوئے دَر دَر کی گدائی
طالب نہیں ہوتا بخدا اور کِسی سے

ہر حال میں تیری ہی طرف روئے سخن ہے
کرتا نہیں میں تیرا گِلا اور کِسی سے

دنیا میں رؤفؔ جگر افگار کا تو ہے
واقف نہیں یہ تیرے سوا اور کسی سے

❖

نہ مہر سے نہ کِسی کی عطا سے ملتا ہے
جو مدّعا دلِ بے مدعا سے ملتا ہے

کشودِ کار یہاں خود بخود نہیں ہوتا
نشانِ راہ کسی رہ نما سے ملتا ہے

سکونِ قلب ہے سرمایۂ حیاتِ بشر
مگر یہ صرف کسی باخدا سے ملتا ہے

نہیں ہے سہل کسی باخدا کا ملنا بھی
سُراغ اُس کا بھی بختِ رَسا سے ملتا ہے

سبق یہی دیئے جاتے ہیں جاننے والے
جو چھوڑتا ہے خودی کو خدا سے مِلتا ہے

بشر کے وہم و گماں میں جو آ نہیں سکتا
شرف وہ خدمتِ خلقِ خدا سے مِلتا ہے

رؤفؔ کی تو طبیعت سے آپ واقف ہیں
کہاں وہ رِند کسی پارسا سے ملتا ہے

❖

یہ آفتاب جو بالائے بام آتا ہے
لئے ہوئے مَے عرفاں کا جام آتا ہے

وصالِ یار کی صورت نظر نہیں آتی
خیال یار تو ہر صبح شام آتا ہے

تم ایسے بھول گئے ہو کہ اب تو مدت سے
کوئی سلام نہ کوئی پیام آتا ہے

قدم جو رکھتا ہے سالک رہِ محبت میں
تو سب سے پہلے فنا کا مقام آتا ہے

جو دیکھتا ہے تماشا ترا وہ دوست نہیں
ہَے دوست وہ جو مُصیبت میں کام آتا ہے

کبھی کِسی کی شکایت کبھی کسی کا گلہ
تجھے تو صِرف یہی ایک کام آتا ہے

رؤفؔ فرقِ مراتب نگاہ میں رکھنا
کِسی کے بعد کسی کا مقام آتا ہے

❖

وہ ہے آزاد بالکل جو اسیرِ دامِ الفت ہے
وہ ہے ہشیار جو مستِ مئے جامِ محبت ہے

فرشتے خلد میں کرتے تھے میری ناز برداری
یہاں میں ٹھوکریں اب کھا رہا ہوں میری قسمت ہے

زمین و آسماں کا فرق ہے زاہد میں اور مجھ میں
اُسے جینے کا ارماں ہے مجھے مرنے کی حسرت ہے

مری آنکھوں سے وحدت اور کثرت کا تماشا کر
اسی کثرت میں وحدت ہے اسی وحدت میں کثرت ہے

ھُو الاول ھُو الآخر ھُو الظاھر ھُو الباطن
جہاں جو ہو رہا ہے سب مشیت ہی مشیت ہے

وہ شاہوں کا بھی داتا ہے فقیروں کا بھی مولیٰ ہے
نہیں معلوم کس انداز کی اس کی سخاوت ہے

رؤفؔ زار کی بابت کوئی پوچھے تو کہہ دینا
رؤفؔ اک رِندِ آوارہ رؤفؔ اک ننگِ ملت ہے

❖

آنکھوں سے تو اوجھل ہے رگِ جاں سے قریں ہے
حیراں ہوں کہ وہ دور ہے اور دور نہیں ہے

ہر دُکھ کی دَوا کرتے ہو دنیا میں طبیبو
بیمارِ محبت کا مداوا بھی کہیں ہے

مِل جائیں کہیں حضرتِ منصور تو پوچھوں
کیوں کہتے ہو وہ بات جو کہنے کی نہیں ہے

آوارۂ اُلفت کے شب و روز نہ پوچھو
ظاہر میں کہیں رہتا ہے باطن میں کہیں ہے

یہ دیکھ کے بھی کچھ تجھے عبرت نہیں ہوتی
زندہ تھا جو کل آج وہ پیوندِ زمیں ہے

میرا تو یہ ایماں ہے کہ سرکار میں اُس کی
ہے دیر تو ممکن مگر اندھیر نہیں ہے

مرتا ہوا فرقت میں جہاں چھوڑ گئے ہو
اے جانِ تمنّا یہ رؤفؔ اب بھی وہیں ہے

جو اپنی ذات سے واقف کوئی بشر ہو جائے
وہ حق شناس وہ حق بیں وہ حق نگر ہو جائے

کوئی علاج اگر کارگر نہیں ہوتا
تو زندگی کا فسانہ بھی مختصر ہو جائے

ہے سازگار فضا آج تو زمانے کی
نہ جانے کل کی ہواؤں کا رخ کدھر ہو جائے

کسی طرح تو میرے دل کو ہو قرار نصیب
الٰہی کوئی تو تدبیر کار گر ہوجائے

تغیراتِ زمانہ سے کچھ بعید نہیں
جو آج عیب ہے ممکن ہے کل ہنر ہوجائے

شبِ فراق کے تارے گنے نہیں جاتے
الٰہی آج سرِشام ہی سحر ہوجائے

رؤفؔ ڈر ہے یہی تیری سادہ لوحی سے
نہ راستے میں کہیں تو اِدھر اُدھر ہوجائے

❖

بتوں کی کج ادائی کا گِلہ کیا
وفا کرتے بھلا یہ بے وفا کیا

یہ کہنا ہائے میرے چارہ گر کا
مریضِ دردِ اُلفت کی دوا کیا

زمانے نے نگاہیں پھیر لی ہیں
ہوئے ہو ایک تم مجھ سے خفا کیا

کہاں سے تاب لاؤں گفتگو کی
کہوں کیوں کر کہ ہے تم سے گِلا کیا

ترے عشاق کو اے جانِ عالم
بجز تیرے کسی سے واسطہ کیا

ترے ہوتے کروں کس کی تمنا
میرا ارمان ہو تیرے سوا کیا

نہیں جینے کا پَل بھر کے بھروسا
ارادے کر رہے ہیں اس پہ کیا کیا

کہاں سے لائے گی انداز میرے
کہے گی حالِ دل بادِ صبا کیا

ہو محفل صاحبِ محفل سے خالی
مری آنکھوں پہ پردہ پڑ گیا کیا

چھٹا دنیا و فیہا کے غم سے
ترے دامِ محبت میں پھنسا کیا

سمجھ لیں آپ خود ہی مطلبِ دل
رؤفِ بے زباں سے پوچھنا کیا

❖

زمانہ کو غم سے چھڑاتا رہوں گا
ترے عشق کی مَے پلاتا رہوں گا

جہاں نقشِ پا دیکھ لوں گا تمھارا
وہیں اپنے سر کو جھکاتا رہوں گا

تم آؤ نہ آؤ یہ میرا مقدر
مگر میں تو تم کو بلاتا رہوں گا

میں چھوڑوں گا نقش اپنی الفت کا ایسا
کہ برسوں تمھیں یاد آتا رہوں گا

تمھاری محبت کے مارے ہوؤں کو
میں سینہ سے اپنے لگاتا رہوں گا

میں نفرت کے جلسوں سے بھاگوں گا کوسوں
محبت کی محفل میں آتا رہوں گا

رؤفؔ اب کہیں جانے والا نہیں میں
اِسی در پہ دھونی رماتا رہوں گا

❖

جو ترا طالبِ دیدار ہوا
پہلے رسوا سرِ بازار ہوا

ہائے اُس چشم کی جادو نگہی
جس کو دیکھا وہی بیمار ہوا

کفر و اسلام سے کیا کام اُسے
جو مئے عشق سے سرشار ہوا

ہائے منھ موڑ کے اپنوں سے وہ شوخ
رونقِ محفلِ اغیار ہوا

اِک زمانے کی کھلی آنکھ رؤف
تو ہی کم بخت نہ بیدار ہوا

❖

غیر کو آشنا سے کیا مطلب
اُن کی خو کو وفا سے کیا مطلب

ہائے میرے طبیب کا کہنا
دردِ دل کو دوا سے کیا مطلب

وہ مرے دیکھنے کو کیوں آتے
شاہ کو بے نوا سے کیا مطلب

جو مٹے ہوں رہِ محبت میں
اُن کو چون و چرا سے کیا مطلب

مانتا کیوں رؤفؔ زاہد کی
رِند کو پارسا سے کیا مطلب

❖

آنکھوں سے اشکِ غم نہ بہاؤں تو کیا کروں
دل کی لگی کو یوں نہ بجھاؤں تو کیا کروں

اتنا بتاتے جاؤ اگر جارہے ہو تم
پہلو میں اپنے تم کو نہ پاؤں تو کیا کروں

دل دے چکا تمھیں میں جگر دے چکا تمھیں
اس پر بھی تم کو یاد نہ آؤں تو کیا کروں

جب کوئی دخل ہی نہ ہو میرا یہاں تو پھر
اپنی خودی کو بھول نہ جاؤں تو کیا کروں

مسجد میں خانقاہ میں کعبے میں دَیر میں
تیرے سِوا کسی کو نہ پاؤں تو کیا کروں

لاکھوں گناہ میں نے ترے دیکھتے کیے
اللہ تجھ سے منھ نہ چُھپاؤں تو کیا کروں

اُن سے رؤفؔ میری طرف سے یہ پوچھنا
ہوتے تمھارے چین نہ پاؤں تو کیا کروں

❖

سنبل سے نہیں اُن کی زلفِ خمدار سے باتیں ہوتی ہیں
دو پھول جہاں رکھ لیتا ہوں رخسار سے باتیں ہوتی ہیں

یہ اپنے ہیں وہ بیگانے مجنونِ محبت کیا جانے
ہر گل سے جی بہلاتا ہوں ہر خار سے باتیں ہوتی ہیں

ہے جُرمِ وفا کیسا سنگیں دنیا میں کہیں انصاف نہیں
اُلفت کا تری دم بھرتا ہوں اور دار سے باتیں ہوتی ہیں

یاد آتی ہیں جب اُن کی مژگاں تیروں کا نشانہ بنتا ہوں
ابرو کا تصور کرتا ہوں تلوار سے باتیں ہوتی ہیں

اس سر میں نہ جانے کیا ساقی سودا ہے ترے میخانے کا
جب در سے اٹھایا جاتا ہے دیوار سے باتیں ہوتی ہیں

کیسی نفرت کیسا غصہ کیسی رنجش کیسا جھگڑا
کچھ اور ہی منظر ہوتا ہے جب پیار سے باتیں ہوتی ہیں

اُلفت میں رؤفؔ اوروں کو تو کیا خود کو بھی بُھلانا پڑتا ہے
جب غیر نہیں رہتا کوئی تب یار سے باتیں ہوتی ہیں

❖

اُن کے نقابِ رُخ کو جو سرکا رہا ہوں میں
یوں کہیئے آفتاب کو شرما رہا ہوں میں

جب تک ترا نشان نہیں پا رہا ہوں میں
دل کو ترے خیال سے بہلا رہا ہوں میں

اب تک خبر نہ لی دلِ خانہ خراب کی
تم تو یہ کہہ گئے تھے ابھی آرہا ہوں میں

دل دے دیا تھا آپ کو دل دار جان کر
بس یہ خطا تھی جس کی سزا پارہا ہوں میں

آیا ہوں کس مقام سے یہ بھی خبر نہیں
یہ بھی خبر نہیں کہ کدھر جارہا ہوں میں

تم میرے حالِ زار پہ ہنستے ہو کیوں رؤفؔ
جو ٹھوکریں نصیب کی ہیں، کھا رہا ہوں میں

❖

نقاب اپنے رُخ سے ہٹاؤ تو جانیں
ہمیں روئے تاباں دکھاؤ تو جانیں

حقیقت کی دنیا کے تم رہنے والے
فضائے مجازی میں آؤ تو جانیں

دل اپنا کسی مہ جبیں سے لگا کر
جدائی کے صدمے اٹھاؤ تو جانیں

ہوئی ہوگی بارشِ کرم کسی پر
ہماری لگی کو بجھاؤ تو جانیں

جسے سُن کے ہوجائیں سب مستِ الفت
وہی راگنی گُنگناؤ تو جانیں

نہ دیکھوں کسی کو سوائے تمھارے
نظر میں کچھ ایسے سماؤ تو جانیں

خلش جس کی بعدِ فنا بھی نہ جائے
کوئی تیر ایسا لگاؤ تو جانیں

کسی دن اِنھیں مست آنکھوں سے اپنی
ذرا سی ہمیں بھی پلاؤ تو جانیں

اُنھیں دفعتاً پیار آجائے تم پر
رؤفؔ ایسی صورت بناؤ تو جانیں

❖

دل آزما کے جگر آزما کے دیکھیں گے
وہ پھر کہیں مجھے بسمل بنا کر دیکھیں گے

میں عمر بھر کی مصیبت کو بھول جاؤں گا
اگر وہ ایک نظر مسکرا کر دیکھیں گے

سُنا ہے حشر میں اِک اور حشر بھی ہوگا
وہ پردۂ رُخِ زیبا اُٹھا کے دیکھیں گے

سمجھ میں آئی ہے تدبیر اُن سے ملنے کی
ہم اپنے آپ کو اک دن بُھلا کے دیکھیں گے

گلِ مُراد سے بھر جائیں گے اُدھر دامن
وہ جانِ ناز جدھر مسکرا کے دیکھیں گے

اگر لکھا ہے مقدر میں دیکھنا اُن کو
یہاں نہیں تو کہیں اور جا کے دیکھیں گے

رؤفؔ جان فقط اس امید پر دی ہے
وہ میری نعش کو ٹھوکر لگا کے دیکھیں گے

❖

فلک کیوں ستانے کو جی چاہتا ہے
مجھے کیا مٹانے کو جی چاہتا ہے

مری آہ کا بھی اثر یاد رکھنا
اگر آزمانے کو جی چاہتا ہے

تری اک نظر کی یہ معجز نمائی
کہ تجھ میں سمانے کو جی چاہتا ہے

غرض دَیر سے ہے نہ مطلب حرم سے
یہ جھگڑے مٹانے کو جی چاہتا ہے

سُنا کر کبھی اپنے غم کی کہانی
تمھیں بھی رُلانے کو جی چاہتا ہے

کہاں اپنی خود داریاں لے کے جاؤں
انھیں پھر منانے کو جی چاہتا ہے

محبت میں جو کچھ بھی گزری ہے دل پر
تمھارے سنانے کو جی چاہتا ہے

جہاں نقش پا دیکھتا ہوں تمھارا
وہیں سر جُھکانے کو جی چاہتا ہے

رؤفؔ ایک دھوکا ہی دھوکا ہے دنیا
کہاں دل لگانے کو جی چاہتا ہے

❖

اِک جھلک سی روئے تاباں کی دکھا کر چل دیئے
وہ مجھے تصویرِ حیرانی بنا کر چل دیئے

واہ کیا حسن عمل ہے واہ کیا حسنِ سلوک
میرے دل میں میری آنکھوں میں سما کر چل دیئے

اپنے وعدے بھی نہ آئے یاد تم کو بھول کر
حسرتیں سب خاک میں میری ملا کر چل دیئے

کیا کہوں کیا کیا مریضِ عشق پر گزری یہاں
بندہ پرور آپ تو صورت دکھا کر چل دیئے

میری الفت کا نہ آیا آپ کو مطلق خیال
زندگی بھر کی وفاؤں کو بھلا کر چل دیئے

حیف ہے اب تک نہ لی بیمارِ فرقت کی خبر
مجھ کو اپنے دامِ الفت میں پھنسا کر چل دیئے

اب ترس کھانا نہ کھانا کام ہے اُن کا رؤفؔ
ہم تو اپنا حالِ دل اُن کو سنا کر چل دیئے

❖

ارمان اُن کی دید کے تڑپا کے رہ گئے
کچھ پھول تھے جو باغ میں مرجھا کے رہ گئے

اے بھرنے والے سارے فقیروں کی جھولیاں
ہم دامنِ سوال ہی پھیلا کے رہ گئے

آئی سمجھ میں ایک نہ مجنونِ عشق کی
سب خویش و اقربا اسے سمجھا کے رہ گئے

اَرمان تھا ہم ان کو نظر بھر کے دیکھتے
بس گوشۂ نقاب ہی سرکا کے رہ گئے

تقدیر میں جو چارۂ دردِ نہاں نہ تھا
وہ میرے حالِ دل پہ ترس کھا کے رہ گئے

کیا دوستوں نے حقِّ رفاقت ادا کیا
بس یہ کہ تا لحد مجھے پہنچا کے رہ گئے

پہلے تو تھی انھیں سے شکایت ہمیں رؤفؔ
دیکھے جو اپنے عیب تو شرما کے رہ گئے

❖

خیالِ روئے تاباں آرہا ہے
مہ و خورشید کو شرما رہا ہے

یہ کیسے آرہی ہے یاد اُن کی
کہ دل پہلو سے نکلا جا رہا ہے

دیا تھا دل مگر یہ کیا خبر تھی
تڑپنے کا زمانہ آرہا ہے

یہ بے چینی یہ بے تابی کہاں تھی
وہ پہلا وقت اب یاد آرہا ہے

نہیں ہو تم تو دنیا بھر میں گویا
اندھیرا ہی اندھیرا چھا رہا ہے

بس اب لاج اپنے دیوانے کی رکھ لو
تمھارے در سے سر ٹکرا رہا ہے

حقیقت کھل نہیں سکتی تو اے دل
یہ گتھی کس لیے سلجھا رہا ہے

مسلماں ہو کوئی، کوئی برہمن
اسی میں لطف ان کو آرہا ہے

سوائے اشتیاقِ دیدِ جاناں
رؤفؔ زار میں اب کیا رہا ہے

❖

جب نگاہِ لُطف مجھ پر آپ کی ہو جائے گی
آسماں جو رنج بھی دے گا خوشی ہوجائے گی

آ گیا میری وفاؤں کا اگر تم کو خیال
پھر مری سوکھی ہوئی کھیتی ہری ہو جائے گی

میری بالیں سے نہ جانے کا کرو ہرگز خیال
تم اٹھو گے پھر مری حالت وہی ہو جائے گی

اب تو دنیا میں اندھیرا چھا رہا ہے ہر طرف
جب دکھائیں گے وہ صورت روشنی ہوجائے گی

دیکھ لیں گے آپ میرے قتل ہو جانے کے بعد
ساری دنیا میرے خوں کی مدعی ہو جائے گی

دامنِ الفت عقیدت سے اگر تھامے رہے
پھر تو کشتی بحرِ غم سے پار ہی ہو جائے گی

موت آئے گی اگر راہِ وفا میں اے رؤفؔ
یاد رکھو زندگی ہی زندگی ہو جائے گی

❖

مری میّت پہ رویا جا رہا ہے
جفا کا داغ دھویا جا رہا ہے

یہاں کچھ اور ہی بے چینیاں ہیں
لحد میں کس سے سویا جا رہا ہے

کسی کو پیس دیتا ہے زمانہ
کوئی موتی پرویا جا رہا ہے

جفا کاری کی رسمیں بڑھ رہی ہیں
وفا سے ہاتھ دھویا جارہا ہے

مریضِ ہجر کو کیا یاد کرتے
وفا کو اس کی رویا جا رہا ہے

جو پہلے بجھ چکا ہے زہرِ غم میں
وہ نشتر اب چبھویا جا رہا ہے

عبث اصرار ہے اے جوشِ گریہ
بھلا اب مجھ سے رویا جا رہا ہے

رؤفؔ اس بزم سے اٹھنا تمھارا
زباں کا لطف گویا جا رہا ہے

❖

مری حالت عجب ناگفتنی معلوم ہوتی ہے
خوشی میں مجھ کو غم، غم میں خوشی معلوم ہوتی ہے

میں اُن کا ذکر کرتا ہوں وہ مجھ کو یاد کرتے ہیں
مری اُن کی محبت دائمی معلوم ہوتی ہے

وہ ساعت ہائے وہ ساعت جدا ہوتے ہو تم جس میں
یہ دیکھا ہے قیامت کی گھڑی معلوم ہوتی ہے

عیادت کے بہانے سے ذرا صورت دکھا جاؤ
مریضِ غم کی اب حالت بری معلوم ہوتی ہے

تمھاری بے وفائی کی شکایت اور مرے منھ سے
کسی نے بات یہ یونہی کہی معلوم ہوتی ہے

ابھی سے نالۂ دل میں اثر کی جستجو توبہ!
ابھی تو آروز میں بھی کمی معلوم ہوتی ہے

وہ میرا دوست ہے جو بے تکلف مجھ سے یہ کہہ دے
رؤفؔ اس وقت تجھ میں یہ کمی معلوم ہوتی ہے

مخمّسات

خمسہ برغزل حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتیؒ

میں ہی چاہوں تجھے اے روحِ روانِ عالم
اور کوئی نہ ہو اس راز کا تیرے محرم
بدگمانی کا یہ عالم ہے ترے سر کی قسم
غیرت از چشم بَرم رُوئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیثِ تو شنیدن ندہم

غیر رکھے نہ ترے کوچۂ الفت میں قدم
کیوں اٹھائے کوئی نا اہل ترے ہجر کا غم
مجھ کو یہ بات گوارا ہی نہیں تیری قسم
لذت دردِ تو بیدرد چشیدن ندہم
ناوکِ عشقِ توبا غیر رسیدن ندہم

نازو انداز ترے سارے زمانے کو پسند
اچھے اچھوں کی زبانیں ہیں ترے وصف میں بند
مجھ سے پوچھے کوئی کیا ہے تری زلفوں کی کمند
ہدیۂ زلفِ تو گر ملکِ دو عالم بدہند
یعلم اللہ سرِ موئے خریدن ندہم

چوں کہ ہے فیض ترے عشق کا فیضِ سرمد
ولولہ تیری محبت کا ہے دل میں بے حد
تجھ پر مرتا ہے رؤف اس قدر اے رعنا قد
گر بیاید ملک الموت کہ جانم بہ بَرد
تا نہ بینم رُخِ تو رُوح رمیدن ندہم

خمسہ برغزل حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ

کیا پوچھتے ہو مجھ سے تھا کیا اک طرف کیا اک طرف
جاں مضطرب تھی اک طرف دل لوٹتا تھا اک طرف
خونِ جگر تھا اک طرف خون تمنا اک طرف
دی شب کہ میرفتی بُتا رُو کردہ ازما یک طرف
افگندہ کا کل یک طرف زلفِ چلیپا یک طرف

دیکھا کہ سب خورد و کلاں ہیں ایک جانب کو رواں
میں نے کہا اُن سے کہ ہے کیا بات جاتے ہو کہاں
بولے کہ اٹھ اے بے خبر بیٹھا ہوا ہے تو یہاں
سلطانِ خوباں میرود ہر سُو ہجومِ عاشقاں
چابک سواراں یک طرف، مسکین گداہا یک طرف

گل کی پڑی تجھ پر نظر ٹکڑے ہوا فوراً جگر
شبنم نے دیکھا تھا کہیں روتے ہی گزری عمر بھر
کس قسم کا جادو کیا تو نے بتا اے عشوہ گر
چوں بَر رُخِ زیبائے تو اُفتادہ زاہد را نظر
تسبیحِ زہدش یک طرف معبد مصلّے یک طرف

ہر وقت وہ اپنے غرورِ حسن میں رہتا ہے مست
اس کی خودی کے سامنے ہیں حوصلے عالم کے پست
وہ فتنہ گر ہے اے رؤفؔ اس درجہ خودسر خودپرست
بے چارہ خسرو خستہ را خوں ریختن فرمودہ است
خلقے بمنّت یک طرف آں شوخ تنہا یک طرف

خمسہ برغزل مرزا قتیل رحمۃ اللہ علیہ

ناشاد زمانے سے اُٹھا ترا شیدائی
تجھ کو بھی خبر ہے کچھ او محوِ خود آرائی
آ تو بھی تماشا کر خلقت ہے تماشائی
کُن بَر سَرِ تا بوتم یک جلوہ بہ رعنائی
اے در لبِ لعلِ تو اعجازِ مسیحائی

سر نذر کیا تیری چوکھٹ پہ شہِ خوباں
سروِ قدِ رعنا پر قربان ہیں جسم وجاں
اُس مصحفِ عارض پر صدقے ہے مرا ایماں
دیگر چہ طمع داری از عاشق بے ساماں
عقل و دل و دیں بُردی ہم تاب و توانائی

راحت ہو مصیبت ہو رسوائی ہو کچھ بھی ہو
تو ہم کو نہ بھولے گا سوچا تھا یہ ہم نے تو
لیکن تری خُو نے جب مجبور کیا ہم کو
کردیم ز خونِ خود آسائشِ کوئے تو
داری خبرے یا نہ اے محوِ خود آرائی

دنیا میں کہاں ہے اب رسم و رہِ دلداری
آتی ہے نظر ہر سُو عیاری وغداری
اے جانِ رؤف آخر کب تک یہ دل آزاری
غیر از تو امیرے نے پیشِ کہ کند زاری
بیچارہ قتیلِ تو اے کافرِ ترسائی

تضمین بر مطلع حضرت منیرؔ رحمۃ اللہ علیہ

کوئی یہ کہتا ہے کہ کعبہ میں ہے وہ رشکِ قمر
کوئی بتاتا ہے کہ ہے وہ بت کدے میں جلوہ گر
کِس کِس جگہ جاتا ہے مجھ کو چھوڑ کر وہ فتنہ گر
من جاں بلب در کنجِ غم او مجلس آرائے دگر
من خونِ دل اینجا خورم او مے کشد جائے دگر

رہتی ہے جس کے ہجر میں ہر وقت میری چشم تر
افسوس رُخ کرتا نہیں میری طرف وہ بھول کر
میری عجب ناگفتی حالت ہے اے بادِ سحر
من جاں بلب در کنجِ غم او مجلس آرائے دگر
من خونِ دل اینجا خورم او مے کشد جائے دگر

پہلے تو گھائل کر گیا اُس شوخ کا تیرِ نظر
پھر دستِ وحشت نے مرے لی جیب و دامن کی خبر
مارا ہے اس غیرت نے مجھ کو اور بھی اے چارہ گر
من جاں بلب در کنجِ غم او مجلس آرائے دگر
من خونِ دل اینجا خورم او مے کشد جائے دگر

دیتا ہے عالم کو دوائے دردِ دل وہ چارہ گر
گویا ہر اک کے واسطے ہے مرہمِ زخمِ جگر
لیکن رؤفؔ زار کی اپنے نہیں لیتا خبر
من جاں بلب در کنجِ غم او مجلس آرائے دگر
من خونِ دل اینجا خورم او مے کشد جائے دگر

خمسہ برغزل حضرت منیر رحمۃ اللہ علیہ

اِک بار ایسا ہو کہ مل جائے کہیں وہ شمع رُو
میں سامنے اُس کے مرے آگے ہو وہ حُسنِ نِکو
اے کاش بر آئے اگر دل کی مرے یہ آرزو
باشد عجب ہنگامۂ در جلوہ گاہِ حُسنِ اُو
من در تماشائے دلم دل در تماشائے دِگر

کیا جانے مجھ پر کر گیا کیا سحر وہ رشکِ چمن
کوئی گھڑی آرام کی پاتا نہیں میں خستہ تن
دن کو تو رونا پیٹنا یا چاک کرنا پیرہن
شب تا سحر در کوئے او گردیدن و باز آمدن
برلب حدیثِ دردِ دل در دل تمنائے دِگر

مجھ سے تو آ سکتا نہیں اب راہ پر وہ دل رُبا!
ہاں ایک صورت سے بر آ سکتا ہے دل کا مدّعا
اُس فتنہ گر کے پاس اگر جائے رؤفؔ با صفا
شاید منیرؔ آں بے وفا گر دد بالفت آشنا
ہر روز تدبیرے کنم ہر شب زنم رائے دِگر

خمسہ برغزل حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

میں نے تو اپنی جان تک رخ پہ ترے قربان کی
لیکن کیا تو نے نہ مجھ کو یاد بھولے سے کبھی
مجھ خستہ جاں سے کون سی ایسی خطا سرزد ہوئی
اے ماہِ عالم سوزِ من از من چرا رنجیدۂ
اے شمع شب افروزِ من از من چرا رنجیدۂ

ہرگز نہ منھ پھیریں گے وہ مرتے ہیں تیرے رُخ پہ جو
جس طرح چاہے آزمالے، کشتگانِ ناز کو
مٹنا ہے تیری راہ میں انجام چاہے کچھ بھی ہو
اے کعبۂ من کوئے تووے قبلۂ من روئے تو
صد ہمچو من ہندوئے تو از من چرا رنجیدۂ

خارِ محبت کی خلش ہرگز ہوئی دل میں نہ کم
صدموں نے فرقت کے تری لینے دیا مجھ کو نہ دم
دِل بستۂ زنجیر غم تن خستۂ تیغِ الم
بنگرز ہجرت چوں شدم سر گشتہ و مجنوں شدم
چوں لعل دل پُر خوں شدم از من چرا رنجیدۂ

پاتے ہیں فیض اس آستانے سے ہزاروں مدح گو
اے جانِ عالم اس طرف کو بھی نگاہ لطف ہو
سودا ہے تیری زلف پیچاں کا رؤفؔ زار کو
سعدیؔ سگِ درگاہِ تو افتادہ اندر راہِ تو
من یار نیکو خواہِ تو ازمن چرا رنجیدۂ

خمسہ برغزل خُود

اشک غم تھمنے نہیں پاتے کہ دل گھبرائے ہے
دل کی گھبراہٹ نہیں جاتی کہ غش سا آئے ہے
کچھ عجب منظر محبت آپ کی دکھلائے ہے
اک بلا جانے سے پہلے دوسری آجائے ہے
آسماں ظالم قیامت پر قیامت ڈھائے ہے

اک طرف جانِ حزیں پر کوہِ غم کا ٹوٹنا
اک طرف جورِ فلک سے سر پہ اک تازہ بلا
اک طرف لب پر صدا وا حسرتا وا حسرتا
اک طرف اشکوں کا دریا آنکھ سے بہتا ہوا
اک طرف بیتاب دل پہلو سے نکلا جائے ہے

یا تو تھا بالکل ہی اک بیگانۂ رنج و ملال
یا ابھی دیکھو تو چہرہ غم سے ہے بالکل نڈھال
یک بیک اللہ جانے کس کا آتا ہے خیال
دم میں ہوجاتا ہے یہ وارفتۂ اُلفت کا حال
آہ ہے فریاد ہے نالہ ہے ہائے ہائے ہے

بے قراری آہ و زَاری بندگی بے چارگی
ہائے کیسی زندگی ہے عاشقوں کی زندگی
کوئی کیا جانے کہ ہے کیا چیز اُلفت کی لگی
کیسی بے چینی ہوا کرتی ہے دردِ ہجر کی
بس وہی جانے ہے جو یہ چوٹ دل پر کھائے ہے

مجھ سے دل کہتا ہے کہ ظالم اپنی حالت کو سنبھال
میں یہ کہتا ہوں کہ قسمت کا بدلنا ہے محال
ہو رہی ہے یونہی دونوں میں برابر قیل وقال
دل کو میرا پاسِ عزت مجھ کو دل کا ہے خیال
میں اسے سمجھا رہا ہوں یہ مجھے سمجھائے ہے

ایک دن اِک سالکِ راہِ محبت مل گیا
مذہبِ الفت کا اس سے آگیا کچھ تذکرا
اشک آنکھوں میں بھر آئے اور یوں کہنے لگا
ہائے کافر عشق کی مجبوریاں کعبہ تو کیا
بت کدے جاتا ہوں جب یہ بت کدے لے جائے ہے

ہے بہت دشوار رکھنا صبر کی سینہ پہ سِل
میں تو کہتا تھا کہ اُس غارت گر دِیں سے نہ مل
کام کیا چلتا ہے اب ہونے سے تیرے منفعل
جان سے دھونا پڑیں گے ہاتھ او نادان دل
ناوکِ الفت کہیں ایسے ہی نکلا جائے ہے

خوں نہیں ہوتا جگر یا اشکِ غم بہتے نہیں
کون سی ایسی مصیبت ہے جو ہم سہتے نہیں
جان دے دیتے ہیں لیکن دردِ دل کہتے نہیں
اے رؤف ان سے یہ کہنا غم سدا رہتے نہیں
سب گزر جاتے ہیں بس اک بات ہی رہ جائے ہے

خمسہ برغزل حضرت فخر الدین عراقیؒ

نہ ہوا نصیب حج ہی نہ زکوٰۃ یاد آئی
نہ کیا پسند روزہ نہ نماز مجھ کو بھائی
مری التجا کو سُن لے تری شانِ کبریائی
صنمارہِ قلندر سزدار بمن نمائی
کہ دراز و دور دیدم رہ و رسمِ پارسائی

جو ہیں تجھ پر مٹنے والے یہ سنی ہے اُن کی حالت
کہ وہ تجھ سے سے ملتجی ہیں بصد آرزو وحسرت
نہ ہو غیر کو میسر ترے در سے کوئی نسبت
نشود نصیبِ دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اسے اختیار ہے سب وہ کرے قبول یا رَد
وہ عمل کئے ہیں میں نے کہ ہوں شرمسار بے حد
میں جو تم سے کہہ رہا ہوں نہ یقیں کرو گے شاید
بز میں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

جنھیں زہد کا ہے دعویٰ ہے یہ حال ان کا ہمدم
نہیں خیر اُن میں مطلق وہ ہیں شر ہی شر مجسم
ہیں زبان و دل کے یکساں یہ جواریوں کا عالم
بقمار خانہ رفتم ہمہ پاک باز دیدم
چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم دغائی

نہ نصیب میں تھا میرے نہ ہوا کبھی میں خرسند
میں تمام عمر اپنی رہا اس کا آرزو مند
مرے دل نے بس یہ سمجھا درِ توبہ ہو گیا بند
بطوافِ کعبہ رفتم بحرم رہم نداند
کہ برونِ درچہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

مرے بختِ نارسا کے ہیں یہ اہتمام سارے
کہ ہرآن چل رہے ہیں مرے دل پہ غم کے آرے
ترا ہجر ہے کہ دن میں نظر آرہے ہیں تارے
ہمہ شب دریں خیالم کہ رسم بوصلِ یارے
ہمہ روز در امیدم کہ شبے بخواب آئی

مرا ربط بت کدے سے مری بت کدے میں آمد
میں رؤف جانتا ہوں ہے بُری سی بات شاید
مگر اِن بتوں کی شفقت کی تو ہو رہی ہے یہ حد
درِ دیر کوفتم من زدروں ندا بر آمد
تو بیابیا عراقی کہ زخاصگانِ مائی

تضمین

ہر طرز انوکھی تری ہر شان نرالی
اور تو نے سنا بھی نہیں ما اعظم شانی
ہر چیز کو پرکھا مگر اپنی نہ خبر لی
خود را نہ پرستیدۂ عرفاں چہ شناسی
کافر نہ شدی لذتِ ایماں چہ شناسی

کوچہ میں محبت کے قدم ہی نہیں رکھا
بھولے سے بھی اُس گل کی نہ کی تو نے تمنا
افسوس سمجھ میں تری اتنا بھی نہ آیا
امروز نہ دیدی اگر آں روئے صنم را
فردا بقیامت رُخِ جاناں چہ شناسی

ظاہر کے مشاغل سے رؤفؔ آہ کسی دن
اُکتا کے نہ لوٹا سوئے میخانۂ باطن
حاصل نہ کئے تو نے تصوف کے خزائن
عابد شدی زاہد شدی واعظ شدی لیکن
صوفی نہ شدی مشرب رنداں چہ شناسی

تضمین برغزل حضرت احمد جام صاحبؒ

کی نہ ہم نے کوئی نیکی نام کو
کچھ نہیں معلوم کیا انجام ہو
عاصیو چل کر یہی ان سے کہو
مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو

شیئاً للہ از جمالِ روئے تو

جان پُر غم، چشم پُر نم، دلِ فگار
کیا سناؤں تجھ کو اپنا حالِ زار
لے خبر اے بے قراروں کے قرار
چوں گدایاں بردرت امیدوار

بو کہ آید در مشامم بوئے تو

عرض کرنا اُن سے اے بادِ صبا
مفلسی کی ہو چکی ہے انتہا
ہم تہیدستانِ قسمت ہیں شہا
دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما

آفریں بردست و بر بازوئے تو

کیا کہے تجھ سے رؤفؔ زار اب
منکشف ہیں تجھ پر دل کے راز سب
ہر گھڑی ہر آن ہے تیری طلب
بردرت افتادہ احمد روز و شب

تا دہد جان را بخاکِ کوئے تو

خمسہ برغزل حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

ہر دم بفراق سوگواریم
ہر لحظہ ز ہجر اشکباریم
از تیرِ ادا جگر فگاریم
ما دل شدگانِ بے قراریم
رُسوا شدگانِ کوئے یاریم

لِلّٰہ نہ کیجئے کنارا
ہجراں کا الم نہیں گوارا
ظاہر ہے جو حال ہے ہمارا
جان است فدائے یک نظارا
نے در ہوسِ لب و کناریم

کر تیغِ جفا سے خون میرا
موقع نہیں ہاتھ روکنے کا
صد رشکِ کرم ہے جور تیرا
اے ترک چہ جائے رحمت اینجا
تو تیر بزن کہ ما شکاریم

ہو کر میرے راز داں بتاؤ
کیوں میرا نشان پوچھتے ہو
معلوم نہیں رؤف تم کو
ما خاکِ رہیم ہمچو خسرو
در کوئے کسے بیادگاریم

خمسہ برغزل خود

یہ کیا صورت ہوئی اللہ جانے
لگے وہ بے سبب ہم کو ستانے
جہاں کچھ کہہ دیا باد صبا نے
بنے تیر جفا کے ہم نشانے
ثمر اچھا دیا نخلِ وفا نے

اُدھر اغیار کی ریشہ دوانی
اِدھر احباب کی ناقدر دانی
نہیں کوئی شریکِ خستہ جانی
کہوں کس سے شبِ غم کی کہانی
مرے سوزِ جگر کو کون جانے

اجل کا جس گھڑی پیغام آئے
سرِ بالیں ہوں سب اپنے پرائے
یہ کہنا اے صبا اس دلربا سے
تمنا ہے کہ جب یہ جان نکلے
کھڑے ہوں آپ بھی میرے سرہانے

علاجِ دردِ فرقت ہو الٰہی
مداوائے مصیبت ہو الٰہی
پسِ مردن یہ صورت ہو الٰہی
غبارِ راہِ الفت ہو الٰہی
مری مٹی بھی لگ جائے ٹھکانے

[illegible]

خمسہ برغزل حضرتِ بیدمؔ

سیکڑوں زخمی ہزاروں کو تڑپتا دیکھتے
جس طرف اٹھتیں نگاہیں حشر برپا دیکھتے
جو تصور میں نہ آئے وہ تماشا دیکھتے
ان کے ناوک آ کے سینہ میں مرے کیا دیکھتے
دل کے ہر گوشے میں ارمانوں کی دنیا دیکھتے

ٹھوکریں کھاتے ہوئے پھرنا ہمارا در بدر
ہائے وہ آہ و بکا وہ رات کا پچھلا پہر
کون لیتا ہے مریضانِ محبت کی خبر
قافلے پہنچے ہزاروں منزلِ مقصود پر
ہم اکیلے رہ گئے نقشِ کفِ پا دیکھتے

دیکھنے والوں کا اکثر ان کے دیکھا ہے یہ حال
جان کی ہی فکر رہتی ہے نہ کچھ تن کا خیال
ہوش کر دیتے ہیں گم، ہے اس کے اندر کیا کمال
لطف تو جب تھا کہ ہم بھی دیکھتے ان کا جمال
اور ہماری بے خودی کا وہ تماشا دیکھتے

جو نگاہیں جلوۂ رخسارِ جاناں سے ملیں
تابِ نظارہ رؤفؔ اس طرح وہ پیدا کریں
پیشتر سب سے وہ اِک جامِ مئے الفت پئیں
دیدِ گل کے واسطے بلبل کی آنکھیں چاہئیں
قیس کی نظروں سے بیدمؔ حُسن لیلیٰ دیکھتے

خمسہ

جاگنے ہی کو ہیں بیمارِ محبت کے نصیب
وصلِ گل سے شادماں ہونے کو ہے اب عندلیب
آرہا ہے شاید اب نزدیک تر کوئے حبیب
کچھ کھٹک سی ہو رہی ہے اب رگِ جاں کے قریب
دردِ دل پہنچا بڑی مشکل سے درماں کے قریب

سجدہ گاہِ خلق ہے جو نقشِ پائے ناز ہے
ذرہ ذرہ اس جہاں کا گوش بر آواز ہے
گردنیں جھکتی ہیں خود، یہ تیغ کا اعجاز ہے
اُس ستمگر کی جفا کا بھی عجب انداز ہے
کھنچ کے دل خود آرہے ہیں نوکِ پیکاں کے قریب

تم ہی بن جاؤ گے جب میرے لئے بیداد گر
جب تمھیں کو رحم آئے گا نہ میرے حال پر
جب تمھاری ہی نہ ہوگی مجھ پہ رحمت کی نظر
تم ہی جب لوگے نہ بیمارِ محبت کی خبر
کون آئے گا مریضِ دردِ ہجراں کے قریب

مانگتا ہوں جس سے مَیں سب سے بڑی سرکار ہے
ہو اگر چشمِ کرم تو دَم میں بیڑا پار ہے
صرف اتنا ہی تو ارمانِ رؤفِ زار ہے
مل سکے تو ایک سجدے کی زمیں درکار ہے
روئے جاناں کے مقابل کوئے جاناں کے قریب

خمسہ دیگر

بخت ہوتا ہے کسی کا جو پلٹ جانے کو
رحم آتا ہے نہ اپنے کو نہ بیگانے کو
دیتے جاتے ہیں وہ چَرکے مِرے تڑپانے کو
کہتے جاتے ہیں وہ سن کر مرے افسانے کو
کس مصیبت میں پڑے چھیڑ کے دیوانے کو

حالِ دل اپنا میں ہر ایک کو بتا دیتا ہوں
خود بھی روتا ہوں اور اس کو بھی رُلا دیتا ہوں
اپنا افسانۂ غم سب کو سنا دیتا ہوں
درِ میخانۂ عالم پہ صدا دیتا ہوں
کون ایسا ہے جو بھر دے مرے پیمانے کو

ہائے بیمارِ محبت کے مقدر کا لکھا
جیتے جی اس کو کبھی وصل میسر نہ ہوا
عمر بھر آتشِ ہجراں میں سلگتا ہی رہا
آخرش ہو گیا جل بجھ کے کلیجہ ٹھنڈا
شمع کی گود میں نیند آگئی پروانے کو

اُس کے در پر کوئی محتاج اگر آجائے
گلِ مقصود سے لے جائے وہ دامن بھر کے
یہ رؤفؔ ایسے نظر باز کو کیا پہچانے
اک نظر سے جو زمانہ تہ و بالا کردے
میرے دل سے کوئی پوچھے ترے دیوانے کو

❖

اک قیامت ڈھا رہی ہے فرقتِ کوئے حبیب
چشمِ گردوں نے نہ دیکھا ہوگا مجھ سا بدنصیب
میری بے چینی نرالی، میری بے تابی عجیب
یادِ جاناں کروٹیں لیتی ہے یوں دل کے قریب
جیسے موجیں لوٹتی رہتی ہیں ساحل کے قریب

جانتا ہے وہ جو راہِ عشق و الفت طے کرے
میرے دل سے کوئی پوچھے دردِ الفت کے مزے
میں تو اپنی کہہ رہا ہوں غیر جو چاہے کہے
راہِ غم کی مشکلیں ایسی پسند آئیں مجھے
لَوٹ لَوٹ آتا ہوں مَیں جا جا کے منزل کے قریب

دل یہی اندر سے کہتا تھا کہ اُس سے یوں ملو
اپنے اندر ہی تلاشِ جلوۂ جاناں کرو
میں نہ پہچانا مگر اس غیب کی آواز کو
مثل میرے بھی کوئی گم کردۂ منزل نہ ہو
ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں منزل کو منزل کے قریب

ہائے کب آنے کو تھی بیمارِ غم کو موت بھی
ہائے اس بے کس کے ارمانوں کی دنیا کب لٹی
دل کی دل میں رہ گئی حسرت رؤفؔ زار کی
وائے ناکامی کہ طوفاں کی تمنا ہی رہی
کشتیِ غم بھی کہاں ڈوبی ہے ساحل کے قریب

خمسہ برغزل خود

فتنوں کو خواب سے نہ جگاؤں تو کیا کروں
آہوں سے کوہِ غم نہ گراؤں تو کیا کروں
نالوں سے آسماں نہ ہلاؤں تو کیا کروں
آنکھوں سے اشکِ غم نہ بہاؤں تو کیا کروں
دل کی لگی کو یوں نہ بجھاؤں تو کیا کروں

خود داریاں بھی رشکِ قمر دے چکا تمھیں
دینی نہ تھی یہ چیز مگر دے چکا تمھیں
رکھتا تھا جو بھی خاک بسر دے چکا تمھیں
دل دے چکا تمھیں میں جگر دے چکا تمھیں
اس پر بھی تم کو یاد نہ آؤں تو کیا کروں

مجھ کو بنائیں اپنا نہ وہ راز داں تو پھر
رکھیں ہر ایک بات کو مجھ سے نہاں تو پھر
اُن کے ہی زیرِ حکم ہو سارا جہاں تو پھر
جب کوئی دخل ہی نہ ہو میرا یہاں تو پھر
اپنی خودی کو بھول نہ جاؤں تو کیا کروں

ہے ناپسند اُنھیں جو مرا گریہ و بکا
نالوں سے میرے اُن کو اگر ہے کوئی گلہ
سر پھوڑنے سے میرے جو ہوتے ہیں وہ خفا
اُن سے رؤفؔ میری طرف سے یہ پوچھنا
ہوتے تمھارے چین نہ پاؤں تو کیا کروں

خمسہ دیگر

رکھتے ہی ترے کوچہ میں قدم دنیا سے کنارا کرتے ہیں
ہر غم کو خوشی سے سہتے ہیں ہر رنج گوارا کرتے ہیں
تو رُخ بھی نہیں کرتا لیکن ہم تجھ کو پکارا کرتے ہیں
دیدار کی پیاسی نظروں سے جس شے کا نظارا کرتے ہیں
اس شے میں تری بھولی بھالی تصویر اتارا کرتے ہیں

بالکل اسی صورت سے ہم کو پہلے بھی وہ دیکھا کرتے تھے
لیکن ادراک نہ ہوتا تھا حالاں کہ یہی تھے نظارے
اظہارِ حقیقت ہونے پر اب حیرت کیوں ہوتی ہے تجھے
اے ذوقِ نظر بے تاب نہ ہو پردوں کے اٹھائے جانے سے
جب عشق تماشا بنتا ہے جلوے بھی نظارا کرتے ہیں

بے جُرم سراپا آپ بھی ہیں نیز آپ کا ہر اندازِ حسیں
جو عقل ذرا بھی رکھتا ہے ان باتوں میں آتا ہے کہیں
یہ امر تو بالکل ظاہر ہے ہر شخص کو آجائے گا یقیں
یہ دل کی تڑپ بے وجہ نہیں یہ دل کی تڑپ بے لاگ نہیں
یا کوئی اسے بہکاتا ہے یا آپ اشارا کرتے ہیں

اِس در سے رؤفؔ اب اُٹھ کے کہاں تو ٹھوکریں کھانے جاتا ہے
کیوں جادۂ حق سے ہٹتا ہے کیوں عقل کے دھوکے کھاتا ہے
''اس در سے نہ اٹھ چاہے کچھ ہو'' اس وجہ سے لب پر آتا ہے
جب ان کی عنایت ہوتی ہے ہر شخص کرم فرماتا ہے
جب اُن کی نگاہیں پھرتی ہیں اپنے بھی کنارا کرتے ہیں

متفرقات

نعت شریف

میں بظاہر جاہلِ مطلق پریشاں روزگار
اور نعتِ پاک اک دریائے نا پیدا کنار

بے سہاروں کے سہارے بے قراروں کا قرار
احمدِ مرسل شفیعِ عاصیاں روزِ شمار

حامد و محمود صناعِ ازل کے شاہکار
جن کے پہلے جانشیں صدیقِ اکبر یار غار

مصدرِ صدق و صفا رُوحِ روانِ اعتبار
ہم سفر ہمراز ہمدم ہم عنان و ہم کنار

دوسرے فاروقِ اعظمؓ ہیبتِ پروردگار
جن کے سایہ سے شیاطیں برسرِ راہِ فرار

تیسرے عثمان غنیؓ عالی گُہر والا تبار
وصف ذی النّورین جن کا باعثِ صد افتخار

مخزنِ حلم و حَیا جودو سخا جن کا شعار
بیعت رضواں ہے جن کی شان کی آئینہ دار

چوتھے سرکارِ نجف مولیٰ علیؓ گردوں وقار
شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار

آپ نے اپنے کرم سے یاد فرمایا ہے اب
خدمت اقدس میں حاضر ہو رہا ہے خاکسار

اپنے بیمارِ محبت پر ترس آ ہی گیا
آپ سے دیکھا گیا آخر نہ اس کا حالِ زار

کس ادائے خاص سے اس پر کرم گستر ہوئے
واہ کیا اندازِ دل جوئی کئے ہیں اختیار

آپ کے الطاف تو بے حد و پایاں ہیں مگر!
یہ نوازش بھی رہے گی تاقیامت یادگار

دل کو تڑپاتی تھیں رہ رہ کر مری محرومیاں
تھا مجھے مدت سے اس یاد آوری کا انتظار

طعنۂ اغیار سے مجروح ہوتا تھا بہت
میری ساری عمر کی مدحت سرائی کا وقار

کوئی اس کو ڈھونگ کہتا تھا کوئی دامِ فریب
اور کچھ کو تو یہ میرا مشغلہ تھا ناگوار

میری اس دیوانگی کی لاج رکھ لی آپ نے
آپ کے صدقے مرے ہوش وخرد صبر وقرار

آپ پر صدہا سلام اور آپ پر لاکھوں درود
اے مجسم اے سراپا رحمتِ پروردگار

اے دوائے دردِ دل اے مرہم زخم جگر!
اے مری آنکھوں کی ٹھنڈک اے مرے دل کا قرار

آپ کی شایانِ شاں توصیف ممکن ہی نہیں
آپ ہیں ممدوحِ رب اور میں رؤفؔ خام کار

❖

اے شہنشاہِ زمن اے رحمتِ پروردگار
آپؐ نے دکھلا دیا آخر مجھے اپنا دیار

شکر ہو سکتا نہیں مجھ سے ادا سرکار کا
وہ نوازش ہائے بے پایاں نہیں جن کا شمار

جو مناظر دیکھنے کو دل تڑپتا تھا بہت
وہ مناظر سامنے آنکھوں کے آئے بار بار

خانۂ کعبہ پہ جب پہلی نظر جاکر پڑی
دل نکلنے کو ہوا پہلو سے میرے بے قرار

ہو گیا پھر خود بخود فوراً ہی مصروفِ طواف
گردِ شمعِ کعبہ میں پھرنے لگا پروانہ وار

چاہِ زمزم پر جب آکر آبِ زمزم پی چکا
طاقتِ رفتار نے پھر کی بغاوت اختیار

اب صفا مروہ پہ جا کر سعی کی اس طور سے
ہوگیا میں اک کرایہ کی سواری پر سوار

جب بحمد اللہ ہم عمرے سے فارغ ہوچکے
اپنے گھر لائے معلم حاجیوں کو مستعار

پھر مدینہ دیکھنے کا شوق تڑپانے لگا
اور اک دن ہوگیا عزمِ مدینہ استوار

تب ہمارا قافلہ سوئے مدینہ چل دیا
باغِ جنت کی فضائیں جس کی گلیوں پر نثار

جلوہ فرما جس جگہ ہیں مالکِ دُنیا و دیں
بارشِ انوار ہوتی ہے جہاں لیل و نہار

اللہ اللہ اس دیارِ پاک کی رعنائیاں
جس کے آگے جنت الفردوس بھی ہے شرمسار

زندگانی کا اسے حاصل نہ سمجھوں کس طرح
تھا یہ وہ دن جس کا ساری عمر سے تھا انتظار

رکھ کے اک کمرے میں سامانِ ضروری چل دیا
جستجو میں گنبدِ خضرا کی میں دیوانہ وار

صُبح کو جب میں نمازِ باجماعت پڑھ چکا
پوچھا لوگوں سے کہاں ہے گنبدِ گردوں وقار

بولے وہ موجود تیرے سامنے ہیں جالیاں
ہیں وہاں آرام فرما دو جہاں کے تاجدار

جالیوں کے سمت مَیں لپکا مگر اس بھیڑ میں
کب پہنچنے دے رہا تھا مجھ کو میرا حالِ زار

ہو کے میں مجبور بیٹھا جالیوں کے سامنے
اور نگاہیں لے رہی تھیں اُن کے بوسے بار بار

جب توانائی نے میری دے دیا مجھ کو جواب
لوٹ آیا ہو کے دل میں اپنے بے حد شرمسار

دوسرے دن میں نے کی جا کر مواجہ کی تلاش
جس جگہ سے سامنے ہوتا ہے آقاؐ کا مزار

اب تو تھا میں رُو برو سرکارِ والا جاہ کے
موجزن بحرِ محبت دل میں آنکھیں اشکبار

کہہ رہا تھا یا نبی اللہ اُنظُر حالنا
یا رسول اللہ ایک چشمِ کرم برحال زار

السّلام اے جانِ عالم بادشاہ بحر و بر
السّلام اے ہادیٔ دیں انبیاء کے افتخار

پھر ذرا دائیں طرف ہٹ کر وہیں میں نے کہا
السلام اے افضلِ اُمّت نبیؐ کے یار غار

اور کچھ بائیں طرف ہٹ کر کیا میں نے خطاب
السّلام اے حضرتِ فاروقؓ اُمّت کے وقار

عرضیاں پھر بیشتر اصحاب کی میں نے پڑھیں
جن میں لاتعداد ارماں آرزوئیں بے شمار

مجھ سے جیسے ہو سکا اُن کی نیابت میں نے کی
اور کہا ہیں سب یہ لطفِ خاص کے امیدوار

آپ ہیں اللہ کے محبوب اُمّت کے شفیع
ہم غریبوں کے سہارے بے کسوں کے غمگسار

ہائے وہ کچھ روز دربارِ نبیؐ کی حاضری
ہائے وہ پُردرد اندازِ بیانِ حالِ زار

پھر مدینے سے ہوا رخصت بایں حالِ تباہ
چشمِ گریاں، سینہ بریاں آہ بر لب دلِ فگار

تھے بس اب مکہ میں ''حج کے پانچ دن'' پیشِ نظر
اور یہی اک فکر رہتی تھی دماغوں پر سوار

ہوگئے حج کے فرائض خیر و خوبی سے ادا
اب قبولیّت کا ہے مرضیٔ حق پر انحصار

❖

کیسا اہم مقام ہے یارانِ دیدہ ور
ممدوحِ رب کی مدح ہے اور ایک بے ہُنر

ہے عکس ان کے نُور کا یہ شمس یہ قمر
صدقہ ہے سب حضورؐ کا کیا شام کیا سحر

ہر درد کا علاج دو عالم کا چارہ گر
دیکھا ہے ان صفات کا ایسا کوئی بشر

کیا تجربے میں آئی ہے ایسی کوئی مثال
اک بوریا نشین، شہنشاہِ بحر و بر

چاروں طرف تلاش میں کرتا پھرا مگر
ثانی کوئی حضورؐ کا آیا نہیں نظر

آتی تھی بو پسینے میں اُن کے گلاب کی
سایہ کسی نے آپ کا دیکھا نہ عمر بھر

ان کا عروج کر نہیں سکتا کوئی بیاں
دیں ساتھ جبرئیلؑ تو جل جائیں اُن کے پَر

حیراں ہے عقل اُن کے کمالات دیکھ کر
پٹکا ہو پار دیکھی ہے ایسی کوئی کمر

بوجہلِ نابکار کی حیرانیاں نہ پوچھ
مٹھی میں اُس کی کلمہ پڑھے آپ کا حجر

اک شب کو اہلِ کفر نے دیکھا یہ حال بھی
انگلی کے اک اشارے سے شق ہوگیا قمر

وہ جانِ انبیاء ہمہ تن شانِ کبریا
حق کی صفات رکھتے تھے کہنے کو تھے بشر

یارانِ با صفا کے بھی اوصاف دیکھئے
خوش حال خوش خصال خوش اطوار خوش سیر

صدیقؓ جن میں بعدِ نبیؐ افضل البشر
پھر اُن کے بعد ہیبت حق حضرت عمرؓ

عثمانؓ بعد آپ کے گنجینۂ حیا
مولیٰ علیؓ پہ ختم شجاعت کے سب ہنر

اُمّت میں اختلاف کا نام و نشاں نہ تھا
اصحاب سارے شیر و شکر تھے بہم دگر

مولیٰ علیؓ جناب عمرؓ کے تعلقات
وہ ان کے نام پر یہ فدا اُن کے نام پر

ہم پر بھی اک نگاہِ کرم کیجئے حضورؐ
اب لیجئے اس امتِ عاصی کی بھی خبر

ہم اپنے حالِ زار سے غافل ہیں اس قدر
آنکھیں ضرور ہیں مگر آتا نہیں نظر

ہر شخص جانتا ہے کہ درپیش ہے سفر
اور مرگِ ناگہاں سے کسی کو نہیں مفر

لیکن کسی کے کان پہ جُوں رینگتی نہیں
یہ کون سا مقام ہے اے میرے راہ بر

تم میرے پاس تھے مجھے اس کی نہ تھی خبر
میں پھر رہا تھا ڈھونڈتا تم کو اِدھر اُدھر

اغیار کے دلوں کی تمنا تو تھی یہی
میری شبِ فراق کی ہرگز نہ ہو سحر

لیکن عطا کے آپ کی قربان جایئے
سن لی مری پکار یہیں سید البشر

اتنے دنوں کے بعد ہوا اب یہ انکشاف
رکھتے ہیں آپ اپنے غلاموں پہ یوں نظر

اور یوں نوازشات کی کرتے ہیں بارشیں
رہ جائیں دنگ اہل نظر جن کو دیکھ کر

لاکھوں درود آپ پر اے فخر کائنات
لاکھوں درود آپ کے اصحاب و آل پر

دنیا میں ان کے چاہنے والے ہیں جس قدر
مژدہ ہو اُن کو رہتے ہیں وہ سب سے باخبر

ہر وقت ان کی یاد ہو ہر لحظہ اُن کی یاد
اُن کے ہی ذکر خیر میں سب عمر ہو بسر

تصویر ایسی لاکے دکھا جس میں اے رؤفؔ
تیرا سرِ نیاز ہو اور اُن کا سنگِ در

کلام رؤفؔ امروہوی پر اہل قلم کی رائے (اقتباس)

حضرت مولانا اُفق کاظمیؒ

رؤفؔ صاحب کی شاعرانہ خصوصیات یعنی سادگی بے تکلفی، سلاست، بیساختگی، واقعیت اور مطابقت حال، لطافت زبان، فصاحت بیان صرف یہی نہیں کہ ان کی نعتیہ غزلوں ہی میں اپنی پوری شان سے جلوہ گر ہیں بلکہ قصیدے قطعات اور تضمینوں میں بھی یہ خصوصیات اُسی انداز سے موجود ہیں۔ فارسی کی بعض غزلوں پر ایسے برجستہ و برمحل مصرع چسپاں کئے ہیں کہ گویا سونے پر سہاگہ یا کنگن پر ہیرے جڑے ہیں۔ اگر کہیں چسپیدہ مصرے اصل شعر کی شرح وتفسیر نظر آتے ہیں تو کہیں مضمون کے تکمہ وتتمہ کی خوشنما تصویر۔ یہی حال مناقب ومحامد کا ہے کہیں بیجا مبالغہ اور غلو نظر نہیں آتا۔ صحابۂ کرام، اہل بیت عظام اور بزرگان عالی مقام کی سچی اور واقعی تعریف و توصیف ہے۔ اُن کے سیرت وکرامت کا بیان ہے اور اپنی عقیدت ومحبت کا اعلان ؎

تعریف ہر ایک چیز کی دراصل یہی ہے
یعنی کہ رکھا جائے اس اس کے محل پر (افقؔ)

بہرحال نعت ومناقب کا یہ مجموعہ فدائیان ومحبان صاحب النعت و ارباب مناقب کے لیے ایک لطیف غذائے روح، ایک لذیذ خوان نعمت اور اک پُر کیف جام محبت ہے۔ میں اپنے محترم اور مخلص دوست رؤفؔ صاحب کو اس متبرک مجموعہ کی اشاعت پر صمیم قلب سے مبارک باد پیش کرتے ہوئے دست بدعا ہوں کہ یہ

مجموعۂ کلام دربار سرکار دو جہان میں مقبول ہو اور غلامانِ سرور کون و مکاں اس کے مطالعہ سے شاداں وفرحاں ہوں۔ آمین

حضرت مفتی مولانا نسیم احمد فریدیؒ

ماسٹر صاحب کا قلب جہاں حب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امین ہے وہاں حب صحابہ اور حب اہل بیت سے بھی لبریز ہے اور یہ وہ بلند اور معتدل مقام ہے جس پر فائز دیکھ کر میرے دل میں ماسٹر صاحب کی عزت و وقعت زیادہ ہوگئی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بطفیل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ماسٹر صاحب جیسے باکمال، قادر الکلام اور صاحبِ طرز خاص نعت گو کو تا دیر مع متعلقین صحت و عافیت سے رکھے اور ان کی مراد ہائے دلی بر لائے۔ آمین

سچ تو یہ ہے کہ آج سرزمین امروہہ پر منعقد ہونے والی محافل نعت گوئی کی رونق میں ماسٹر صاحب کا اور اُن کی سعادت مند اولاد کا بڑا حصہ ہے اگر چہ ماسٹر صاحب اپنی کمزوری اور معذوری کی بنا پر بہ نفس نفیس نعتیہ مشاعروں میں کچھ عرصے سے شرکت نہیں فرماتے اور ان کا کلام صاحبزادگان میں سے کوئی صاحبزادہ پڑھ دیتا ہے مگر سیفی و حامد، ساجد و آصف سلمہم اللہ جب کسی نعتیہ مشاعرے میں شرکت کرتے ہیں تو محفل مشاعرہ، نعت و منقبت کے نغموں سے گونجنے لگتی ہے اور سرور و کیف کا ایک عجیب عالم ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ماسٹر صاحب کی خوش قسمتی کی بات ہے کہ اول الذکر تین صاحبزادے بہترین نعت گو ہیں اور مضامین نعت میں ان کے ذریعے بھی قابل صد آفرین اور لائق صد تحسین اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو شاد اور نعت کی محفلوں کو آباد رکھے۔ آمین

جناب پروفیسر نثار احمد فاروقیؒ

حضرت رؤفؔ امروہوی کا نام اور ان کا کلام ممکن ہے کہ امروہہ سے غیر متعلق لوگوں کے لیے نیا ہو کیوں کہ حضرت رؤفؔ نمود ونمائش سے بیزار اور عافیت پسند زیادہ ہیں۔ خود فرماتے ہیں:

کیا آرزو ہے، ہوش میں آؤ ذرا رؤفؔ
نام و نمود زندگیٔ مستعار میں؟

لیکن امروہہ والوں سے پوچھئے تو وہ کلام سے زیادہ اُن کی شخصیت اور شخصیت سے زیادہ کلام کے مداح ملیں گے۔ مشاعروں میں، قوالیوں میں، نعت خوانیوں میں اور سوز خوانیوں میں، ہر جگہ رؤف کا کلام پڑھا جاتا ہے اور اس پر سر دھنا جاتا ہے جس محفل میں وہ پہنچ جاتے ہیں انھیں سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے اور دلوں میں جگہ دی جاتی ہے کیوں کہ ان کی شخصیت اور کلام دونوں یک رنگ و ہم آہنگ ہیں۔ دونوں میں بلا کی سادگی ہے، مبالغہ، ریاکاری، بناوٹ اور کاروبار سے جس طرح اُن کی سیرت کا دامن اجلا ہے ایسے ہی اُن کی شاعری بھی پاک ہے۔

رؤفؔ امروہوی میرے بزرگ استاد ہیں، میں نے انھیں کئی رنگوں میں دیکھا ہے اور ہر رنگ میں چوکھا پایا ہے۔ ایک استاد، ایک شاعر، ایک بزرگ، ایک صوفی صافی اور ایک انسان ہر حیثیت سے وہ قابلِ رشک وعظمت نظر آئے۔

آپ حضرتِ رؤفؔ سے ملیں تو انھیں سادگی اور خلوص کا مجسمہ پائیں گے۔ انھیں کسی طرح کا نہ زعم ہے نہ پندار۔ وہ کبھی دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف واظہار کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے اور اپنی خوبیوں کے اعلان واظہار کے لیے آمادہ نہیں رہتے۔ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے اور یہ غیر معمولی وصف ہے جو کسی

انسان میں تلاش کیا جاسکتا ہے کیوں کہ کہنے کو یہ جتنی آسان بات ہے اِسے عمل میں برتنا اور نباہنا اتنا ہی دشوار ہے۔ وہ اپنے عقیدوں میں راسخ ہیں مگر تعصب و تنگ نظری کا ان کے ذہن میں شائبہ تک نہیں۔ دوسروں کے عقائد کا بھی وہ احترام کرنا جانتے ہیں اوران سے بھی ایسے ہی کشادہ جبیں ہوکر ملتے ہیں۔ انھوں نے بعض اصول اپنے لیے وضع یا اختیار کر لئے ہیں اور ان پر سختی سے کاربند رہتے ہیں، اس طرح کہ آپ کو اس کا علم یا احساس تک نہ ہونے دیں گے۔ ان کے کچھ معمولات ہیں جن میں شاید ہی کبھی تفاوت ہوتا ہو، مثلاً وہ قرآن پاک کی تلاوت بلاناغہ اس طرح کرتے ہیں کہ ہر ماہ میں ایک بار ختم کر لیتے ہیں۔ اکثر قرآن کے معانی میں تفکر بھی کرتے ہیں حالاں کہ انھوں نے عربی کی رسمی تعلیم حاصل نہیں کی ہے مگر مسلسل تلاوت اور تفکر فی القرآن کی برکت سے وہ قرآنی آیات کے مفہوم کو بے تکلف سمجھتے ہیں۔ ابتدائے حال میں انھیں ایک صاحبِ کرامت بزرگ سے فیض حاصل ہوا او راُن سے بیعت کا رشتہ بھی قائم ہوا۔ ان کی نگاہ کے فیضان سے حضرت رؤف کے مکان پر محفلِ نعت خوانی کا آغاز ہوا اور یہ غرائب روزگار میں سے ہے کہ نعت خوانی کا یہ پر کیف جلسہ ہر جمعہ کو باون سال سے مسلسل منعقد ہو رہا ہے اور سخت ترین آزمائش کے لمحوں میں بھی اسے حضرت رؤف نے ملتوی نہیں کیا۔

الحاج حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی مدظلہ

رؤفؔ ایک تجھی کو وہ بھول جائیں گے
انھیں تو فکر ہے نادان اک زمانے کی

اس خوش گمانی کا اجر رؤفؔ صاحب کو مل کر رہا، ان کو اس طرح نوازا گیا کہ کیا کسی کو نوازا گیا ہوگا۔ سب سے بڑی نوازش تو یہی ہے کہ پریم کی جس ڈوری کو

انھوں نے پہلے دن تھاما تھا وہ آج تک ان کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ڈور بھی عجیب ڈور ہے نہ اس کچے دھاگے سے کمزور کوئی دھاگا دکھائی دیتا ہے نہ اس ڈوری سے مضبوط کوئی ڈوری ہے مگر اس کی مضبوطی اور کمزوری کا انحصار ڈور سے زیادہ تھامنے والوں پر ہوتا ہے اور گستاخی نہ ہو تو عرض کروں کہ الحمد للہ تھامنے کا حق دونوں طرف سے برابر ہی ادا ہوا ہے۔ ہزار ہزار مبارک باد۔ لاکھ لاکھ مبارک باد، ان کا مدینے شریف بلوایا جانا تو محض ایک ظاہری علامت تھی جس کو دیکھنے کی سعات ہماری ظاہر کی آنکھوں کو بھی حاصل ہوگئی ورنہ سچ پوچھئے تو ڈھکے چھپے خدا معلوم کیا کچھ ہوتا رہا ہے۔ اللھم زد فزد

مسلمان قوم کو اگر ایک پھٹی پرانی گدڑی کہئے تو حضرت عبدالرؤف اس گدڑی کا لعل ہیں اور بے بہا لعل۔ ہم آپ اس کی قیمت بھلا کیا آنک سکتے ہیں۔ اس پر تو بڑے بڑے جوہریوں کی نظر تھی کیسے کیسے بزرگوں کی سرپرستی انھیں حاصل رہی ان کے لائق دام کسی کی جیب میں ہوتے تو یہ اسی پیر کے مرید بن کر رہ جاتے مگر ان کی آخری بولی تو کہیں اور لگنی تھی اور وہ لگ گئی۔ کائنات کے سب سے بڑے جوہری سب سے بڑے گوہر شناس نے اپنے جواہر خانے میں انھیں طلب فرمالیا اور یہ اب وہیں کی زینت ہیں۔ زہے نصیب کیا رتبہ پایا کہ حضرت عبدالرؤف کی اس تعریف میں نعت کا مفہوم نکلتا ہے۔ بقول غالبؔ

ترے جواہر طرفہ کلہ کو کیا دیکھیں
ہم اوجِ طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

عالی جناب ڈاکٹر خلیق انجم صاحب مدظلہٗ

رؤفؔ امروہوی صاحب پیشہ ور شاعر نہیں۔ ان کی شاعری کی بنیاد کرۂ ارض پر

جس جگہ ہو نبیؐ کا ذکر جمیل
اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں

اور آج خوبیِ قسمت کہ محترم و معظم ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کے توسط سے میرا جیسا حقیر و خاطی اور گرفتارِ عصیاں بھی اسی ''ذکرِ جمیل'' کے صدقہ میں اس ''مقام'' تک پہنچ گیا۔

رؤف صاحب عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہیں اور کوچۂ سرشاری میں قدم انھوں نے انجانے میں نہیں بلکہ ہوش و خرد کی تمام دانائیوں کے بیچ رکھا، اس لیے کہ وہ جانتے ہیں ''با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار'' وہ فرقِ مراتب کو بھی خوب سمجھتے ہیں اسی لیے انھوں نے کہا بھی ہے ؎

رؤف فرقِ مراتب نگاہ میں رکھنا
کسی کے بعد کسی کا مقام آتا ہے

وہ رسم و رہِ عاشقی سے بھی آشنا ہیں اور جانتے ہیں:

عاشقانِ شہ والا کی نشانی یہ ہے
انھیں منظور نہیں جو انھیں منظور نہیں

وہ غارِ حرا کے مطلع پر ہویدا ہونے والے آفتاب بالائے بام کے مشتاقانِ دید کو اگر ایک سمت یہ خوش خبری سناتے ہیں کہ ؎

یہ آفتاب جو بالائے بام آتا ہے
لیے ہوئے مئے عرفاں کا جام آتا ہے

تو ساتھ ہی مئے عرفاں سے سرشاری کی تمنا کرنے والوں کو اس حقیقت سے بھی آشنا کراتے ہیں کہ

قدم جو رکھتا ہے سالک رہ محبت میں
تو سب سے پہلے فنا کا مقام آتا ہے

اس لیے بخوبی سمجھتے اور جانتے ہیں کہ اس رہ محبت میں چون و چرا کیوں اور کیا کی گنجائش نہیں یہاں عقل محو تماشائے لب بام ہی رہتی ہے کیوں کہ ؎

کتاب عشق میں فہم و خرد کے باب نہیں
سمجھ سکیں جسے عاقل یہ وہ کتاب نہیں

عالی جناب حکیم کلب علی شاہدؔ صاحب مرحوم

رؤفؔ کی نعت گوئی کا اس عہد میں سب سے بڑا افادی پہلو یہ ہے کہ اس دور بدآموز نے آدمی کو دوری مصطفیٰؐ کے جس ظلمت کدے میں لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ رؤفؔ اپنے عاشقانہ اشعار سے وقت کے ان ظلمت کدوں میں شمع مصطفویؐ کو روشن کر رہے ہیں اور دوری مصطفیٰؐ کے عذاب سے انسان کو نجات دلا رہے ہیں۔ عصرِ حاضر رؤف کی اس خدمت کو ہرگز فراموش نہیں کرسکتا۔ غیر مسلموں کی بات تو الگ ہے۔ خود مسلمانوں میں غلط فکر مست مئے پندار وحدت ایسے افکار کی تشہیر و تبلیغ کر رہے ہیں کہ جن افکار سے انسان سوزِ مصطفیٰؐ سے محروم ہوتا جا رہا ہے اس محرومی کی لعنت کو رؤفؔ نے اپنے سوز باطن سے اپنے ذہن و ضمیر کے انوار سے اور اپنے اشعارِ عاشقانہ کی معرفت دور کرنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے اور ہمیں یہ کوشش بارآور اور نتیجہ خیز نظر آرہی ہے۔ ذکرِ مصطفیٰ کو عام کرنے میں رؤف کی کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ رؤفؔ سرزمین امروہہ میں یہ عاشقانہ جہاد ساٹھ سال سے مسلسل کر رہے ہیں۔

اللہ کرے عمرِ رؤفؔ اور زیادہ

عالی جناب تاباں نقوی صاحب مرحوم

ساٹھ سال کا عرصہ گزرتا ہے جب رؤفؔ صاحب نے اپنی عقیدت کے اظہار

کے لیے ہر ہفتہ بعد نماز جمعہ ایک محفل نعت کی بنا ڈالی اور ہر محفل میں نئی نعتوں سے اہل ذوق کو محظوظ کیا یہ محفل نور روز آغاز سے آج تک پابندی جاری ہے۔ آندھی، طوفان، موت، حیات ارضی و سماوی موانعات کوئی بھی چیز اس روایت کی راہ میں سدِ راہ نہ بن سکی آج جب اس روایت دیرینہ کا جشنِ الماسی منایا جارہا ہے رؤف صاحب کی مسرتوں کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ کہتے ہیں دل کی لگی بری ہوتی ہے حصول مقصد کے لیے انسان اپنے تمام امکانات بروئے کار لاتا ہے اور ہر زحمت پر ایک نئی لذت اور مسرت کا احساس کرتا ہے محفل نعت ان کی زندگی کا اہم مقصد بن چکی ہے دوران محفل درود و سلام کا ورد رکھتے ہیں عالم جذب و کیف میں سر دھنتے ہیں اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعی عشق کے لذت چشیدہ ہیں۔

شاعری میں فنی معیار کی بھی بڑی اہمیت ہے وہ اس کا لحاظ تو بہرحال رکھتے ہیں لیکن مقصد کے مقابل فن کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں عالم سرشاری میں شعر کہتے ہیں۔ ہر شعر جوش پنہاں کا آئینہ دار ہوتا ہے مشہور ہے کہ ''بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے'' ان کی نعتیں دل والوں کے لیے دل کی آواز بن جاتی ہیں۔

عالی جناب ڈاکٹر امام مرتضیٰ نقوی صاحب مرحوم

شعر کا سب سے پہلا اور آخری وصف یہ ہے کہ شاعر کا تاثر سننے والے یا پڑھنے والے کا تاثر بن جائے۔ وہی محسوس کرنے لگے جو شاعر محسوس کررہا ہے اس معیار پر اگر رؤف کی شاعری کا جائزہ لیا جائے تو اس کا ہر شعر کیف و اثر، سوز و گداز، جذب و شوق اور احساس کی ایک دنیا اپنے اندر آباد رکھتا ہے۔ ان کی زبان بڑی سادہ ہے مگر ایسی سادگی نہیں جو بے کیف ہو بلکہ انتہائی دل کش ہے وہ مینا کاری نہیں کرتے۔ وہ الفاظ کے ایسے گل بوٹے نہیں بناتے جن میں خوشبو نہ ہو بلکہ آمد

کے تحت جو الفاظ آتے ہیں وہی اپنی بہار دکھاتے ہیں۔ ان کی زبان روز مرہ کی زبان ہے لیکن ساتھ ساتھ قواعد کی پابندیوں کا بھی احترام کرتے ہیں۔ ان کے یہاں سہل ممتنع کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں

تم ہمیں یاد کرو یا نہ کرو ہم تمھیں یاد کئے جاتے ہیں

دفن کرنا کوچۂ دلدار میں مر رہا ہوں انتظارِ یار میں

رؤفؔ کے کلام کی یہی خوبیاں ہیں جس نے ان کی شاعری کو قبول عام کا شرف بخشا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام نے اردو شاعری کی اس صنف میں ایک گراں بہا اضافہ کیا ہے۔ سرزمینِ امروہہ کے لیے رؤفؔ کا کلام باعثِ افتخار ہے۔ ان کی زبان کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی ہے وہ خود ایک جگہ اپنی زبان کے لطف کا اعتراف کرتے ہیں

رؤفؔ اس بزم سے اٹھنا تمھارا
زباں کا لطف گویا جا رہا ہے

عالی جناب ثاقب حسین ثاقبؔ امروہوی ایڈوکیٹ مرحوم

میں حاضری کے شرف سے ہوں آج تک محروم
پیام آپ کا دنیا کے نام آتا ہے

دعاؤں میں اثر پیدا ہوا اور آخر رؤفؔ کا جذبۂ بے اختیار بقول ان کے استاد حضرت جگرؔ

کام آخر جذبۂ بے اختیار آ ہی گیا
دل کچھ اس صورت سے تڑپا ان کو پیار آ ہی گیا

اور ۲۷ ستمبر ۱۹۷۷ء کا وہ دن ایک تاریخی حیثیت سے نعت گوئی کی تاریخ میں

ہمیشہ یاد آتا رہے گا جب حضرت رؤفؔ امروہوی عاشق و شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلبی احمد مختارؐ نے اپنے دربار میں کر ہی لی جس کی تفصیل حضرت رؤف صاحب کی خودنوشت سوانح ''اپنی زبان سے میں'' میں موجود ہے۔ اللہ اللہ ان کے کلام نے انھیں کس مقام پر پہنچا دیا۔

حضرت رؤف صاحب کو نعت سرائی کی بدولت حج بیت اللہ اور روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ نعت گوئی کا ایک ایسا صلہ ہے جو کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت سعدیؒ کو اپنی صرف ایک رباعی کی بدولت قرب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے تو اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ رؤفؔ صاحب کا کلام مقبول بارگاہِ رسالت مآبؐ ہو چکا ہے اور انھوں نے جس مقصد کے لیے نعت سرائی کی وہ حاصل کر چکے ہیں۔ اگر نعت گوئی ایک فن ہے تو اس میں دو رائے نہیں ہو سکتیں کہ حضرت رؤفؔ امروہوی کے تین دیوان شائع ہو کر عوام کی نظروں میں عزت و احترام کے ساتھ مقبول ہو کر عقیدت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں اور یہ سب نگاہِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی بدولت ہوا ہے ؎

ان پر درود جن کے کرم کی نگاہ نے
تم کو رؤفؔ صاحبِ دیواں بنا دیا

قطعات تاریخ طبع

(۱)

سُبحان اللہ ما شاء اللہ — شد چہ شگفتہ باغ مقاصد
یعنی رؤفِ شاعرِ غرّا — حافظِ قرآں عابد و زاہد
کرد رقم در نعت و مناقب — وہ چہ غزلہا وہ چہ قصائد
چاپ شدہ مجموعۂ زیبا — پاک وصاف از گردِ مفاسد
بہر مدِ ہو شان محبت — لنخلۂ آمد چہ مساعد
گفت افقؔ تاریخ طبعش — ''لنخلۂ بے مثل محامد''

۱۹ ء ۴۰

(۲)

خوب کلام نعتیہ کلکِ رؤفؔ نے لکھا — ذوق حلاوت اس کا ہے غیرت شربت نبات
فکر سنین طبع ہے تم کو جو اس کی اے افقؔ — لکھ دو بسالِ عیسوی ''نعت رسول پاک ذات''

۱۹ ء ۴۰

(۳)

واہ کیا کہنا ہے کیا لکھا ہے پاکیزہ کلام — مرحبا اے نعت گو شاعر رؤفؔ خوش نصیب
فکرِ سالِ طبع ہے تم کو جو ہجری میں افقؔ — کہہ دو ''اک گلدستۂ نعت ومناقب ہے عجیب''

۱۳ ھ ۵۹

فقیر افقؔ کاظمی — دائرۃ الافق امروہہ

تاریخ گلبوئی طبع گلرنگ تخیل

۱۹۴۱ء

گلریزی میر افقؔ کاظمی امروہوی

''گل رنگِ تخیلِ'' رؤفؔ خوش گو
رکھتا نہیں اپنے رنگ میں اپنا جواب
اُس کے ہر جامِ شعر سے کیف اندوز
سب میکدۂ سخن کے رندانِ خراب
یہ سادگی و صفائی و شیرینی
یہ حُسن کلام اور یہ طرز خطاب
اس دور ترقی و تکلف میں اُفقؔ
یہ رنگِ شعر و شاعری ہے کمیاب
موزوں الفاظ میں یہ دیوانِ رؤفؔ
گویا اِک واردات دل کی ہے کتاب
فضل سخن آفریں سے مقبول ہو یہ
دنیائے سخن میں پھیل جائے یہ شتاب
اب ہجری وعیسوی میں تاریخ بھی ہو
کب تک یہ افقؔ کلام کی آب وتاب
''دیوانِ رؤفؔ نغمہ زا'' کہہ کے لکھو
''گل رنگِ تخیل ہے گلستانِ بآب''

۱۳۶۰ھ
۱۹۴۱ء

قطعہ تاریخ

از حضرت تاجؔ صدیقی امروہوی

طبع گردید چو مجموعۂ ثانیِ رؤفؔ
اے زہے فکرِ رسا طبع رسا ذہنِ رسا

فکر چنداں چوپئے سالِ رواں کردم تاجؔ
در خیال آمدہ ''مرغوب طبائع زیبا''
۱۳ ھ ۶۰

آئینہ تاریخہائے دیوان

۱۳۷۴ھ

محبّ یکدل ماسٹر محمد عبدالرؤف صاحب رؤفؔ امروہوی

۱۹۵۵ء

از بُلبُلِ آفاق میر افقؔ کاظمی امروہوی

۱۹۵۵ء

(۱)

یہ تیسرا دیوانِ رؤفؔ سخن آرا ہے گل کدۂ نعتِ شہنشاہِ رسالت
یہ برتر و بالا ہے مری داد و ثنا سے کیا تقدمہ و تبصرہ کی اس کو ضرورت
کیا شان ہے اس نعتیہ دیوان کی واللہ تاریخ بھی ہے، نام بھی ہے ''کوثرِ رحمت''

۱۳۷۴ھ

(۲)

دیوانِ رؤفؔ نعت گوئے مطبوع شدہ بزیب و زینت
کردیم اُفقؔ چو فکرِ تاریخ گفتیم ''تمسکاتِ جنت''

۱۳ ھ ۷۴

(۳)

کلامِ جناب رؤفِ سخن گو بہ نعتِ نبی ترجمانِ حقایق
اُفقؔ از پئے سال تاریخ طبعش بگفتیم ''نعتِ امام الخلایق''

۱۳ ھ ۷۴

اپنی زبان سے میں

مشتمل بر سوانح حیات

زائرِ حرمین شریفین

الحاج ماسٹر حافظ عبدالرؤف صاحب امروہوی

خاندان اور ابتدائی تعلیم

قارئین محترم! فقیر سراپا تقصیر عبدالرؤف بن مرزا شفیع اللہ بیگ مرحوم عرض پرداز ہے کہ میں ۱۸۹۴ء میں امروہہ محلّہ سدو کے مغلوں کے ایک خاندان میں پیدا ہوا۔ ناسمجھی کا زمانہ ختم ہونے پر یاد ہے کہ قرآن شریف گردن میں حمائل کئے ہوئے مولوی علی احمد صاحب مرحوم کی مکتب کی طرف جو بھٹی کی مسجد میں تھی چلا جارہا ہوں۔ جب ناظرہ قرآن کی تعلیم ختم ہوئی تو حافظ محمد صادق [1] صاحب مرحوم کے اس کمرہ میں جانے لگا جو اس مکتب کے برابر ہی تھا اور جہاں وہ حفظ قرآن کی تعلیم دیتے تھے چنانچہ قرآن حفظ کرنا شروع کردیا۔

ابھی قرآن ختم نہ ہونے پایا تھا کہ والد صاحب کے حکم پر معہ اپنی والدۂ مرحومہ اور

---

[1] حافظ محمد صادق صاحب مرحوم میرے استاد تھے صرف حافظ قرآن ہی نہ تھے بلکہ علم کلام، منطق، فلسفہ حدیث، تفسیر کے فارغ التحصیل، محدث امروہوی مولانا سید احمد حسن صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور بڑے خوش الحان نعت خواں بھی جلسہ نعت خوانی کے پہلے پندرہ سال تک تادم حیات شرکت جلسہ فرماتے رہے۔ سعدی علیہ الرحمہ کی یہ غزل خاص طور سے پڑھتے تھے اور جلسہ میں ایک عجیب کیفیت و وجد کا عالم طاری ہوجاتا تھا۔

آب حیات من است خاک در کوئے دوست
ہر دو جہاں خرمی چشم من وروئے دوست
اے نفس صبح دم منتظرت ماندہ ام
یا ببراز من پیام یا برساں بُوئے دوست
گر بہ زمینِ دگر دفن تنِ من کنند
زیرِ زمیں رہ کنم سر بکشمِ سوئے دوست
لاف مزن سعدؔ یا شعر تو چوں سحر شد
سحر نخواہد رسید غمزۂ جادوئے دوست

بھائی مرحوم کے کوہ آبو جانا پڑ گیا، وہاں باقی قرآن حفظ کرنے کے سلسلہ میں ایک حافظ صاحب کی خدمت میں جو اجمیر شریف کے رہنے والے تھے پہنچا دیا گیا، تقریبا ایک سال بعد وطن کو واپسی ہوئی۔ چودہ پندرہ سال کی عمر ہوگی جو محلّہ کی مسجد میں پہلی محراب سنائی، مولوی محمد امین صاحب فاضل دیوبند، پیر جی روح الامین صاحب کے فرزند ارجمند تھے جو تراویح کا خاص طور پر اہتمام وانصرام فرماتے تھے۔ اس کے بعد پھر مولوی علی احمد صاحب کی مکتب میں جو اب محلّہ گذری میں منتقل ہوگئی تھی جانے لگا اور گلزار دبستاں شروع کردی تھوڑے عرصہ بعد والد صاحب نے پھر کوہ آبو بلا لیا، وہاں سے ریاست جودھ پور آنے کا اتفاق ہوا، یہاں والد صاحب نے ریاست کے اسکول میں انگریزی شروع کرادی، چند ماہ بعد امروہہ آگیا اور ماسٹر ظفر علی صاحب کے وسیلہ سے جو نور المدارس امروہہ میں انگریزی کے استاد تھے تیسرے درجہ میں داخلہ ہوگیا جب وہ نور المدارس سے امام المدارس میں منتقل ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ امام المدارس میں آگیا اور درجۂ ۴ میں داخلہ ہوگیا یہ سال غالبا ۱۹۰۹ء تھا، اب تعلیم باضابطہ اور باقاعدہ شروع ہوگئی۔ اس مدرسہ میں درجہ ۷ تک تعلیم دی جاتی تھی جب میں ساتویں درجہ میں تھا اور سالانہ امتحان کا وقت آیا تو ماسٹر یعقوب علی خاں صاحب ساکن نیوطنی نے جو گورنمنٹ ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے امام المدارس کے ہیڈ ماسٹر صاحب کو بذریعہ تحریر مطلع کیا کہ آپ اپنے درجہ ۷ کے طلبا کو ہمارے اسکول کے درجہ ۷ کے طلبا کے ساتھ امتحان میں بٹھادیں کامیاب طلبا کو ہم بے پس وپیش آٹھویں درجہ میں داخل کرلیں گے، ان کا درجہ ۸ میں داخلہ اسی طرح ممکن ہے ورنہ نہیں۔ چنانچہ امام المدارس سے تین طالب علم مَیں، سفیر احمد ساکن بگلہ اور علی احمد ساکن محلّہ گزری شریکِ امتحان ہوئے اور صرف میں کامیاب ہوا۔ سفیر اور علی احمد فیل ہوگئے۔ میں اگلے سال گورنمنٹ ہائی اسکول کے درجۂ ۸ میں داخل ہوگیا۔ اب امام المدارس کے اساتذہ اور ارکانِ مدرسہ مجھے اپنے مدرسہ کا مایۂ ناز طالب علم تصور

کرنے لگے۔ میرا اختیاری مضمون فارسی تھا اور اس مضمون میں دل چسپی کا یہ عالم تھا کہ ششماہی امتحان میں ممتحن صاحب نے ایک مختصر سی عبارت انوار سہیلی کی ترجمہ کرنے کے لیے دی جس کے آخر میں یہ شعر تھا

سالہا دل چوں صبا طوفِ ریاضِ دہر کرد
''در فضائے او گلے گریافت بے خارے نیافت''

میں نے اس کا ترجمہ کر دیا وہ ترجمہ اسی صفحہ پر ختم ہو گیا، اگلے صفحہ پر ورق لوٹ کر میں نے لکھا کہ حضرت شمس الدین حافظ شیرازی علیہ الرحمہ اس مضمون کو اس طرح فرماتے ہیں

حافظ از بادِ خزاں در چمنِ دہر مرنج
فکرِ معقول بفرما گلِ بے خار کجا ست

ممتحن صاحب نے اس سوال کے دس نمبر رکھے تھے۔ ترجمہ پر آٹھ نمبر دے دیئے۔ ورق لوٹ کر تائید میں حافظ کا یہ شعر دیکھا تو باقی دو نمبر بھی دے دیئے اور اتنے متاثر ہوئے کہ دوسرے دن آٹھویں کلاس میں تشریف لائے اور جو استاد اس وقت پڑھا رہے تھے ان سے دریافت فرمایا کہ عبدالرؤف طالب علم کون سا ہے؟ استاد نے میری طرف اشارہ کیا میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا، ممتحن صاحب میرے پاس تشریف لائے، سر پر بڑی شفقت سے ہاتھ رکھا، شاد باش فرمایا، بڑی مسرت کا اظہار کیا اور دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔

اس غیر معمولی استعداد کا سبب یہ تھا کہ جب میں چوتھے درجہ میں تھا تو مولوی سید رضا حسن صاحب استاد فارسی نور اللہ مرقدہ نے جو محلّہ مجاپوتہ میں رہتے تھے اور شیعہ مذہب رکھتے تھے قرآن پاک سن کر اور اس سے متاثر ہو کر فرمایا کہ تم گلستاں خرید لاؤ میں تمھیں گلستاں مدرسہ کے اوقات کے علاوہ پڑھاؤں گا میں بازار سے گلستاں خرید لایا اور

ان سے گلستاں پڑھنا شروع کردی۔ جب درجہ ۶ میں میں نے اختیاری مضمون فارسی لیا تو یہ مضمون آمدنامہ سے شروع ہوا۔ میں اب تک گلستاں کے کئی باب پڑھ چکا تھا اور یہ آمدنامہ سے کہیں آگے کی تعلیم تھی۔ غرض فارسی سے اتنا شغف رہا کہ دیوان حافظ کی بہت سی غزلیں ساتویں درجہ میں برزبان تھیں۔ آٹھویں درجہ سے جب نویں درجہ میں آیا تو پانچواں نمبر تھا اور جب نویں سے دسویں درجہ میں آیا تو تیسرا نمبر تھا یعنی بتدریج ترقی ہورہی تھی۔

اجمیر شریف میں حاضری

یہ ۱۹۱۴ء تھا۔ اس سال دیوانگی کی راہ جس پر میں اب تک گامزن ہوں پہلا قدم اس طرح رکھا گیا کہ حضرت خواجۂ خواجگاں سید معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ نواں درجہ پاس کرچکا تھا، گرمیوں کی تعطیل ہوگئی تھی کہ دادی صاحبہ کے پاس ان کے بھائی کا لفافہ آیا جس کے اندر ایک ریلوے کا دو سواریوں کا پاس بھی رکھا ہوا تھا۔ ان کے بھائی لوکو میں ملازم تھے اور اپنی ہمشیرہ کو ہر سال اجمیر شریف عرس کے زمانہ میں بلایا کرتے تھے۔ پاس بھیجتے تھے اور بڑی منت وسماجت سے اُن سے اجمیر شریف تشریف لانے کی درخواست کیا کرتے تھے مگر یہ اب تک کبھی اجمیر شریف نہیں گئی تھیں، اس سال جب کہ ان کی عمر پچھتر سال کی تھی انھوں نے اجمیر شریف جانے کا ارادہ کرلیا اور تقریباً پندرہ سولہ پوتوں اور نواسوں میں اپنے ہمراہ لے جانے کے لیے نظرِ انتخاب مجھ پر ڈالی۔ میں اُن کے ساتھ اجمیر شریف حاضر ہوا، عرس کا زمانہ تھا خوب خوب لطف اندوز ہوا وہاں پندرہ روز قیام رہا، صبح کا شام کا، دن کا رات کا غرض درگاہ شریف میں عرس کے ہر ہر وقت کا سماں دیکھا۔ قوالی کی محفلوں میں شرکت کی، بادشاہوں کی بنائی ہوئی عمارات دیکھیں، اکبری مسجد کا منظر سامنے آیا اور شاہجہانی

مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ دیگوں کا لٹنا دیکھا اور وہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا جو دیگوں میں سے نکلتا تھا۔ قلب ونظر میں درگاہِ معلّٰی کے فیوض و برکات محسوس ہوئے اور بہت شاداں وفرحاں اجمیر شریف سے واپس ہوا۔

۱۹۱۵ء میں انٹرینس کا امتحان دیا اور جب نتیجہ اخبار میں دیکھا گیا تو اپنے درجہ میں اول نمبر تھا۔ تقسیم انعامات کے موقع پر پہلا انعام حاصل کیا جس پر امام المدارس کے ارکان نے بھی فخر ومباحات کا اظہار کیا۔

ایم، اے، او کالج علی گڑھ میں داخلہ

مولوی سید فضل ستار صاحب جو لا اُبالی تخلص فرماتے تھے اور گورنمنٹ ہائی اسکول میں فارسی کے ہیڈ مولوی تھے۔ اورنویں دسویں درجہ میں مجھے فارسی انھوں نے ہی پڑھائی تھی۔ میری اس کامیابی پر اتنے خوش ہوئے کہ ایک روز نواب مشتاق حسین صاحب وقار الملک مرحوم کی خدمت میں لے گئے اور مجھے ان کے سامنے پیش کر کے فرمانے لگے کہ میری یہ خواہش ہے کہ اس کا داخلہ ایم، اے، او کالج میں ہو جائے، آپ ایک سفارشی خط ٹول صاحب کو جو آج کل کالج کے پرنسپل ہیں عنایت فرما دیں تا کہ اس کو وہاں ممکن مراعات بھی حاصل ہو جائیں، اس کے والدین غیر مستطیع ہیں صاحب استطاعت لوگوں کی طرح کالج میں داخلہ نہیں کرا سکتے۔ نواب صاحب کالج کے ٹرسٹی رہ چکے تھے، فوراً اپنے داماد مولوی صبغۃ اللہ صاحب کو بلایا، ٹول صاحب کو ایک سفارشی خط لکھوایا اور مولوی سید فضل ستار صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا، میری بڑی ہمت افزائی فرمائی اور مسرت کا اظہار کیا۔ کچھ عرصہ بعد نواب صاحب واصل بحق ہو گئے رحمۃ اللہ علیہ۔

جب مولوی فضل ستار صاحب سے ماسٹر یعقوب علی خاں صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول نے نواب صاحب کے سفارشی خط کا حال سنا تو انھوں نے بھی

ہوئے گھوڑے سے گرا اور داہنی ٹانگ گھٹنے اور گٹے کے درمیان سے ٹوٹ گئی۔ پلنگ بول و بَراز کے لیے درمیان سے کاٹ دیا گیا۔ ساڑھے تین ماہ اسی صورت سے گزرے۔ ادھر کالج کھل گیا اور پڑھائی شروع ہوگئی۔ انڈکٹیولا جک جو میرے لیے بالکل نیا مضمون تھا سب میری بیماری کے عرصہ میں پڑھا دیا گیا۔ انٹر کے امتحان میں اسی مضمون کی وجہ سے فیل ہوگیا اگلے سال پھر قسمت آزمائی کی اور پھر فیل ہوگیا:

تقدیر کا جب وار کیا دستِ قضا نے
تدبیر کا ٹوٹا ہوا بازو نظر آیا

پیر و مرشد کیسے ملے

۱۹۱۸ء میں جب تعلیم ختم کر کے واردِ امروہہ ہوا تو اپنے ساتھ ایک مرض لایا، صبح سے شام تک دردِ سر میں مبتلا رہتا، کھانے کے بعد فوراً ہی ایک چھوٹی سی اجابت ہوجاتی۔ جب مرض میں شدت ہوئی تو محلّہ کے ایک حاذق طبیب حکیم راحت علی خان صاحب کی خدمت میں بغرض علاج حاضر ہوا انھوں نے بڑی توجہ سے علاج شروع کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک ہفتہ کے بعد پھر حاضر خدمت ہوا انھوں نے نسخہ میں کچھ ترمیم فرمائی مگر افاقہ نہ ہوا۔ ایک ماہ گزر گیا پھر حکیم علی احمد صاحب کی طرف رجوع کیا۔ تقریباً ایک ماہ ان کا بھی علاج رہا مگر بے سود ثابت ہوا۔ ع

''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''

آخر کار حکیم عبدالصمد صاحب ساکن محلّہ قریشی کی جو اس زمانے کے بڑے تجربہ کار اور مشہور طبیب تھے اور صوفی مشرب بھی تھے خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پہلے معالجین کے نسخے بھی ملاحظہ فرمائے، بڑی توجہ سے حالات پوچھے اور علاج شروع کردیا۔ معجونیں بنوائیں، مرکبات تیار کرائے، سفوف استعمال کرائے غرض تین ماہ ان

کے علاج کو بھی گزر گئے مگر مطلق فائدہ نظر نہ آیا۔ بلکہ شدت دردِ سر سے بھیجا سر کے اندر خشک ہوگیا اور بادام کی گری کی طرح ہلنے لگا۔ حکیم صاحب سے یہ حالت بیان کی گئی تو انگشت بدنداں تھے۔ حیرت زدہ ہوکر بولے کہ اس سے بہتر علاج آپ کا ہو نہیں سکتا تھا جو تشخیص آپ کے پہلے معالجین کی تھی وہی میری بھی تھی۔ یعنی ضعف معدہ اب مشیت میں کسی کو دخل نہیں۔ یہ سنتے ہی میں وہاں سے گھر آ گیا۔ قنوطیت دل و دماغ پر ایسی مسلط ہوئی کہ کھانا بھی نہ کھایا بستر پر دراز ہوگیا۔ ایک بجے جب نمازِ ظہر کی اذان کی آواز کانوں میں آئی تو حسب عادت مسجد کی طرف چل دیا۔ مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مسجد میں کوئی نمازی نہیں ہے میں نے فرادیٰ ہی نماز ادا کی، دعا کے لیے جو ہاتھ اٹھائے تو زباں سے کوئی دعائیہ جملہ نہ ادا ہوا ہاں دونوں آنکھوں سے اشکوں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ کب تک روتا آخر گھر کا رخ کیا۔ اس وقت مسجد کے اندر سے ایک آواز آئی ''یہاں آؤ'' دیکھا تو جانے پہچانے محلّہ کے ایک بزرگ وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا بولے ''ٹوپی اتارو'' میں نے ٹوپی اتار دی انھوں نے پنی چار انگلیاں سر کے اسی حصہ پر جہاں وہ سوکھا ہوا بھیجا ہلتا تھا رکھ دیں اور دم کر دیا اور فرمایا ''ہر صبح تم ہم سے مسجد میں آکر دم کرا لیا کرو۔ روؤ مت اچھے ہو جاؤ گے۔'' ان کے اس جملہ سے ایسی تسکین ہوئی کہ میں نے گھر آکر کھانا کھایا اور اب ناامیدی امید سے بدل گئی، صبح کو مسجد میں جاکر ہر روز دم کرالیتا۔ ایک ہفتہ کے بعد بھیجے کی گٹھلی کے ہلنے میں کچھ کمی محسوس ہوئی، دوسرے ہفتہ میں اور کمی، تیسرے ہفتہ میں اور کمی غرض جس طرح اطباء کے علاج میں چھ ماہ لگے تھے اسی طرح دم کرانے میں بھی چھ ماہ لگ گئے، اب وہ دردِ سر بھی رفتہ رفتہ کافور ہوگیا، وہ خشک بھیجے کا ہلنا بھی بند ہوگیا اور کھانے کے بعد کا دست بھی موقوف ہوگیا۔ جب مجھے بالکل صحت ہوگئی تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ قطب آج یہ بتایئے کہ میرے اس مرض کے متعلق آپ سے کس نے کہا تھا۔ میرے بغیر بتائے آپ کو

کیسے معلوم ہوا، فرمانے لگے کیا تمھیں وہ دن یاد ہے جس دن تم مسجد میں رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا خوب یاد ہے، بولے اس وقت ہم موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھے، انھوں نے تمھاری طرف متوجہ ہونے کا اشارہ کیا۔ ہم نے تمھارا علاج شروع کر دیا اور تم شفایاب ہو گئے۔ دیکھو اگر تم نے کسی پر اس واقعہ کو ظاہر کر دیا تو پھر ویسے ہی ہو جاؤ گے جیسے اُس دن تھے بلکہ اس سے بھی بدتر حالت ہو جائے گی اور پھر تمھارا کوئی سنبھالنے والا بھی نہ ہوگا۔ ہمارا اصلی کام یہی ہے جیسا حکم ملتا ہے ویسا کرتے ہیں، آری بسولہ دنیا کے دکھانے کو لیے پھرتے ہیں، تمھارا یہ مرض جسمانی نہیں تھا طبیب بیچارے کیا کرتے۔ یہ تو ایک بلا علی گڑھ سے تم اپنے ساتھ چپٹا کر لائے تھے۔ دیکھو اب گائے بھینس کٹرے وغیرہ کا گوشت کھانا ترک کر دو اور مچھلی تو کبھی عمر بھر نہ کھانا، ہاں بکری کا گوشت کبھی جی چاہئے تو کھا سکتے ہو۔ اب تم ہمارے پاس صبح کو مسجد میں آتے رہو کہنا مانو گے بھلا ہوگا نہ مانو گے اپنے کئے کو بھرو گے۔

دوسرے دن سے میں اُن کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ پہلے ہی دن سوال کیا، صبح کی نماز کے بعد قرآن مجید کے کتنے پارے پڑھا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ چار پانچ پارے روزانہ پڑھنے کا معمول ہے۔ فرمایا اتنے نہیں ایک پارہ پڑھا کرو۔ میں نے بہت اچھا تو کہہ دیا مگر چون و چرا کی ہمت نہ ہوئی۔ خود ہی غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس طرح جلدی جلدی بے سمجھے بوجھے آدھے پون گھنٹہ میں چار پانچ پارے پڑھ لینا تو کوئی معنی نہیں رکھتا۔ یہ کتاب تو عالم کے نظام کا قیامت تک کے لیے ایک دستور العمل ہے، اس کو سمجھ کر پڑھنا چاہئے اور پھر اس پر عمل بھی کرنا چاہئے۔ یہ خیال آتے ہی تاج کمپنی لاہور کو خط لکھا اور ایک حسین مترجم حمائل شریف کی فرمائش کر دی۔ وہاں سے ایک ہفتہ کے بعد مولوی فتح محمد صاحب سیالکوٹی کے ترجمہ کی حمائل شریف بذریعہ وی پی آ گئی، ترجمہ بامحاورہ سلیس اردو میں تھا، اب جو قرآن پاک سمجھ کر ترجمہ کے

ساتھ پڑھنا شروع کیا تو تلاوتِ کلامِ الٰہی کی دنیا ہی بدل گئی۔ اور اعلانِ قرآن کریم "لَارَطبٍ وَ لَا یَابسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ" حرف بحرف صحیح ثابت ہوگیا۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کا اس میں ذکر نہ ہو، ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک کی حیاتِ انسانی کی مکمل تاریخ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا دنیا میں تشریف لانا ان کا اپنی امتوں کو ڈرانا، امتوں کا نافرمانی کرنا اور نتیجہ میں برباد ہونا سب کچھ وضاحت کے ساتھ درج ہے، شریعت کے، طریقت کے، معرفت کے، حقیقت کے سارے ہی سبق اس میں ملتے ہیں۔ فارسی نے ترجمہ سمجھنے میں کافی امداد کی، ساٹھ سالہ متواتر تلاوت قرآن پاک نے بڑی حد تک جہالت کی تاریکی کو دور کیا۔ مگر یہ شکایت اپنے ضمیر سے آج تک موجود ہے کہ اختیاری مضمون عربی کیوں نہ لیا تھا یا حفظ قرآن کے بعد ہی اسلامی عربی مدارس کی طرف کیوں توجہ نہ کی تھی، "لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُن گئیں کھیت"۔

یہ قطب صاحب میرے محلّہ کے ایک بزرگ تھے، ان کا اسم گرامی حمایت اللہ تھا، مگر شہر کا ہر فرد بچہ ہو یا بوڑھا ان کو قطب کے نام سے خطاب کرتا تھا۔ درحقیقت وہ قطب وقت تھے اور فیض اللہ شاہ صاحب عرف فجو شاہ صاحب سے بیعت تھے جن کا مزار محلّہ بیگم سرائے کلاں میں ہے، ان کی قطبیت سے کوئی شخص واقف نہ تھا، مجھ سے انھوں نے ایسا عہد لے لیا تھا کہ ان کی وصال کے بعد پچیس برس تک بھی مجھے کسی سے اس واقعہ کے بیان کرنے کی جرأت نہ ہوئی، نجاری ان کا آبائی پیشہ تھا ایسی وضع قطع میں رہتے کہ کسی کو گمان بھی نہ ہو کہ ایسی باکمال شخصیت ہیں۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۳۳ء تک ہر روز صبح کو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا جب ان کے وصال کا وقت آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے بعد یہ فیوض و برکات وتعلیمات کہاں حاصل ہوں گی، فرمایا ہمارے بعد شاہ علاء الدین صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہنا اور ان کے بعد حضرت عبدالرحمٰن مکی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں جانا۔ یہ فرما کر دوسرے یا تیسرے روز واصل

بحق ہو گئے۔ نور اللہ مرقدہ

اہل وعیال سے تعلقات عمداً ایسے رکھتے تھے کہ وہ سب ان کو فاتر العقل سمجھتے، اپنا کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتے اور غالباً یہ سب باتیں اس لیے تھیں کہ اہل دنیا ان کو دق نہ کریں اور اُن کا وقت خراب نہ ہو، مکاشفات کا عالم حیرت انگیز تھا جس کے لیے دفتر چاہئیں۔

حصول ملازمت

یہاں سے فراغت پا کر روزگار کی تلاش تھی کہ ایک سرکاری مراسلہ ٹائپ شدہ چیف کمشنر اجمیر کے دفتر سے صادر ہوا یہ مراسلہ غالباً ایک درخواست کا جواب تھا جو بابو عبدالعزیز صاحب ساکن محلّہ ملانہ نے جو کمشنر صاحب کے دفتر میں ہیڈ کلرک تھے میری طرف سے بغیر میرے علم کے دے دی تھی۔ مراسلہ کا مضمون یہ تھا کہ تمھارا تقرر گورنمنٹ پریس میں بحیثیت پروف ریڈر کوہِ آبو پر کر دیا گیا ہے، چالیس روپیہ ماہوار تنخواہ اور پانچ روپے سالانہ ترقی ہوگی۔ جلد سے جلد کوہ آبو جا کر اپنے عہدہ کا چارج لے لو۔ یہ مراسلہ دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی اسے لے کر فوراً حضرت قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور آبو جانے کے ارادہ کا اظہار بھی کر دیا فرمانے لگے کیسا آبو ہمیں تو تمھارا روزگار امروہہ میں ہی چلتے پھرتے نظر آرہا ہے۔ وہاں مت جاؤ، میں نے گورنمنٹ سروس کی اہمیت بتائی اور کوشش کی کہ وہ اجازت دے دیں مگر بے سود پھر وہاں سے آکر والدہ سے تذکرہ کیا، سنتے ہی فوراً منع کر دیا اور کہا کہ اتنی دور مت جاؤ۔ میں نے بہت سمجھایا کہ سرکاری ملازمت ہے سالانہ ترقی ہے، چالیس روپیہ ماہوار سے شروع ہے، علاوہ ازیں بابو عبدالعزیز صاحب کو جنھوں نے میرے لیے کوشش کی ہے میرے نہ جانے سے رنج ہوگا اور میں وہاں دو مرتبہ رہ بھی آیا ہوں۔ بولیں یہاں بھی تو تم پڑھانے جاتے ہو، یہاں کتنا کما لیتے ہو، میں نے کہا یہاں چار ٹیوشن ہیں پانچ پانچ روپیہ ماہوار

کے۔ بولیں بیس روپے ہوگئے، گھر کی آدھی باہر کی ساری کی برابر ہوتی ہے۔ میں نے کہا: کہاں یہ عارضی ٹیوشن کہاں گورنمنٹ کی مستقل ملازمت، پھر سالانہ ترقی اور پنشن۔ میں نے جتنا جانے پر اصرار کیا اتنا ہی ان کا انکار شدت پذیر ہوتا گیا اور آخر رونے لگیں۔ والد صاحب قبلہ بھی قریب بیٹھے تھے فرمانے لگے کیا ان کو رلا کر جانے کا ارادہ ہے۔ یہ سن کر میں وہاں سے اٹھ گیا ور دروازہ میں آکر سب کاغذات پھاڑ ڈالے اور آبو جانے کا ارادہ ترک کردیا۔ شرم کی وجہ سے دوسرے روز قطب صاحب کی خدمت میں بھی حاضر نہ ہوا۔ اگلے روز مسجد میں گیا تو دورازہ ہی میں تھا کہ دور سے دیکھ کر بولے ''میاں کیا آبو ہوآئے، یہاں آؤ اور دیکھو ایک ہفتہ میں کیا ہوتا ہے'' پورا ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ایک روز سید اتقیٰ حسن صاحب منیجر امام المدارس کا چپراسی آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ منیجر صاحب نے آپ کو یاد فرمایا ہے میں نے جواب دیا کہ کل صبح سات بجے حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ چپراسی چلا گیا اور میں حسب وعدہ وقت مقررہ پر ان کی خدمت میں حاضر ہوگیا وہ میرے منتظر بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے کہ آپ نے اس مدرسہ میں تعلیم پائی ہے کیا مدرسہ کا آپ پر کوئی حق ہے میں نے عرض کیا ضرور ہے تو بولے کہ اس وقت مدرسہ آپ کی امداد کا محتاج ہے۔ صورتِ حال یہ ہے کہ گورنمنٹ نوے روپے ماہانہ گرانٹ دیتی تھی۔ مدرسہ کو روبزوال دیکھ کر اس نے وہ گرانٹ بند کردی ہے اور اب یہ حال ہے کہ تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے، ساتویں، آٹھویں چھ درجوں میں صرف ۳۵ طالب علم پڑھ رہے ہیں۔ مدرسہ میں نو دس استاد ہیں پھر چپراسی کلرک مہتر پورا عملہ ہے مدرسہ آخری سانس لے رہا ہے اگر آپ کا مدرسہ میں تقرر ہوگیا تو مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میری اسکیم کامیاب ہوجائے گی۔ میں نے یہ سارا حال سن کر عرض کیا کہ بندہ حاضر ہے۔ اس پر فرمایا کہ مدرسہ آپ کو تنخواہ کچھ نہ دے گا صرف بیس روپے ماہوار آپ کو پان کھانے کے لیے دیئے جائیں گے اور جس وقت گورنمنٹ گرانٹ بحال کردے

گی تو اسی مہینے سے آپ کی تنخواہ تیس روپیہ ماہوار کردی جائے گی۔ شہر میں ٹیوشن آپ کتنے ہی کریں مدرسہ کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اسکول اب حکیم سلیم اللہ مرحوم کے دیوان خانے محلہ کوٹ میں منتقل ہوگیا ہے کیوں کہ گورنمنٹ نے امام باڑہ یا کسی بھی مذہبی عمارت کو اسکول بنانے کی اجازت نہیں دی ہے، لیجئے یہ درخواست آپ کی طرف سے لکھی ہوئی رکھی ہے اس پر دستخط کر دیجئے اور کل صبح سے اسکول میں تشریف لے آیئے، دوسرے روز میں اسکول گیا اپنا نام درج رجسٹر دیکھا اس پر دستخط کئے اور ہیڈ ماسٹر صاحب سے ضروری ہدایات پا کر کام شروع کر دیا۔ اب شہر میں میرے اسکول میں تقرر ہونے کی خبر ہوتے ہی اہل شہر اسکول کی طرف متوجہ ہوئے، اپنے بچوں کو تعلیم کے لیے بھیجنے لگے، تین مہینہ میں طلبا کی تعداد پچھہتر ہوگئی اور گورنمنٹ نے وہ پہلی گرانٹ بھی بحال کردی، تیسری تنخواہ کے مجھے تیس روپے ملے، اب ایک روز حضرت قطب صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ کتنا کما لیتے ہو، میں نے عرض کیا کہ چاروں ٹیوشن پہلے کے موجود ہیں اور تیس روپے اسکول سے ملتے ہیں پچاس روپے ایک مہینے میں حاصل ہوجاتے ہیں، بولے وطن میں اپنے والدین کے سایہ میں یہ پچاس روپے اچھے ہیں یا کوہ آبو کے چالیس روپے، وہ بھی پردیس میں اپنے اعزا و احباب سے دور۔

چار شادیوں کی پیشین گوئی

مدرسہ میں تقرر کے تھوڑے ہی دن بعد ایک ہفتہ شدید بخار میں مبتلا رہ کر رفیقۂ حیات کا انتقال ہوگیا، داغ مفارقت سے متاثر میں حضرت قطب صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، فرمانے لگے تم تو ایک ہی بیوی کے رنج میں اتنے مغموم ہو تمھاری چار شادیاں ہوں گی، چنانچہ ۱۹۲۰ء میں دوسرا عقد ہوا، تیسرے سال دوسری اہلیہ کا بھی انتقال ہوگیا اور ۱۹۲۳ء میں تیسری شادی ہوئی وہ بیوی بھی دس برس حیات رہیں، تین لڑکے ان کے

بطن سے وجود میں آئے، ایک کا تین سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔محمد حسین اور احمد حسین سلمہما دو لڑکے انھوں نے یادگار چھوڑے محمد حسین پاکستان جا کر ۱۹۵۰ء میں داغ مفارقت دے گئے۔اب احمد حسین سلمہ ان کی یادگار باقی ہے۔۱۹۳۳ء میں اس تیسری بیوی نے بھی مفارقت دوام اختیار کی اور اس سال کے آخر میں چوتھی شادی حاجی ممتاز احمد مرحوم محلہ قریشی کے یہاں ہوئی اب یقین آیا کہ واقعی حضرت قطب نے صحیح فرمایا تھا۔ چار شادیاں ہونی ہیں۔اسی سال حضرت قطب نے بھی رحلت فرمائی۔نور اللہ مرقدہ

جلسہ نعت خوانی کا انعقاد

حضرت قطبؒ کی عادت تھی ہر صبح ایک مٹی کے ظرف میں پانی بھر کر اسے مسجد کی دیوار پر رکھ دیتے، چڑیاں اس سے دن بھر سیراب ہوتیں، یہ ظرف مسجد کے سقایہ پر چڑھ کر دیوار پر رکھا جاتا تھا۔ایک روز سقایہ پر سے ان کا پھیر پھسلا اور مسجد کی چوڑی نالی میں اس طرح گرے کہ کولہا اتر گیا۔مسجد کے فرش پر دراز ہوگئے۔کسی شخص سے کہا کہ عبدالرؤف کو بلا دو، سنتے ہی میں فوراً مسجد میں گیا، مجھ سے فرمایا کہ کہاروں کو لے آؤ۔ اور ڈولی میں بٹھا کر اپنے مکان پر لے چلو۔میں ان کو غریب خانہ پر لے آیا۔مکان کے ایک گوشہ میں اپنا مصلّی بچھوایا اور اس پر لیٹ گئے اور مجھے حکم فرمایا کہ محلہ کٹکوئی میں علی نام کا ایک سقہ رہتا ہے مرہم پٹی کا کام کرتا ہے اس کو بلا لاؤ۔میں فوراً گیا اور اس کو اپنے ہمراہ لے آیا وہ اپنے فن میں بڑا ماہر تھا اور حضرت قطب صاحب سے پہلے ہی سے بے تکلف بھی، اس نے بڑی ہوشیاری سے ان کا علاج شروع کیا، بارہ تیرہ دن تک وہ برابر آیا کیا اور بالآخر ان کا کولھا چڑھ گیا۔ میں نے ان کی دیکھ بھال کی اور تیمارداری کے فرائض حسب استطاعت انجام دیئے۔علاج کے آخری دن دالان میں چل کر انھوں نے اپنے کولھے کی جانچ کی اور اس کی طرف سے مطمئن ہو کر مجھ سے فرمایا ”جاؤ تمھاری تفریح کا

سامان ہوگیا اور جب تک زندہ ہو تفریح کئے جاؤ۔ اوراب تفریح کے لیے تمھیں کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں۔'' میں اس تفریح کو سمجھ نہ سکا اور نہ اس کے سمجھنے کی کچھ فکر کی۔ بظاہر تو یہ وقتی بات تھی جو اسی وقت ختم ہوگئی مگر آٹھ دس روز بعد دو شخص میرے پاس آئے، ایک کا نام محمود علی تھا اور دوسرے کا چھدّا۔ محمود علی صاحب میرے دور کے ایک رشتہ دار بھی تھے، مجھ سے فرمانے لگے کہ یہ چھدا نعت خوانی میں میرا شاگرد ہونا چاہتا ہے، مگر اس مقدس تعلیم کے لیے مناسب مقام سمجھ میں نہیں آتا۔ سڑک پر پلنگ بچھا کر نعت خوانی کی توہین ہے۔ مسجد میں نمازی اجازت نہیں دیں گے آپ کا یہ نیا مکان اچھا معلوم ہوتا ہے اگر آپ اجازت دیں تو بعد نماز جمعہ ہم یہاں بیٹھ کر یہ مشغلہ کرلیا کریں۔ پان چھالیہ فرش وغیرہ کا سب انتظام یہ چھدا کریں گے آپ سے تو صرف اجازت چاہئے۔

میرے ایک چھوٹے بھائی تھے جن کا نام مرزا برکت اللہ بیگ تھا۔ نہایت سعادت مند خدمت گزار اور ہونہار تھے۔ دو تین ہفتہ پہلے آٹھ روز بیمار رہ کر پچیس سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ نہ میرے کوئی اولاد تھی نہ ان کے کوئی بچہ تھا، ان کا یہ سانحۂ ارتحال میرے لیے بہت ہی جانکاہ اور نا قابل برداشت تھا، اس نئے مکان کی تعمیر مجھے فعل عبث معلوم ہو رہی تھی۔ دنیا سے بالکل دل برداشتہ ہو چکا تھا، اس ماحول میں محمود علی صاحب کی درخواست پر میری زبان سے یہی نکلا کہ حضرت مکان آپ ہی کا ہے میرا نہیں ہے یہ سن کر محمود علی صاحب بہت خوش ہوئے شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔ جمعہ کے دن جب میں نماز جمعہ سے فارغ ہو کر گھر آیا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت جاجم بچھی ہوئی ہے اور وہ دونوں حضرات اپنے مشغلہ میں مصروف ہیں۔ چھالیوں کا بٹوہ اور پانوں کی ڈبیہ سامنے رکھی ہوئی ہے اور یہ نعت شریف ع

لو خبر جلد یا نبیؐ دل کی

زیر مشق ہے۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی مصروفیت کے بعد دونوں رخصت ہو گئے۔ اگلے جمعہ کو پھر یہی منظر دیکھا، س سے اگلے جمعہ کو بھی یہی صورت نظر آئی۔ جب اس شغل کے متعلق صاحبِ حال و قال ایک بزرگ نے جن کے روابط والد بزرگوار سے بہت دیرینہ تھے سنا تو بے تکلف بغیر کسی اطلاع کے ایک اور نعت خواں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے غریب خانہ پر تشریف لے آئے اور محمود علی سے فرمایا کہ میاں استادی اور شاگردی اب ختم کردو میرے ہمراہ مرزا خلیل بھی آئے ہیں تینوں برابر بیٹھ کر نمبر وار نعت شریف پڑھو۔ انھوں نے ان کی ارشاد کی بطیبِ خاطر تعمیل کی۔ یہ بزرگ صوفی راحت علی صاحب کے دادا حافظ سخاوت علی صاحب مرحوم تھے۔ ہر جمعہ کو حافظ صاحب سب سے پہلے تشریف لے آتے پھر نعت خواں حضرات آجاتے اور یہ نعت خوانی کی محفل شروع ہو جاتی۔ اس جلسہ سے پہلے جب کبھی حافظ صاحب والد صاحب کے پاس تشریف لایا کرتے تھے تو چائے وغیرہ سے ان کی تواضع ضرور کی جاتی تھی۔ اسی انداز سے اب بھی جلسہ کے ختم پر ان کے لیے چائے آجاتی اور نعت خواں اور سامعین بھی اس میں شریک ہوتے وہ وضع اب تک جاری ہے۔ حافظ صاحب جب تک حیات رہے ایسے ہی تشریف لاتے رہے، اب نعت خوانوں میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا گیا اور سامعین میں بھی۔ ابراہیم خاں مرحوم اور ان کے ساتھ ان کے دوست مخدوم صاحب بھی تشریف لاکر نعت خوانی فرمانے لگے۔ غرض پانچ چھ ماہ میں جلسہ جم گیا جس کو اب ہوتے ہوئے ۵۵ سال ہو گئے اور اس طویل عرصہ میں ایک جمعہ بھی کبھی ناغہ نہ ہوا۔ یہ واقعہ کوثرِ رحمت میں اس طرح نظم ہو گیا ہے۔

جو موقع ہو تو بزم نعت خوانی میں چلے آنا
یہ جلسہ میرے اک شیخ طریقت کی کرامت ہے

اسے ہوتے ہوئے اب ہو چکے پچپن برس پورے
میں ویسے ہی نہیں کہتا یہ تاریخی شہادت ہے

یقیں آتا نہ ہو تم کو اگر میری گزارش پر
تو آکر دیکھ لو سالِ بنا زیبِ عمارت ہے

قطعہ تاریخ

شد چوتیار دَرمہِ شوال! کو شکِ آسماں قبابِ رؤفؔ
لااُبالی نگاشت سالِ بنا ''کرد تعمیر نو جناب رؤفؔ''
۱۳۴۲ھ

ایک روز حسب معمول درگاہِ میاں موج میں شاہ علاء الدین صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا وہاں پہلے سے کلیر شریف کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ شاہ صاحب میری طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے۔ میاں تم کبھی کلیر شریف نہیں چلتے، میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے صابر صاحب بلاتے ہی نہیں، بولے اور کس طرح بلاتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ اگر اسی طرح بلاتے ہیں تو میں موجود ہوں۔ اس سال میں آپ کے ہمراہ ضرور چلوں گا۔ جب شاہ صاحب کے وہاں سے گھر آرہا تھا تو راستہ میں یہ خیال آیا کہ حضرت قطب تو یہ فرما گئے ہیں کہ اب تفریح کے لیے تمھیں کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں اور شاہ صاحب کلیر شریف لے جارہے ہیں۔ ان دونوں باتوں میں تصادم کیسا؟ گھر آکر اپنی اہلیہ سے کہا کہ میاں صاحب اس مرتبہ مجھے کلیر شریف لے جارہے ہیں، ایک جوڑی کپڑے میرے لیے تیار رکھنا روانگی کی تاریخ سے پہلے میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا آپ کلیر شریف کس تاریخ اور کس وقت تشریف لے جائیں گے خادم ہمراہ ہوگا۔ فرمانے لگے میں تم سے نہیں کہتا تمھیں کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مژدۂ تصانیف:

غالباً ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے کہ میں نے ایک کتاب بزبان انگریزی جس میں ترکیب

صرف کرنا سکھایا گیا تھا تصنیف کی اور Parsing Chart اس کا نام رکھا، ماسٹر سید مختار حسین صاحب مدظلہٗ ساکن محلہ لکڑہ سے اس کا پیش لفظ لکھوایا، طباعت کے لیے مکمل ہونے پر حضرت قطبؒ کی خدمت میں اجازت کے لیے حاضر ہوا۔ سنتے ہی آنکھیں سرخ ہوگئیں غصہ آگیا اور فرمایا: ''یہ نہیں چھپے گی ان کا زمانہ تو گیا بھی، اس ایک کی جگہ ہم دو چھپوائیں گے'' چون و چرا کا موقع نہیں تھا، کتاب لاکر طاق میں رکھ دی، انگریز یہاں سے سترہ سال بعد ۱۹۴۷ء میں رخصت ہوئے اور ان کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوگئی۔ اب ''ہم دو چھپوائیں گے'' کا واقعہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ سید حبیب احمد صاحب افق کاظمی مرحوم و مغفور اکثر جمعہ کے روز مجلس نعت خوانی میں شرکت فرمایا کرتے تھے چوں کہ عالم تھے شاعر تھے اور مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے جب ایک نعت خواں صوفی سبحان بخش صاحب مرحوم نے میری ایک نعت شروع کی جس کا مطلع تھا۔

اک آہ نکلتی ہے بے ساختہ سینے سے
جب بادِ صبا پھر کر آتی ہے مدینے سے

تو سنتے ہی افق صاحب سے اک نعرہ سرزد ہوا اور ان پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی، جلسہ ختم ہونے پر فرمانے لگے کہ ماسٹر صاحب اگر آپ کا یہ کلام چھپنے سے رہ گیا تو آپ امروہہ پر بڑا ظلم کر جائیں گے، آپ کی زبان بہت سلیس اور عام فہم ہے۔ اسے طبع کرا دیجئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کلام کی ترتیب تدوین و طباعت کا سلیقہ اور صلاحیت مجھ میں قطعی نہیں ہے۔ تو فرمانے لگے کہ آپ مجھے وہ کاپیاں جن میں آپ کا کلام لکھا ہوا ہے دے دیجئے۔ یہ کام میں کروں گا، اگلے جمعہ کو میں نے اپنا تمام کلام ان کی سپرد کر دیا، انھوں نے جتنی تکلیف برداشت کی جتنی کاوش کی جتنا وقت صرف کیا اس کا اندازہ میں نہیں کرسکتا، انھوں نے سارے کلام کے دو حصے کئے ایک حصہ میں نعت و مناقب رکھے، دوسرے میں کلام مجاز رکھا جو اکثر مشاعروں میں میں پڑھ چکا تھا، پہلے

حصہ پر ایک بصیرت افروز مقدمہ فصیح و بلیغ عبارت میں سپرد قلم کیا، قطعات تاریخ لکھے اور اس حصہ کا تاریخی نام ''لخلخۂ محامد'' رکھا جس سے سن طباعت تیرہ سو اٹھاون ہجری برآمد ہوتا ہے، دوسرے حصہ پر ایک طویل تبصرہ تحریر فرمایا، کلام پر پرمغز تنقید کی قطعات تاریخ لکھے اور جس کا تاریخی نام ''گل رنگ تخیل'' تجویز فرمایا جس سے سن طباعت انیس سو چالیس عیسوی نکلتا ہے۔ پہلا حصہ ۱۹۳۹ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوا اور دوسرا ۱۹۴۰ء میں منظر عام پر آیا، اس طرح ''ہم دو چھپوائیں گے'' کا ارشاد بھی پورا ہو گیا۔

گھبرانا مت فتح تمھاری ہی ہوگی

۱۹۳۳ء ایسا صبر آزما پریشان کن اور روح فرسا سال تھا کہ اس کا خیال مجھے حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حیات کے عام الحزن کی یاد دلاتا ہے۔ اس سال حضرت قطب علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ تیسری رفیقہ حیات راہی ملک بقا ہوئیں اور اڑتیس سالہ دور ملازمت کا سب سے زیادہ الم انگیز واقعہ پیش آیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ سید معجز حسین صاحب ساکن محلّہ بگلہ کے صاحبزادے سید اعجاز حسن سابق منیجر صاحب امام المدارس کے ہونے والے داماد ٹریننگ کر کے آرہے تھے ان کو فکر ہوئی کہ داماد کو مدرسہ ہی میں ملازمت مل جائے تو بہتر ہے۔ منیجنگ کمیٹی کے ممبروں میں آدھے ممبر صرف محلّہ بگلہ کے تھے۔ اور آدھے شہر کے اپنے محلّہ کے ممبروں کے سامنے منیجر صاحب نے اپنی یہ تجویز پیش کی تو سب کو یہ فکر ہوئی کہ مدرسہ کے کس استاد کو برخاست کیا جائے تا کہ ان کے داماد کے لیے جگہ خالی ہو۔ انگلش اسٹاف میں صرف میں ہی ٹریننگ کئے ہوئے نہیں تھا اور میری ہی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ آسانی سے مجھے برخاست کر سکتے تھے، چنانچہ ممبران اہل بگلہ میرے ساتھ ایسا سلوک کرنے لگے جس سے مجھے ملازمت کی طرف سے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ حضرت قطب علیہ الرحمہ مرض الموت میں مبتلا ہو چکے تھے میں ان کی

مزاج پرسی کے لیے ان کے دولت خانہ پر حاضر ہوا، میرے چہرہ پر کچھ پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ جواب سلام دے کر فرمانے لگے، پریشان کیوں ہو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اسکول نے کچھ احسان فراموشی کی ہے، کہنے لگے ''گھبرانا مت فتح تمھاری ہی ہوگی۔'' اسی روز شب میں ان کا انتقال ہوگیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**

اپنے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہیڈ ماسٹر صاحب نے جو اہل بگلہ ہی میں سے تھے مینجنگ کمیٹی کے سامنے اپنی یہ تجویز پیش کی کہ چوں کہ ماسٹر عبدالرؤف ٹرینڈ نہیں ہیں، کھیلوں میں دل چسپی نہیں لیتے، کارہائے منصبی اچھی طرح انجام نہیں دیتے اسکول سے ہمدردی نہیں رکھتے، ٹیوشن بہت کرتے ہیں، غرض ایسے ایسے بارہ چودہ الزام لگا کر کمیٹی سے درخواست کی کہ ان کو برخاست کر کے کسی ٹرینڈ ٹیچر کا تقرر کیا جائے۔

اُس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ کمیٹی اپنے اختیار سے استادوں کا تقرر اور برخاستگی عمل میں لاتی تھی اور انسپکٹر مدارس سے اس کی منظوری حاصل کر لیتی تھی چوں کہ شہر کے ممبروں کو اہل بگلہ کے اس منصوبہ کی خبر نہ تھی اور میرے کردار سے خوب واقف تھے اس لیے انھوں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کے اس رزولیوشن کا یہ جواب دیا کہ صرف آپ کے الزامات پر برخاست کر دینا انصاف کے خلاف ہے۔ مناسب یہ ہے کہ ملزم کو ان الزامات کے جوابات دینے کے لیے کچھ مہلت دی جائے۔ اگر جوابات اطمینان بخش نہ ہوں تو برخاستگی ممکن ہے چنانچہ اتفاق رائے سے کمیٹی نے ملزم کو جواب دہی کے لیے موقع دیا جانا منظور کر لیا۔

موسم گرما کی تعطیل کے لیے مدرسہ بند ہو چکا تھا۔ جمعہ کا دن تھا نعت خوانی کا جلسہ ختم ہو چکا تھا، میں فرش اٹھا رہا تھا کہ نصیر حسن مرحوم اسکول کے چپراسی نے مجھے ایک لفافہ دیا اور اس کی رسید مجھ سے لے لی اور چلے گئے۔ فرش اٹھا کر وہ لفافہ میں نے کھولا اس میں سے میرے نام ایک نوٹس برآمد ہوا جس میں میرے خلاف ایک باقاعدہ فردِ جرم

تھی اور تیرہ چودہ بے بنیاد الزامات لگا کر برخاستگی کی دھمکی بھی دی گئی تھی اور ایک ہفتہ ان الزامات کے جوابات دینے کے لیے بھی دیا گیا تھا، نوٹس دیکھ کر میں پریشان ہوگیا والد صاحب نے میرے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ کر پوچھا کیوں پریشان ہو؟ کیا معاملہ ہے؟ میں نے انھیں نوٹس کا مضمون بتایا فرمانے لگے نوکری کا کیا اعتبار، گھبراؤ نہیں اللہ خیر الرازقین ہے تمھیں جوابات کے لیے مہلت دی گئی ہے، سوچ سمجھ کر جوابات دو، کسی اپنے ہمدرد معاصر استاد سے امداد ومشورہ لو۔ پریشان مطلق نہ ہو، ان کے سمجھانے سے بہت تسکین ہوئی بعد نماز مغرب اپنے معمولات سے فراغت کے بعد میں ماسٹر نقی الدین مرحوم کے پاس گیا اور وہ نوٹس ساتھ لیتا گیا، نوٹس دیکھ کر وہ بھی گھبرا گئے اس لیے میرے بعد نمبر انھیں کا تھا۔ کہنے لگے آج تم ہو کل ہم ہیں۔ جوابات دیں گے گھبراؤ نہیں۔ اگلے دن سے جوابات لکھنا شروع کردئے کسی سال کے اپنے نتائج دکھلائے جو پچانوے فیصدی، پچاسی فیصدی، اور اسی فیصدی تھے اپنے اسکول میں بہت سے رجسٹر خفیہ طور پر دیکھے گئے اور صحیح اعداد وشمار حاصل کئے گئے۔ ایک الزام کا جواب یہاں قابل ذکر ہے۔ الزام تھا کہ اسکول سے ہمدردی نہیں رکھتے، جواب تھا کہ ایک سال میں چودہ اتفاقیہ چھٹیاں لینے کا ہر استاد کا حق ہے تیرہ سال ملازمت کو ہو چکے تھے اس طرح ایک سو بیاسی چھٹیاں اتفاقیہ لینے کا حق تھا مگر رجسٹر حاضری دیکھنے سے پتہ چلا کہ تیرہ سال میں صرف سات اتفاقیہ چھٹیاں لی ہیں۔ پونے دوسو اتفاقیہ چھٹیاں اسکول پر قربانی کردی ہیں اور کوئی دوسری قسم کی چھٹی کبھی ذہن میں بھی نہیں آئی۔ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب کے مندرجہ بالا نوٹس کے الزامات کے جوابات داخل کردیئے گئے۔ کمیٹی کا جلسہ پھر منعقد ہوا۔ الزامات کے جوابات پڑھے گئے سید نبی ہادی صاحب مرحوم، سید افسر حسن صاحب وکیل مرحوم، ماسٹر سید مختار حسین صاحب مدظلہٗ اور شہر کے دیگر ممبران نے غور سے سنے جب یہ جواب مذکورہ بالا سنا تو بیک زبان سب نے فرمایا کہ ایسے مخلص

کارگزار استاد کے خون میں ہم ہاتھ نہیں رنگ سکتے۔ ان کے کاغذات عرضی دعویٰ اور جواب دہی دونوں انسپکٹر صاحب مدارس کی خدمت میں ارسال کردئے جائیں اگر وہ قابل برخاستگی سمجھتے ہیں تو برخاست کردیں گے ہمارا ضمیر تو ان کو برخاست کرنے کی اجازت نہیں دیتا چنانچہ یہ طے پایا کہ یہ معاملہ انسپکٹر مدارس کے سپرد کردیا جائے اور کمیٹی برخاست ہوگئی۔

سارے اسٹاف میں سے صرف ایک ماسٹر سید سبط حامد صاحب نوٹس کا حال سن کر میرے پاس آئے میری ہمت بندھائی اور مجھے شہر کے ممبروں کے پاس لے گئے ان کے سامنے اہل بگلہ کے اس منصوبہ کا انکشاف کیا اور ان کی خودغرضی ثابت کی۔ کمیٹی کے اس فیصلہ کے دوسرے دن میں ماسٹر سید مختار حسین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چھوٹتے ہی فرمانے لگے اب تم انسپکٹر صاحب کے پاس چلے جاؤ ان کو ان سب حالات سے باخبر کردو۔ وہ تم سے ہمدردی کریں گے۔ چنانچہ دوسرے ہی دن میں بریلی جا کر انسپکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا، میرے پاس ان کاغذات کی نقل تھی ان کے سامنے پیش کی، کہنے لگے ہمیں اپنا واقعہ زبانی سمجھاؤ، ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ میں نے اچھی طرح اہل بگلہ کی اس سازش کو بے نقاب کیا۔ کمیٹی کا سب حال سنایا سن کر ہیڈ کلرک کو بلایا اور پوچھا کیا ان کے کاغذات امروہہ سے ہمارے دفتر میں آگئے ہیں۔ انھوں نے کہا ابھی نہیں آئے اب میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا: تم گھبراؤ نہیں، تم برخاست نہیں ہوسکتے۔ ہم معائنہ پر تمھارا کام دیکھیں گے تم اسی طرح کام کئے جاؤ۔"

میں نے وہاں سے آکر ماسٹر سید مختار حسین صاحب مدظلہ کو سارا حال سنایا سن کر بہت خوش ہوئے۔

اب ہیڈ ماسٹر صاحب نے میرے کاغذات بذریعہ ڈاک ارسال کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ اپنے ساتھ سکریٹری صاحب اور منیجر صاحب کو بھی لیا اور تینوں کے تینوں

حضرات بہ نفس نفیس کاغذات لے کر بریلی تشریف لے گئے اور انسپکٹر صاحب کی خدمت میں میرا معاملہ پیش کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ شخص تو ہم سے مل بھی گیا اور کمیٹی وغیرہ کے سارے واقعات سے بھی ہمیں باخبر کر گیا۔ دیکھئے ایسے مخلص کارگزار کو ایسے ایسے پوچ الزامات لگا کر برخاست کرنا، انصاف کا خون کرنا ہے، تیرہ سال یعنی اپنی عمر کے سب سے اچھے دن اس نے آپ کی خدمت میں گزارے اور اب اپنی ایک غرض کے تحت آپ اس کو نکال رہے ہیں میں سالانہ معائنہ پر امروہہ آؤں گا اور اس شخص کا کام دیکھوں گا۔ اس وقت اس کو میں برخاست نہیں کرسکتا۔ دو ٹیوشن کی جگہ ایک ٹیوشن کی اجازت ہے بس۔ اپنا سا منہ لے کر تینوں صاحب واپس تشریف لے آئے اور مجھ کو اطلاع دے دی کہ آپ کی برخاستگی معرض التوا میں ڈال دی گئی اور آپ کو اس سال دو کے بجائے صرف ایک ٹیوشن کی اجازت ہے۔

سالانہ معائنہ پر انسپکٹر صاحب تشریف لائے۔ میرے درجہ میں آئے میری ڈائری دیکھی، طالب علموں کی کاپیاں ملاحظہ فرمائیں اور ان میں مطابقت دیکھ کر بہت خوش ہوئے، میری پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ تم اسی طرح کام کئے جاؤ، تم تو پیدائشی استاد ہو، تمھیں کوئی برخاست نہیں کرسکتا۔

اعجاز حسین ٹریننگ کر کے آئے تو ان کے لیے درجہ ۵ کا دوسرا سیکشن کھولا گیا اور ان کا تقرر بھی عمل میں آیا مگر کچھ دن بعد وہ خود ہی اسکول سے بد دل ہوکر کہیں باہر چلے گئے اور ملازم ہو گئے اس طرح مخالفین کی خودغرضی طشت از بام ہوگئی۔ ان کا منصوبہ خاک میں مل گیا اور وہ اپنی اس حرکت پر اپنے دل میں بہت نادم ہوئے۔

اب مجھے حضرت قطب علیہ الرحمہ کا قول یاد آ گیا ''گھبرانا مت فتح تمھاری ہی ہوگی۔'' سچ ہے: ''قلندر آنچہ گوید دیدہ گوید'' ۱۹۳۳ء سے ۱۹۵۹ء تک چھبیس سال اور ملازمت کی اور اس طویل عرصہ میں اراکین مدرسہ میں سے کسی کو کبھی مجھ سے مخالفت

شروع کیا گیا اور اپنے ذاتی انجن کی تیاری کا انتظام بھی کر دیا گیا۔ دو تین درخت اور متاثر ہونے پائے تھے کہ بارش کا موسم آ گیا۔ بورنگ کرایہ کا انجن اور ذاتی انجن کی تیاری میں جو کچھ پاس تھا سب صرف ہو گیا۔ اب ۱۹۷۶ء میں کیا بہار آتی۔ اس سال باغ سے کوئی آمدنی نہیں ہوئی۔ مجبوراً باغ کو جڑ سے فروخت کرنے کا اعلان کر دینا پڑا۔ اور جلسۂ نعت خوانی کے پیش نظر باغ کو داؤں پر لگا دینے کا نمبر آ گیا اور مجلس شوریٰ کی رائے سے چار ہزار روپیہ فی بیگہ کا اعلان کر دیا گیا۔ اعلان کے چوتھے روز ایک خریدار نے دو ہزار روپیہ فی بیگہ لگا دیئے اور کہا کہ باون بیگہ آپ کا باغ ہے ایک لاکھ چار ہزار روپیہ نقد لے لیجئے اور رجسٹری کرا دیجئے میں نے اس کو منع کر دیا کچھ عرصہ بعد ڈھائی ہزار روپیہ فی بیگہ قیمت لگ گئی اور قریب قریب بیعیانہ آنے ہی والا تھا کہ کسی شخص نے خریدار کو بہکا دیا، اب چوں کہ قیمتیں لگ رہی تھیں قرض وام ملنے میں آسانی رہی۔ جوں توں وہ سال ختم ہوا اور ۱۹۷۷ء میں باغ میں بہار آئی اور فروری کے پہلے ہفتہ میں ساڑھے گیارہ ہزار روپیہ میں بہار فروخت ہو گئی۔ چھ ہزار روپیہ اب تک قرض ہو چکا تھا وہ فوراً ادا کیا اور باغ کے ایک صحیح راستہ کی خرید میں دو ہزار روپیہ خرچ کرنے پڑے۔ ''گل رنگ تخیّل'' بارِ دوم کی کتابت ہو چکی تھی طباعت درپیش تھی اس کے خرچ کا اندازہ ایک ہزار پانسو روپے تھا وہ رقم الگ کر دی گئی اس کے علاوہ جو بچا وہ فروری مارچ اپریل مئی چار ماہ میں خرچ ہو گیا اور جون سے پھر پہلا سا عسرت کا دور شروع ہو گیا مگر بحمد للہ نعت خوانی کے جلسہ پر کوئی اثر نہ ہونے پایا۔

باغ کی پریشانی نے جسم کو بہت متاثر کر دیا تھا اور اب ضعیفی بھی روز بروز بڑھ رہی تھی تو کوئی خیال گمان نیت ارادہ حج کا دل میں نہ رہا تھا۔ اچانک جون ۱۹۷۷ء میں دیوانگی رنگ لائی اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کرم فرمایا کہ دنیا حیرت زدہ ہو کر رہ گئی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جو نہ گئے کبھی رؤفؔ ہم ہی وہ بدنصیب ہیں
ورنہ نبیؐ کا آستاں مرجعِ خاص و عام ہے

درِ رسولؐ ہی دیکھا نہ خانۂ کعبہ رؤفؔ کچھ نہ مزے تم نے اس جہاں کے لیے

میں حاضری کے شرف سے ہوں آج تک محروم
پیام آپ کا دنیا کے نام آتا ہے

جب مدینے کو رخصت ہوا قافلہ دل بھی اس بھیڑ کے ساتھ ہی ہولیا
میں اکیلا کھڑا دیکھتا رہ گیا، سرورِ انبیاء سرورِ انبیاء

کسی وقت نالے کسی وقت زاری کبھی محو حیرت کبھی غش ہے طاری
رؤفؔ حزیں کو مدینے بلا لو، فراق اب نہیں ہے گوارا تمھارا

مدینے کو کبھی اے کاش سنتے رؤفؔ خستہ جاں بھی جا رہا ہے

یہ سوچ کر ہی مدینے مجھے بلا لیتے
کہ خار کی بھی ضرورت ہے گلستاں کے لیے

تڑپتا ہے دل دیکھنے کو مدینہ، درِ شہ پہ جانے کو جی چاہتا ہے
اور اک بار تقدیر سے پہنچ جاؤں تو پھر کر نہ آنے کو جی چاہتا ہے

حسرتِ دید کی خیر یا رب دیکھ لیں میری آنکھیں مدینہ

مدینے کی گلی کوچے، نبیؐ کا روضۂ اقدس دکھا مجھ کو بھی اے سب کو بلانے والے

مدینے جا کے میں بھی روضۂ اقدس کے ہوتے ہوں
الٰہی غیب سے ہو جائے سامان سفر پیدا

مکے سے سیر ہو تو مدینے چلو رؤفؔ یہ آستاں رہے کبھی ہو آستاں سے

کیوں کر ہو مداوائے رؤفؔ جگر افگار یہ ہند میں آپ انجمن آرائے مدینہ

سوئے طیبہ ہو جو گزر صبا تو ادب سے کہنا یہ التجا
کہ رؤفؔ ہجر میں مر مٹا ہو نگاہِ لطف ذرا نبیؐ

ہائے سارا قافلہ طیبہ روانہ ہو چکا چھوڑ کر مجھ کو یہیں میری صدا فرمایئے

اک آہ نکلتی ہے بے ساختہ سینے سے جب بادِ صبا پھر کر آتی ہے مدینے سے

ہے شب و روز وظیفہ مری آنکھوں کا رؤفؔ
روضۂ پاک کا دیدار میسر ہو جائے
اے کاش کبھی یوں بھی ہوتا وہ بلا ہمیں بھی فرماتے
اور ہم بھی کبھی طیبہ جاتے رو رو کے یہ حسرت ہوتی ہے

میری طرف سے صبا کیجئو یہ التجا　　میں بھی کسی دن شہا حاضرِ دربار ہوں

آپ کی بندہ نوازی سے تو کچھ دُور نہیں　　ہاں بُلانا ہی مِرا آپ کو منظور نہیں
کون سی ایسی خطا ہے مری فرمایئے تو　　بندۂ عشق ہوں سرکش نہیں مغرور نہیں
آپ ہیں مالک کونین شفیعِ محشر　　اور میں جس کو کسی طرح کا مقدور نہیں
آپ سا تو کوئی خالق نے کیا ہی نہیں خلق　　آپ تو احمد مختارؐ ہیں مجبور نہیں

سگِ درگاہ رؤفؔ آپ کا مجرم قیدی
آپ کے سامنے موجود ہے مفرور نہیں

مدینہ منورہ سے طلبی

غالباً جون ۱۹۷۷ء کا دوسرا ہفتہ تھا کہ ایک روز تقریباً آٹھ بجے شب کے ایک بچے نے باہر سے آکر مجھ سے کہا کہ آپ کے پاس شجر الاسلام صاحب آئے ہیں۔ ان کی کار کھڑی ہے اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ گرمی کی شدت تھی میں اپنے معمولات میں مصروف تھا یہ کہلا بھیجا کہ اس وقت ملاقات مشکل ہے معافی چاہتا ہوں۔ بجائے اس وقت کے کل صبح سات بجے آپ کی خدمت میں آپ کے درِ دولت پر خود ہی حاضر ہو جاؤں گا۔ میرا خیال تھا کہ شاید شجر الاسلام صاحب باغ کی خریداری کے سلسلہ میں تشریف لائے ہیں کیوں کہ میں اپنے باغ کو فروخت کرنے کا اعلان کر چکا تھا، وہ واپس ہو گئے اور دوسرے روز صبح ہی وقت مقررہ پر میں اُن کے دولت خانہ پر حاضر ہو گیا۔ وہ دیکھتے ہی چونک پڑے اور فرمایا آپ نے کیوں زحمت فرمائی، میں تو خود ہی حاضر ہونے والا تھا۔ غرض مجھ کو ایک کرسی پر بٹھا کر اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ اور ایک لفافہ ہاتھ میں لئے ہوئے کمرہ میں داخل ہوئے اور مودبانہ اِستادہ کرسی پر ہاتھ پر رکھے ہوئے

فرمایا، ماسٹر صاحب یہ ایک شخص کا خط ہے کہ جس نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا اور نہ آپ نے کبھی اس کو دیکھا ہے اور یہ میرا چوتھا بھائی ہے جس کا نام وقار الاسلام ہے۔ جب آپ میری ہمشیرہ خوشتر مرحومہ کو پڑھانے آیا کرتے تھے تو اس وقت تک یہ پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ پچھلے سال اس نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے انجینیرنگ کا امتحان امتیازی شان سے پاس کیا اور کچھ روز محکمہ پی ڈبلو ڈی میں کام کرکے مدینہ منورہ ہوائی جہاز سے روانہ ہوگیا۔ سعودی عرب میں ایسے لوگوں کی مانگ تھی فوراً ہی ایک فرم میں ملازمت مل گئی، اس کا مستقر مکہ اور جدہ کے درمیان ہے مگر حتی الوسع نماز مسجد نبوی میں آکر پڑھتا ہے۔ اس کا یہ خط ہے جو میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں:

''جناب بھائی صاحب مدظلہٗ۔ میں ایک روز نماز عصر پڑھ کر مسجد نبوی میں کچھ مراقب سا تھا کہ یکا یک ایک آواز کانوں میں آئی کہ ''عبدالرؤف کو اپنے صرفہ سے مدینہ بلاؤ'' میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کون شخص ہیں۔ فوراً ہی پھر آواز آئی کہ سیفی کے والد۔ آپ ان حضرت کو یہ مژدہ سنا دیجئے کہ اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ بلایا ہے، میں اُن کے مصارف کے لیے ایک ڈرافٹ بھی ارسال کر رہا ہوں ان کی آمد و رفت کے تمام اخراجات میرے ذمہ ہیں۔''

یہاں تک خط پڑھ کر مجھ سے فرمایا کہ اب آپ سفر حج کی تیاری میں مصروف ہوجایئے، میں آپ کی خدمت میں ہدیہ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

میں یہ سن کر ایسا حیرت زدہ ہوا کہ ان کو اس وقت کوئی جواب نہ دے سکا اور عرض کیا کہ کل اِنشاء اللہ جواب دوں گا۔ چلتے وقت میں نے ان کو یہ چار شعر سنائے جو دو سال پہلے ۱۹۷۵ء کے درگاہِ میاں موج کے سالانہ نعتیہ مشاعرہ میں پڑھے تھے:

آپ کی بندہ نوازی سے تو کچھ دور نہیں ہاں بلانا ہی مرا آپ کو منظور نہیں
کون سی ایسی خطا ہے مری فرمایئے تو بندۂ عشق ہوں سرکش نہیں مغرور نہیں

آپؐ ہیں مالکِ کونین شفیع محشر اور میں جس کو کسی طرح کا مقدور نہیں
آپ سا تو کوئی خالق نے کیا ہی نہیں خلق آپ تو احمد مختار ہیں مجبور نہیں

اور پوچھا کہ آیا یہ طلبی ان اشعار ہی کا جواب تو نہیں ہے۔ انھوں نے بے ساختہ فرمایا کہ یقیناً یہ طلبی آپ کی اس نظم کا ہی جواب ہے۔

سیفیؔ سب سے بڑے خادم زادے ہیں جن کا احمد حسین نام ہے، ان کے اور وقار الاسلام کے اور ان کے کل خاندان کے درمیان دوستانہ اور مخلصانہ مراسم و روابط قائم ہیں شعرا چھا کہتے ہیں جس سے یہ خاندان ان سے بہت مانوس ہے۔

حیرت کا یہ عالم تھا کہ گھر آ کر بھی میں نے کسی سے اس واقعہ کا اظہار نہیں کیا۔ میری عمر اب چوراسی سال کی ہے۔ ساری عمر کا بیمار ہوں، ضعیفی اور بڑھاپا مجھ پر پوری طرح مسلط ہے، گائے وغیرہ کا گوشت اور مچھلی کھائے ہوئے تقریباً ۶۰ سال ہو گئے۔ صرف بکری کا گوشت ہفتہ میں تین مرتبہ میری غذا کا جزو ہے۔ ۱۹۷۲ء میں حج کے لیے مع اپنی اہلیہ کے میں نے درخواست بھیجی تھی مگر منظور نہیں ہوئی تھی۔ ان پانچ برس میں جو رہی سہی قوت تھی وہ بھی زائل ہو گئی، ایک نظر اپنی ضعیفی پر ڈالتا تھا اور دوسری نظر سرکار دو عالم کی طلبی پر جس کا رونا عمر بھر رویا تھا۔

شجر الاسلام صاحب نے اب تک کوئی جواب نہ پا کر اپنے اور میرے ایک معتمد ماسٹر سید ضمانت علی صاحب کو میرے پاس بھیجا تا کہ میں ان کو یہ بتاؤں کہ میں نے سفر حج پر جانا طے کر لیا یا نہیں؟ اس وقت ساجد میاں تیسرے خادم زادے موجود تھے مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے:

وارثِ خلد جو مرجائیں، جئیں تو غازی
اُن کے عشاق کا جب دیکھئے حال اچھا ہے

جب زادِ راہ تک کا انتظام بھی کر دیا گیا تو اور آپ کو کیا چاہئے۔ اب تذبذب بیجا

ہے بسم اللہ کیجئے، یہ سن کر میں نے سفر حج کا مصمم ارادہ کرلیا اور شجر الاسلام صاحب کو کہلا بھیجا کہ وہ اپنی کارروائی شروع کردیں۔ ۱۸ر جون بائیس سو سات روپے کرایہ بھیجنے کی آخری تاریخ تھی انھوں نے وہ رقم بھیج دی اور میری ضروریات کی فراہمی میں مصروف ہوگئے۔

یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی تو دوستوں کو خوشی ہوئی اور مبارک باد کے تحفے آنے لگے۔ اس موقع پر مولانا سید محمد عبادت صاحب کلیم امام جمعہ و جماعت اہل تشیع امروہہ نے سب سے پہلے یقین دہانی کی اور فرمایا کہ آپ ضرور مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے اور سرکار مدینہ نے واقعی آپ کو یاد فرمایا ہے، مندرجہ ذیل اشعار ان کی ہمت افزائی اور خلوص کے آئینہ دار ہیں جو انھوں نے میرے پاس ارسال فرمائے:

محبت نے ایسا ابھارا تمھیں — کہ محبوب نے خود بلایا تمھیں!
یہاں تک تم ان کو پکارا کئے — کہ آخر انھوں نے پکارا تمھیں
سدا کی ہے مدح رسولِ خدا — ہمیشہ یہی شغل بھایا تمھیں
بظاہر ہو تم ایک قطرہ مگر — دیا حق نے طوفانِ دریا تمھیں
خدا نے دیا مرشدِ بے بدل — ملا خوب ہی یہ سہارا تمھیں
رہے کاش ہم عاصیوں کا خیال — نظر آئے جب ان کا روضہ تمھیں

مبارک، مبارک، مبارک رؤف
مدینے کی گلیوں میں پھرنا تمھیں

یہ خبر امروہہ سے باہر بھی پھیلی قرب و جوار کے دیہات وقصبات سے نکل کر مرادآباد، سنبھل، میرٹھ اور دہلی تک پہنچی۔ دہلی کے قاری فرید احمد صاحب نے یہ خبر سنی تو مبارکباد کا ایک خط ذوق وشوق سے بھرا ہوا میرے پاس بھیجا جس میں لکھا تھا کہ دہلی کے چند اور نعت خوانوں کو لے کر میں امروہہ آؤں گا اور اس جلسہ میں شرکت کرنے کی سعادت

حاصل کروں گا۔ جس کی بدولت سرورِ کائنات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ شرف بخشا ہے چنانچہ اسی ہفتہ کے جمعہ میں سات آٹھ اور نعت خوانوں کو لے کر دہلی سے امروہہ آپہنچے۔ جلسۂ نعت خوانی میں شرکت کی اور غیر معمولی رونق پیدا کر دی۔ چلتے وقت مجھ سے فرمایا کہ آپ اپنے قافلہ سے ایک دن پہلے دہلی تشریف لائیں تا کہ اہل دہلی بھی آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کر سکیں، میں نے اقرار کر لیا۔

مدینہ منورہ کی روانگی

۳؍اکتوبر ۱۹۷۷ء کو جہاز کو بمبئی سے جدہ کو روانگی کی تاریخ تھی اور ایک ہفتہ پہلے حاجیوں کو بمبئی پہنچنا تھا اس لیے ۲۷؍ستمبر ۱۹۷۷ء کو امروہہ سے روانگی کی تاریخ کا تعین ہوا۔ ۲۵؍ستمبر ۱۹۷۷ء درگاہِ میاں موج میں سالانہ نعتیہ مشاعرہ کے انعقاد کی تاریخ تھی جس کا مصرعہ طرح تھا:

احمد مختارؐ ہیں دونوں جہاں کے تاجدار

چوں کہ اس مشاعرہ میں مجھے شریک ہونا تھا نیز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اظہارِ تشکر و امتنان بھی کرنا تھا اور پھر اپنائے وطن سے رخصت ہونا بھی مدنظر تھا اس لئے تاریخ مقررہ پر حاضر مشاعرہ ہوا اور تقریباً ۱۲ بجے شب کے خلاف معمول صدر صاحب کی اجازت سے (نعت صفحہ ۴۳۱ پر ملاحظہ فرمائیں) نظم نذرِ مشاعرہ کیا۔

۲۷؍ستمبر ۱۹۷۷ء کو صبح کی گاڑی سے اپنے قافلہ سے ایک دن پہلے میں دہلی روانہ ہو گیا۔ اسٹیشن پر محبان رسولؐ کا اک اژدہام تھا۔ شجر الاسلام صاحب مع اپنے سب بھائیوں کے وہاں موجود تھے۔ ہر ہر بھائی میری ضروریات کو مجھ سے پوچھتا تھا، میرے سفر کے روح رواں وقار الاسلام بھی اپنی والدہ صاحبہ کی علالت کے سلسلہ میں سعودی عرب سے امروہہ آچکے تھے۔ وہ بھی اسٹیشن پر موجود تھے۔ غرض ان سب حضرات نے

بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ مجھ کو زیارت حرمین شریفین کے لیے امروہہ سے رخصت کیا۔ چند گھنٹوں کے بعد میں دہلی پہنچ گیا۔ شجاع الرحمٰن میرے فرزند نسبتی اور ان کے سب بھائی میرے استقبال کے لیے دہلی کے اسٹیشن پر موجود ملے اور وہاں سے اپنے دولت کدہ پر لے گئے اور دوپہر کا کھانا کھلایا۔ شب کے کھانے کے لیے حکیم حبیب الرحمٰن خاں صاحب نے اپنے یہاں مجبور کیا۔

اب یہ وہ دن تھا جو قاری فرید احمد صاحب نے مجھ سے امروہہ میں مانگ لیا تھا۔ ان سے ملاقات ہوئی، اس روز قاری صاحب نے اپنے دولت خانہ کو آراستہ و پیراستہ کیا اور اپنے ہر جاننے والے سے شب کو محفل نعت خوانی میں شرکت کی درخواست کی۔ رات کے دس بجے جلسہ شروع ہوا جوق در جوق لوگ آنے لگے اور مصافحے ہوتے رہے، ہاروں کا ایک ڈھیر تخت پر لگ گیا کس عقیدت اور جذبۂ محبت سے یہ لوگ ملے اس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔

تین بجے یہ جلسہ ختم ہوا قاری صاحب اور ان کے جملہ احباب نے جو مہمان نوازی فرمائی اور جس عزت افزائی کا مظاہرہ کیا اس کا اندازہ ان کے سپاس نامہ مندرجہ ذیل سے ہوگا۔

سپاس نامہ

بعالی خدمت والا منزلت، عاشق و مہمانِ رسولؐ جناب

ماسٹر عبدالرؤف صاحب زادمجدہٗ وشرفہٗ

ہدیۂ تہنیت وتبریک

مژدۂ آمدِ محبوب صبا لائی ہے چمنستانِ دل و جاں میں بہار آئی ہے

عالی مرتبت!

ہم غلامانِ رسالت انتہائی شاداں ہیں کہ جناب والا نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہماری مجلس کو نوازا اور اس وقت تشریف ارزانی فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہمیں فخر ہے کہ ہم جناب کو آج فخر و مسرت کے ساتھ خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔

عزت مآب!

آپ کی خوش نصیبی اور اقبال مندی قابلِ رشک ہے کہ شہنشاہ امم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلایا ہے، بے شک آپ مہمانِ رسول ہیں، آپ کی عزت و احترام ہم سب پر واجب ہے آپ کی اس حاضری نے عربی ادب کے شاہکار قصیدۂ بردہ کے معروف شاعر امام بصیریؒ، مولانا جامیؒ، حضرت شیخ سعدیؒ جیسے عاشقان رسول کی نہ صرف یاد تازہ کردی ہے بلکہ ان تاریخی واقعات پر مہر تصدیق و توثیق بھی ثبت کردی ہے۔ درِ رسولؐ پر حاضری کا شرف دونوں جہان کی سب سے بڑی سعادت ہے اور اس سعادت پر ہم آپ کو نہ صرف مبارک باد دیتے ہیں بلکہ خود آپ کے درمیان چند لمحات گزارنا اپنے لیے بڑی سعادت اور شرف کی بات تصور کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ رسولِ معظم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر ہم دور افتادہ غلاموں کا سلام بھی پیش

فرمائیں گے اور اپنی دعواتِ صالحہ میں یاد رکھیں گے درج ذیل اشعار ہمارے قلبی جذبات و احساسات کے ترجمان ہیں جن کو دو مشہور شاعروں نے ہماری درخواست پر لکھا ہے:

قطعہ تاریخِ روانگی حج بیت اللہ شریف

رضیؔ بدایونی

وہ ہے رؤفؔ جس کو کیا ہے نبی نے یاد — ارمان جس کا قربِ نبیؐ کا حصول ہے
سالِ روانگی کی ہوئی فکر جب رضیؔ — ہاتف پکارا لکھ ''یہ غلامِ رسول ہے''

۱۳۹۷ھ

ہے فرمانِ خیر الانام اللہ اللہ

جناب جوہرؔ جے پوری

حبیبِ خدا کا غلام اللہ اللہ — ہے کیسا یہ عالی مقام اللہ اللہ
مبارک مبارک وقارؔ آج تم نے — مدینے سے بھیجا پیام اللہ اللہ
کہ عبدالرؤفؔ آؤ فوراً مدینے — ہے فرمانِ خیر الانام اللہ اللہ
مکمل ہوا ہے تمھارے سفر کا — مدینے سے خاص انتظام اللہ اللہ
کسی نے بھی اس دور میں جو نہ پایا — وہ پایا ہے تم نے مقام اللہ اللہ
چلا آرہا ہے زیارت کو کھنچ کر — تمھاری ہر ایک خاص و عام اللہ اللہ
بلاتے ہیں خود تاجدار مدینہ — محبت کا یہ احترام اللہ اللہ
یہ جوہرؔ بھی ہے خاکسارِ مدینہ — حبیبِ خدا کا غلام اللہ اللہ

پیش کردہ

حافظ کامل — قاری فرید احمد — حافظ سلیم

صحیفہ دار السلطنت نئی دہلی کے اڈیٹر نے اپنے یکم اکتوبر ۱۹۷۷ء کے شمارہ میں اس واقعہ کو اس طرح سپرد قلم کیا:

دہلی ۲۷ ستمبر ۱۹۷۷ء

ہم نہایت مسرت وعقیدت کے ساتھ یہ خبر سپرد قلم کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں کہ گزشتہ دنوں عالی جناب ماسٹر عبدالرؤف صاحب رؤفؔ امروہوی کے متعلق مدینہ منورہ میں مقیم ایک ہندوستانی انجینئر جناب وقار الاسلام صاحب کو بشارت ہوئی کہ میرا ایک عاشق جس کا نام رؤفؔ ہے ہندوستان میں امروہہ ضلع مراد آباد میں رہتا ہے اس کو بلاؤ۔ ہندوستان میں یہ خبر ایک برقی لہر بن کر ہر قلبِ مسلم کو گرما گئی۔ اللہ اللہ اس انسان کی روحانی عظمت کا کیا کہنا کہ جس کو خود سرکار دو عالم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرمائیں اور حاضری کا شرف بخشیں۔

واضح ہو کہ جناب رؤفؔ امروہوی شمالی ہندوستان کے مشہور ومعروف نعت گو صاحب دیوان شاعر ہیں۔ نعت ومناقب کی محفل رؤفؔ صاحب کے یہاں بعد نماز جمعہ تا وقت نماز عصر پچپن (۵۵) سال سے نہایت پابندی کے ساتھ ہوتی رہی ہے۔ رؤفؔ صاحب کا ہر شعر عقیدت وارادتِ قلبی کا آئینہ دار ہے اور عشقِ رسول کی تڑپ لئے ہوتا ہے۔

۲۶ ستمبر ۱۹۷۷ء کو موصوف دلی تشریف لائے، جہاں بے پناہ خلقت وہجوم نے نہ صرف ان کا خیر مقدم کیا بلکہ ان کے درمیان چند لمحے گزارنا اپنے لیے باعث تسکینِ روحانی اور مسرت و شادمانی کا موجب تصور کیا۔

ہندوستان کے مشہور وممتاز قاری اور مداحِ رسول جناب قاری

فرید احمد صاحب دہلوی کی درخواست پر اس عاشق رسول نے قاری صاحب کے مکان واقعہ محلہ سوئی والان دہلی میں قدم رنجہ فرمایا، عقیدت اور محبت میں ڈوبے ہوئے بے شمار فدائیان توحید و شیدائیان اسلام کو اس شرف و نیاز کی سعادت کا فخر حاصل ہوا۔ تقریباً رات کے تین بجے تک نعت و مناقب کی اک حسین و جمیل نورانی و روحانی محفل کا سلسلہ جاری رہا۔ قاری فرید احمد صاحب نے محترم رؤفؔ صاحب کی خدمت میں منظوم اعزازیہ پیش کیا۔ رضیؔ بدایونی چیف اڈیٹر دارالسلطنت نئی دہلی نے ایک قطعہ تاریخ پیش کیا جس کا تاریخی مادہ ''یہ غلام رسول ہے'' تھا۔ اور جناب جوہرؔ جے پوری نے ایک نظم پڑھی۔

دوسرے روز دوپہر کو محترم رؤفؔ صاحب کے عزیز خاص جناب مرزا شجاع الرحمٰن صاحب نے جو ایک مدت سے بسلسلہ روزگار دہلی میں مقیم ہیں ایک عظیم پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا اور رات کو جناب رؤفؔ صاحب کو ہزاروں شیدائیوں نے نئی دہلی ریلوے اسٹیشن سے بمبئی کے لئے سوار کرایا۔

سفر حج کا آغاز

الغرض ۲۹ ستمبر ۱۹۷۷ء کو میں بمبئی پہنچا اور 'صابو صدیق مسافر خانہ' میں فروکش ہوا، امروہہ کے بہت سے حضرات مقیم بمبئی جو مجھ سے واقف تھے مسافر خانہ میں ملنے آئے اور مبارکبادیں پیش کیں۔ ضیافتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ محشرؔ صاحب امروہوی سے بھی وہاں ملاقات ہوئی جو بڑی پرلطف تھی، قمرؔ صاحب رضوی اقبالؔ صاحب رضوی اور حشمت علی صاحب نے جو مہمان نوازی فرمائی وہ بھی یادگار رہے گی۔ ان کا خلوص

حد بیان سے باہر ہے المختصر ۳؍اکتوبر ۱۹۷۷ء جہاز کی روانگی کی تاریخ آ گئی اور میں نے ہندوستان کو خیر باد کہہ دیا۔ جہاز میں ایک ریٹائرڈ پرنسپل عبدالغفار شاہ اور ان کی دختر نیک اختر ڈاکٹر مقبول فاطمہ سے ہر وقت رابطہ رہا۔ مقبول فاطمہ نے مجھے بہت طبی امداد پہنچائی۔ اللہ اس کے بچوں کو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ عبدالغفار شاہ صاحب سے لخلخۂ محامد اور گل رنگ تخیل کے توسط سے تعلقات میں مزید گہرائی پیدا ہوگئی تھی۔ یہ حضرت سرینگر کے رہنے والے تھے۔ ایک ہفتہ کے سفر کے بعد جہاز جدہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ وہاں ایک رات قیام رہا وہاں سے مکہ معظمہ کی روانگی ہوئی اور ہمارا قافلہ احمد مکی اپنے معلم کے دولت خانہ پر پہنچا انھوں نے سارے قافلہ کا سامان اپنے گھر پر رکھوایا اور قافلہ کو ساتھ لے کر حرم کعبہ کو پیدل روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ذوق وشوق کے ساتھ صلوٰۃ وسلام اور دیگر مقدس کلمات پڑھتے جاتے تھے۔ حرم کعبہ معلم صاحب کے مکان سے تقریباً تین فرلانگ تھا اتنی دور پیدل چلنا بوجہ اپنی ضعیفی کے مجھے بہت ہمت شکن ثابت ہو رہا تھا۔ مگر حرمِ محترم کو دیکھ کر جو تفریح ہوئی اس کو زبان بیان میں نہیں لاسکتی۔ حرم محترم اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی مکمل تفسیر۔ قیام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں زیادہ تر علیل اور حوادث کا شکار رہا۔

عازمین حج کے لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ بوڑھاپے میں ارادہ سفر حج نہ فرمائیں۔ ساٹھ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی اس فرض سے سبکدوش ہوں۔

باقی واقعات نظم میں جو امروہہ واپس آنے پر میں نے اپنے جلسہ نعت خوانی میں جمعہ کے روز پڑھی۔ (نظم صفحہ ۴۳۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

جس روز وارِدِ امروہہ ہوا جمعرات کا دن تھا دوسرے روز جمعہ تھا محفل نعت خوانی حسب معمول منعقد ہوئی۔ اکثر نعت خوانوں نے میری واپسی کی تقریب میں استقبالیہ نظمیں پڑھیں، میں نے بھی مندرجہ بالا نظم نذرِ سامعین کی محفل میں غیر معمولی جوش و

خروش تھا۔ برخوردار سیفی سلمہ نے اپنے فرزند ارجمند مرزا محمد زبیر سلمہ سے اپنی یہ نظم پڑھوائی جس میں عقیدت کا دریا موجزن ہے۔

عاشق زارِ نبیؐ لوٹے دیار پاک سے
جانے کیا کیا لے کے آئے ہیں شہِ لولاکؐ سے

کس طرح ان کو بلایا کس طرح رخصت کیا
یہ تعلق ماورا ہے فہم سے ادراک سے

سرورِ عالمؐ کے قدموں کی جہاں ہیں برکتیں
مَس ہوئی ہے ان کی پیشانی وہاں کی خاک سے

ان کو وہ نعمت میسر آئی جو ممکن نہ تھی
مرتبہ ان کا فزوں ہے رتبۂ افلاک سے

ہاں انھیں اشک مسرت ہی کہو سیفی کہ یہ
ہیں خوشی کے وقت جاری دیدۂ نمناک سے

محمد زبیر سلمہ کے بعد نورِ چشم ساجد حسین ساجد نے اپنی نذرِ عقیدت ان الفاظ میں پیش کی:

جو آپ لائے ہیں اُس رحمتوں کے دریا سے
ہمیں بھی کچھ ہو عنایت کہ ہم بھی ہیں پیاسے

خوشا نصیب حبیبِ حبیبؐ حق ٹھیرے
شرف یہ آپ نے پایا ہے اپنے مولا سے

وہ آپ ہیں جو سرافراز لطفِ خاص ہوئے
وہ آپ ہیں کہ بلائے گئے جو طیبہ سے

بفیضِ حق وہ تمنا بھی ہوگئی پوری
حسین ہے جو تمنا ہر اک تمنا سے

ہے پاسِ شرع مگر دل کی تو یہ حالت ہے
ملا دیں ہم یہ جبیں آپ کے کفِ پا سے

ہمیں تو آپ ملے یہ تو آپ ہی جانیں
ملا ہے آپ کو کیا کیا دیار طیبہ سے

ہمیں یہ جشنِ مسرت ہو بار بار نصیب
ہے التجا یہی ساجدؔ کی حق تعالیٰ سے

ایک ہفتہ کے بعد عشرۂ محرم کی مجلس منعقد ہونے والی تھی اس کے اہتمام میں مصروف ہوگیا اس کی اہمیت بھی میری نظر میں کچھ کم نہیں ہے۔ یہ بھی بچپن سال سے برابر ہوتی رہی ہے۔ ابراہیم خاں مرحوم اپنے زمانہ کے مشہور میلاد خواں نے یہ مجلس چالیس سال متواتر پڑھی، ان کے بعد ان کے جانشینوں نے یہ فریضہ انجام دیا مگر یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اس سال مجبور ہوکر چند کتابوں کی مدد سے میں نے خود شہادت امام حسینؓ کا بیان ترتیب دیا اور سب سے چھوٹے خادم زادے آصف حسین عرف اچھے میاں سلمہٗ سے پڑھوایا۔ مجلس امید سے کہیں زیادہ کامیاب رہی۔ بیان کے درمیان نظمیں موقعہ کے مناسب فٹ کردی گئی تھیں جو تخت پر بیٹھے ہوئے دوسرے نعت خواں پڑھتے جاتے تھے۔

۱۲ ربیع الاول کو محفل میلاد النّبی منعقد ہوئی اس کا بیان بھی اسی طرح ترتیب دیا گیا تھا۔ یہ مجلس تیسرے خادم زادے ساجد حسین سلمہٗ نے پڑھی۔ بڑا پرکیف جلسہ رہا۔ سامعین نے ان کی بڑی ہمت افزائی فرمائی۔ یہ دونوں مجلسیں بھی سالانہ اسی التزام و احترام کے ساتھ منعقد ہوتی ہیں جس سے جمعہ کی نعت خوانی کا جلسہ ہوتا ہے۔ یہ ایک سال میں چون مجلسیں مجھے غذائے روح فراہم کرتی ہیں اور تسکین قلب کا باعث ہوتی ہیں۔

دوسرے خادم زادے حامد حسین حامدؔ کے اصرار پر مئی ۱۹۷۸ء کے پہلے ہفتہ میں

علی گڑھ کا دورہ کیا وہاں بہت سے حضرات مشتاقِ ملاقات تھے ان سے شرفِ نیاز حاصل کیا ان میں جناب مولوی احمد اللہ صاحب مدظلہ، قاضی وامام جمعہ و جماعت علی گڑھ یادگار مولوی لطف اللہ صاحب مرحوم ومغفور شیخ الحدیث وتفسیر سے ملاقات قابلِ ذکر ہے۔

۱۹۱۵ء میں ایم، اے او کالج میں یہ جناب میرے ہم جماعت اور ہم سبق تھے، اس وقت بھی امام جمعہ و جماعت تھے اور آج بھی فریضۂ امامت اسی طرح انجام دے رہے ہیں۔

میرے حالات سن کر جہاں میں فروکش تھا وہیں بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرمایا، بغل گیر ہوئے، بہت ہی اظہار مسرت کیا، خوش قسمتی سے میرے ہم مسلک، ہم مذہب اور ہم عقیدہ بھی تھے۔ ان کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی، میں بھی ان کی باتوں سے بے حد مسرور ہوا، میں نے انھیں کچھ اشعار سنائے جو مدینہ منورہ سے طلبی کے محرک تھے۔ سن کر بہت محظوظ ہوئے اور میرے اصرار پر اپنی مندرجہ ذیل نظم سنائی جو ہدیہ ناظرین ہے:

میں نے کی عرض مولیٰ مجھے بھیک دے　　میں بھکاری ہوں داتا مجھے بھیک دے
میری جانِ تمنا مجھے بھیک دے　　تجھ سے طالب ہوں تیرا مجھے بھیک دے
اپنی رحمت کا صدقہ مجھے بھیک دے

اے غریبوں کے حامی مجھے بھیک دے　　اے یتیموں کے والی مجھے بھیک دے
باغِ وحدت کے مالی مجھے بھیک دے　　میری جھولی ہے خالی مجھے بھیک دے
اپنے پیارے کا صدقہ مجھے بھیک دے

آئی آواز سن اے بھکاری مرے　　ہوش میں آ ذرا اے پجاری مرے
کام یوں تو ہیں سب اختیاری مرے　　پر جو ہیں جانِ حاجت براری مرے
بھیک لینا ہے گر اُن سے جا بھیک لے

سنتے ہی دل کو میرے یہ سودا ہوا　　چل کے دیکھیں کہ ہے کون وہ مہ لقا
جذبِ دل سوئے طیبہ مجھے لے گیا　　چوم کر آستانے کو میں نے کہا
تاجدارِ مدینہ مجھے بھیک دے

اے خدا کے دلارے مجھے بھیک دے　　عرشِ اعظم کے تارے مجھے بھیک دے
بے کسوں کے سہارے مجھے بھیک دے　　آ پڑا تیرے دوارے مجھے بھیک دے
اپنی امت کا صدقہ مجھے بھیک دے

بولے حُسن طلب ہے تو آ بھیک لے　　بھیک لینے کی صورت بنا بھیک لے
دور کر دل سے حرص و ہوا بھیک لے　　اپنی جھولی کو آگے بڑھا بھیک لے
پھر جو مانگے تو اس سے سِوا بھیک لے

یہ کہا اور گنجِ فراواں دیا　　بے نوا کو خدائی کا ساماں دیا
معرفت کی عطا نورِ عرفاں دیا　　لاکھ دینے کا دینا ہے قرآں دیا
اور کہا اب نہ کہنا مجھے بھیک دے

مجھ کو سودائے زلفِ پریشاں دیا　　اضطراب جگر سوز پنہاں دیا
دل لگی کا غرض جملہ ساماں دیا　　دردِ دل سے سوا دل کا درماں دیا
اس سے بڑھ کر کوئی اور کیا بھیک دے

بے نیازی ہوئی خود نیاز آشنا　　ناز کرنے لگا بندۂ بے نوا
یہ نہ پوچھو کہ احمدؔ کو کیا کیا ملا　　بھر گئی ساری جھولی تو عقدہ کھلا
خود کہا بھیک دے خود کہا بھیک لے

غرض ان کی معیت میں یہ ایک گھنٹہ کا وقت بہت ہی فرحت بخش نشاط انگیز اور ایمان پرور ثابت ہوا۔

۲۶ر جون ۱۹۷۸ء کو ایک عزیز قریب ہزاری باغ سے تشریف لائے اور فرمانے

لگے کہ میں نے ایک شعر آپ کی نذر کیا تھا آپ تک وہ پہنچا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ابھی تک تو پہنچا نہیں وہ شعر کیا تھا؟ بولے:

قمرؔ اک عمر کی بگڑی ہوئی ہر بات بن جاتی
مقدر مجھ کو مل جاتا رؤفؔ امروہوی جیسا

۱۴ر ستمبر ۱۹۷۸ء مطابق ۱۰ر شوال ۱۳۹۸ھ کو درگاہ میاں موجؔ میں سالانہ نعتیہ مشاعرہ حسب معمول منعقد ہوا جس میں مصرعہ طرح تھا:

''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

(نعت صفحہ ۴۳۶ پر ملاحظہ کریں)

قطعہ

اک دن ہوا میں اُن سے تصور میں ہم کلام — گویا حضورؐ تختِ شہی پر ہیں جلوہ گر
میں نے کہا ہے آپ کے طالب کی کیا شناخت — بولے نہ فکرِ جاہ نہ سودائے سیم و زر
میں نے کہا کہ دوزخ و جنت میں کیا ہے فرق — بولے وہ آگ کا ہے یہ ہے نعمتوں کا گھر
میں نے کہا کہ عالم و جاہل میں امتیاز — بولے وہ شمع راہ و یہ بیکار و بے بصر
میں نے کہا کہ عالمِ دیں کا ہے فرض کیا؟ — بولے کہ احترامِ شریعت بہ کرّ و فر
میں نے کہا کہ کیا ہے طریقت کی رسم و راہ — بولے کہ راستہ ہے طریقت کا پرخطر
یہ راہ خاص خاص ہی لوگوں کا ہے طریق — اس پر عوام کر نہیں سکتے کبھی سفر!
میں نے کہا مفتیِ دوراں کی کچھ صفت — بولے حدودِ شرعِ پیمبرؐ سے باخبر
میں نے کہا کہ آپ کے عاشق کا مشغلہ — بولے کہ آہ و نالۂ شب گریۂ سحر
میں نے کہا ہے اور بھی اس کا کوئی نشاں — بولے نہ دیں کا ہوش نہ دنیا کی کچھ خبر
میں نے کہا کہ جورِ فلک کا کوئی علاج — بولے کر اپنے نامۂ اعمال پر نظر

حضرت قطب علیہ الرحمہ نے اپنی کسی مصلحت کے تحت اپنے آبائی مکان کو اپنے اہل وعیال پر چھوڑ کر غریب خانہ کے بالکل متصل ایک مکان کرایہ پر لیا جس میں تنہا رہنے لگے۔ لیکن اُن کے طرزِ عمل سے مجھے یہ محسوس ہوا کہ اس نقل مکاں میں میری کچھ باطنی تعلیم و تربیت کا راز بھی مضمر تھا۔ مثال ملاحظہ ہو۔ ایک روز میں نے بصد منت وسماجت عرض کیا کہ آپ کوئی خدمت میرے سپرد کریں تاکہ میں بطیبِ خاطر اس کو انجام دوں۔ پہلے تو انکار کردیا مگر میرے بے حد اصرار سے مجبور ہوکر فرمانے لگے، اچھا دیکھو اس گھر و نچی پر ایک پیالہ رکھا ہوا ملے گا اور اس کے پاس دو پیسے بھی۔ جب تم رات کو کٹکوئی پر سے پڑھا کر آیا کرتے ہو تو اس وقت ہم تو اپنے ذکر میں مصروف ہوں گے مگر تم نے پیالہ اور پیسے اٹھائے اور دودھ لاکر رکھ دیا۔ مگر دیکھنا اس عرصہ میں ہم سے بولنا نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا کہ دودھ کی دو دُکانیں ہیں اِس پر سے لینا اور اُس پر سے نہیں۔ کواڑوں میں بلائی ایسی لگائی تھی کہ صرف میں ہی اس کو کھول سکوں اور کوئی دوسرا نہیں۔ میں نے یہ خدمت شروع کردی۔ بہت مدت کے بعد ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دوکان جس سے میں دودھ لیا کرتا تھا بند تھی اور دوسری ممنوعہ دوکان کھلی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل نے کہا کہ آج تو اس ممنوعہ دوکان سے ہی دودھ لینا پڑے گا۔ میں نے حسب معمول پیالہ اور پیسے اٹھائے اور چل پڑا ابھی دروازے ہی میں تھا کہ اتنے دنوں میں صرف اُس روز اپنے ذکر کے درمیان بآواز بلند فرمایا کہ دیکھو جس دوکان سے ہم نے منع کیا ہے اس پر سے دودھ مت لینا۔ اس انتباہ سے میں چونک پڑا، دروازہ تو بند کردیا مگر سڑک پر کھڑے ہوکر سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ یکا یک خود بخود جنوب کی جانب رخ ہوگیا اور بہت دور جاکر بہزار احتیاط ایک دوکان سے دودھ لاکر رکھ دیا۔ اس طرح دلوں کے خطرات کی گرفت ہوتی تھی۔ ایک روز مراد آباد میں ایک صاحبِ باطن بزرگ حضرت عبداللہ شاہ صاحب جوگنبد والی زیارت پر رہتے تھے مجھ سے فرمانے لگے کہ تمھارے

حالات کا تقاضا یہ ہے کہ تم اپنے پیر و مرشد کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھو۔ میں وہاں سے آ کر اُن کے قبرستان میں گیا، مزار تلاش کیا مگر کوئی نشان ان کی قبر کا نظر نہ آیا ناکام ہو کر لوٹ آیا، دوسرے روز ان کے صاحبزادے کو رکشا میں بٹھا کر قبرستان لے گیا انھوں نے بھی بہت تلاش کیا مگر قبر کا کوئی نشان نہ ملا۔ آخر جہاں اندازہ نے یقین دلایا وہیں کچھ اینٹیں رکھ کر فاتحہ پڑھ لی۔ جب اس کے بعد شاہ صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی اور میں نے یہ حالات بتائے تو فرمایا تم نے ٹھیک کیا ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ قبر کا نشان نہ ملنے پر بے ساختہ عنقاؔ بدایونی کا یہ شعر میری زبان پر آ گیا ؎

جو سالکانِ طریق فنا ہیں اے عنقاؔ
وہ چھوڑ جاتے نہیں نام بھی نشاں کی طرح

آخر میں عالی جناب حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی کا جو اس تالیف کے محرک ہوئے اور پھر بابو ظہیر احمد صاحب کا جنھوں نے پرزور تائید فرمائی اور میاں نثار احمد فاروقی کا جنھوں نے اس میں سرخیاں قائم کیں اور پھر حضرت شہبازؔ کا جنھوں نے اس کتاب کو بغور سنا اور نام تجویز کیا تہہ دل سے سپاس گزار ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر سے نوازے۔

ناچیز عبدالرؤف، رؤفؔ امروہوی

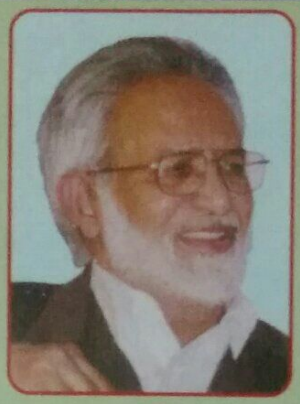

مرتب: حامدؔ امروہوی

خانوادۂ رؤفؔ امروہوی کی تصانیف

لہورنگ	- سیفیؔ امروہوی	- غزلیات
نکہتیں	- سیفیؔ امروہوی	- حمد ونعت
مدحت کے پھول	- حامدؔ امروہوی	- حمد نعت ومناقب
خیابانِ ارم	- حامدؔ امروہوی	- حمد نعت ومناقب
جوئبارِ بخشش	- حامدؔ امروہوی	- حمد نعت ومناقب اردو اور رومن رسم الخط میں
رازِ بخشش	- ساجدؔ امروہوی	- حمد ونعت
آرزوئے بخشش	- ساجدؔ امروہوی	- حمد ونعت
متاعِ مخفیؔ	- کلام مخفیؔ امروہوی مرتبہ حامدؔ امروہوی	- غزلیات
سرمایۂ رؤف امروہوی	- مرتبہ حامدؔ امروہوی	- حضرت رؤفؔ امروہوی کی تصانیف ''نخلۂ محامد''، ''گل رنگ تخیّل''، ''کوثر رحمت'' اور ''اپنی زباں سے میں'' کا انتخاب

Available at :

Mirza Sajid Hussain Sajid Amrohawi

Mohalla Saddu, Amorha-244221 (U.P.) India

Hamid M. Husain

135, Common Wealth Dr

Boling Brook - IL - 60440-6181 U.S.A.